خلاصہ فقہ شافعی

حصہ سوم

تصنیف

صاحب تصانیف کثیرہ عبدالرحمن باوی ملیباری

ترجمہ

تنویر عالم مصباحی

باہتمام

امامِ شافعی فاؤنڈیشن ممبئی

فہرست مضامین

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

بیع (خرید و فروخت)

بیع: لغت میں ایک چیز کے بدلے میں دوسری چیز کے لینے کو بیع کہتے ہیں۔ اور اصطلاح شرع میں ایسا معاوضہ مالیہ جو کسی عین کی ملکیت یا ہمیشگی کے طور پر منفعت (فائدۃ حاصل کرنے) کا فائدہ دیتا ہے [۱]۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "**واحل اللّٰہ البیع وحرم الربوا**" [۲] اور اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کردیا ہے۔ اور نبی ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کون سا کسب زیادہ پاکیزہ ہے؟ فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور بیع مبرور۔ [۳]

بیع کے ارکان: ۔ بیع کے ارکان چھ ہیں، (۱) بائع (۲) مشتری (۳) مبیع (۴) ثمن (۵) ایجاب (۶) قبول

عاقد کے شرائط، بائع ہو کہ مشتری: ۔ (۱) مکلف ہونا (۲) مختار ہونا [۴] (۳) مصحف [۵] اور ہتھیار کا خریدنے والا حربی نہ ہونا (۴) مسلم غلام کی ملکیت کے لئے مسلمان ہونا [۶]۔

مبیع اور ثمن ہر ایک کی شرطیں: ۔ (۱) ملک (۲) طہر (پاک ہونا) (۳) نفع [۷]

برکاتِ شافعی حصہ سوم

(۴) سپرد کرنے کی قدرت (۵) دیکھی جانے والی چیز ہے تو دیکھنے کی قدرت [۸] (۵) ذمہ میں ہو تو مقدار اور صفت کی معرفت۔

لہٰذا ایسی چیز کی بیع جس کا وہ مالک نہیں، نجس مثلاً کتا کی بیع، ایسی متنجس چیز کی بیع جس کی پانی سے طہارت ممکن نہیں جیسے ناپاک سرکہ یا ناپاک تیل، ایسی چیز کی بیع جس میں کوئی شرعی فائدہ نہ ہو جیسے لہو ولعب کا آلہ اور بغیر گزرگاہ کی زمین، ایسی چیز کی بیع جس کو سپرد کرنا ممکن نہ ہو جیسے ہوا میں اڑتا ہوا پرندہ اور بڑے تالاب کی مچھلی [۹]، اور نامعلوم چیز [۱۰] کی بیع صحیح نہیں۔ ایسی چیز جس میں عقد کے وقت تک عموماً تغیر نہیں ہوتا [۱۱]، عقد سے پہلے کی رویت کافی ہے، یوں ہی بعض مبیع کی رویت کافی ہے اگر وہ بعض باقی مبیع پر دلالت کرے یا مبیع کی حفاظت کے لئے ہو جیسے سنترہ اور انڈے کے چھلکے اور اخروٹ وغیرہ کے نچلے چھلکے [۱۲] کی رویت۔

۱۔ اگر آپ نے کوئی کپڑا خریدا تو آپ ہمیشہ کے لیے عین شئ کے مالک ہو گئے اور اگر آپ نے پانی گزرنے کا حق اس لئے خریدا کہ پانی دوسرے کی زمین کے واسطے سے ہی آپ کی جگہ تک پہنچ سکتا ہے تو آپ دائمی طور پر منفعت کے مالک ہوں گے۔

۲۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۷۵۔

۳۔ حاکم نے روایت کی ہے کہ مبرور وہ ہے جس میں نہ غش ہو اور نہ خیانت۔ ذات میں دھوکہ دینا غش اور ذات یا صفت میں دھوکہ دینا خیانت ہے۔

۴۔ لہٰذا غیر مکلف کی نہ بیع صحیح ہے اور نہ شراء۔ ضرورت کی چیزیں خریدنے کے لئے بچوں کو بھیجنے کا حکم عن قریب معاطات کی بحث میں آرہا ہے۔ اور نہ ہی مکرَہ (جسے بیع کرنے پر مجبور کیا گیا ہو) کی بیع صحیح ہے ہاں اگر اکراہ (مجبور کرنا) کسی حق کی وجہ سے ہو (تو بیع صحیح ہے) جیسے کہ قاضی اس کے قرض کی ادائیگی کے لئے اس کو اپنا مال بیچنے پر مجبور کرے۔

۵۔ مصحف ہی کی طرح ہر وہ چیز ہے جس میں کچھ لکھا ہوا گرچہ پڑھنے کے لئے نہ ہو جیسے تعویذ، یا تفسیر وغیرہ کے ضمن میں ہو اور یہی حکم حدیث اور آثار سلف یعنی وہ حکایات جو سلف سے منقول ہیں، کا ہے۔

۶۔ جب کہ وہ اس پر آزاد نہ ہوتا ہو۔ لہٰذا اگر کافر نے اپنے اصل یا فرع میں سے ایسے کو خریدا جو اس پر آزاد ہو جاتا ہے تو اس کا یہ خریدنا اس کا اس پر آزاد ہو جانے کی وجہ سے صحیح ہے۔

۷۔ ملک سے مراد یہاں پر تسلط (قبضہ) ہے چاہے وہ تسلط ملک کی وجہ سے ہو یا وکالت کی وجہ سے ہو یا ولایت کی وجہ سے ہو جیسے باپ یا وصی کی ولایت یا تسلط شارع کی جانب سے اجازت کی وجہ سے ہو جیسے کہ ملتقط (وہ چیز جو راستہ وغیرہ میں پڑی ہوئی ملی ہو) جب کہ اس مال کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو پھر ملک سے مراد جو نفس الأمر میں ہو اگرچہ عاقد کے گمان میں نہ ہو۔ جیسے کہ کسی نے اپنے مورث کو زندہ سمجھتے ہوئے اس کا مال بیچ دیا پھر بیع کی حالت میں اس کی (مورث کی) موت ظاہر ہوئی تو اس کی یہ بیع صحیح ہے اگرچہ بیچنا حرام تھا۔ طہر سے مراد یہ ہے کہ وہ پاک حقیقۃ ہو یا حکما ہو یا امکاناً حتی کہ یہ اس نجس کو بھی شامل ہے جو معفو عنہ (یعنی جو معاف ہے) ہے اور اس کو بھی جس کو دھو کر پاک کرنا ممکن ہو نہ کہ دباغت دیکر اور سرکہ سے، اور نفع سے مراد شرعی نفع ہے۔

۸۔ رویت کی شرط ہمارے مذہب میں اظہر پر ہے اور اس کے مقابل پر جنس کا ذکر کر دینا کافی ہے اگرچہ انھوں نے اسے دیکھا نہ ہو۔ یہی قول تینوں اماموں کا ہے۔ دیکھئے تحفہ ج:۴، ص:۲۶۴۔

۹۔ اور ان شہد کی مکھیوں کی بیع جن کی مادہ مکھی کوار (شہد کی مکھیوں کی ٹہنی) میں نہ ہو، کیوں کہ ہر ایک میں کوئی نہ کوئی حائل موجود ہے اور جیسے کہ اس ستون کی بیع جس کے اوپر کوئی چیز ہو اور برتن کے معین حصہ کی بیع برخلاف جزء شائع (جیسے آدھا، تہائی) کے، کیونکہ ہر ایک کا سپرد کرنا اس کی مالیت کم ہو جانے یا باقی کی مالیت کم ہو جانے پر موقوف ہے اور جیسے کہ اس پانی کی بیع جو طہالرت کے لئے متعین ہے اور مرہون چیز کی بیع، کیوں کہ پہلے کے ساتھ اللہ کا حق متعلق ہے اور دوسرے کے ساتھ آدمی کا حق متعلق ہے اس لئے اگر مرتھن راضی ہو تو مرہون کی بیع صحیح ہے۔

۱۰۔ دیکھی جانے والی چیز نہ دیکھنے کی وجہ نامعلوم ہو اور جو ذمہ میں ہو تو اس کی صفت اور مقدار کی معرفت نہ ہونے کی وجہ سے نامعلوم ہو۔ لہٰذا دیکھی جانے والی چیز اندھے کو نہ بیچنا صحیح ہے اور نہ اندھے کا اسے خریدنا صحیح ہے، بلکہ اندھا اگر عقد کرنا چاہتا ہے تو کسی بینا شخص کو وکیل بنادے۔

۱۱۔ جیسے زمین، برتن اور حیوان۔

۱۲۔ اگر عقد نیچے کے چھلکے پر ہوا ہے تو اوپر کے چھلکے کی رویت کافی نہیں۔

ایجاب اور قبول

ایجاب:۔ ایسا کلام جو واضح طور پر مالک بنانے پر دلالت کرے۔ جیسے ''میں نے تجھے اس کو اس کے بدلے میں بیچا یا مالک بنایا یا ہبہ کیا''۔

قبول:۔ ایسا کلام جو واضح طور پر مالک بننے پر دلالت کرے جیسے ''میں نے اس کو اس

کے بدلے میں خریدا یا مالک ہوا یا قبول کیا''۔

ایجاب وقبول کے صیغوں میں شرط ہے کہ دونوں کے درمیان فصل نہ ہو اور نہ تعلیق ہو اور نہ وقت مقرر تک ہو، دونوں معنی میں متفق ہوں اور مبتدی (شروع کرنے والا) خواہ مشتری ہو یا بائع عوضین کو (یعنی دونوں بدلوں کو) بیان کرے ا۔

گونگے کے اشارہ سے، ہنسی مذاق سے، کنایہ جیسے "میں نے اس کو اتنے کے بدلے میں تمہارا کردیا" سے جبکہ اس سے بیع کی نیت کی ہو۔ کنایہ ہی میں کتابت اور حدیث الہاتف ۲ (جو دیکھائی نہ دے لیکن آواز سنائی دے) شامل ہے عاقد یا ثالث کے ''میں نے بیچا'' یا ''میں نے خریدا'' کہنے پر جواب میں ''ہاں'' کہنے سے اور طرفین کی ولایت سے جیسے ''میں نے اس کو اپنے بیٹے کو بیچا اور اس کے لیے قبول کیا'' ۳ بیع منعقد ہو جاتی ہے۔ معاطات سے بیع منعقد نہیں ہوتی ہے مگر بعض حضرات ۴ نے معاطات سے ہر اس مالی عقد کے انعقاد کو اختیار کیا ہے جس میں معاطات سے عقد متعارف ہے (یعنی عقد کا رواج ہے)۔

ا۔ لہٰذا ایسی طویل خاموشی کے ذریعہ فصل جس سے اعراض کا احساس ہوتا ہو بیع صحیح نہیں ہے یوں ہی کلام اجنبی، تعلیق جیسے ''اگر میرا باپ مرگیا ہے تو میں نے تجھے بیچا'' کے وقت اور توقیت مثلاً ''میں نے یہ تجھے ایک مہینہ کے لئے بیچا'' کے وقت بھی بیع صحیح نہیں ہے اور نہ معنی یعنی جنس یا نوع یا صفت یا مقدار یا حلول یا اجل (مدّت) میں اختلاف کے وقت بیع صحیح ہے مثلاً ایک نے دوسرے کے بیان کردہ ثمن یا اجل میں کمی کردی، اور نہ ہی عاقدین میں سے مبتدی (شروع کرنے والا) کا ثمن اور مثمن دونوں کے عدم بیان کے وقت بیع صحیح ہے، جواب دینے کے لئے ثمن اور مثمن میں سے کسی کو بیان کرنے کی شرط نہیں۔

۲۔ دیکھئے شروانی ج:۴، ص:۲۲۲، سوائے نکاح اور اس وکیل کی بیع جس کے مؤکل نے بیع پر گواہ بنانے کی شرط لگادی ہے۔ ہر عقد کنایہ کے ذریعہ اپنی صحت میں بیع ہی کی طرح ہے۔

۳۔ جب کہ اس نے اپنا مال اپنے چھوٹے بچہ کو بیچا ہو۔

۴۔ جیسے نووی وغیرہ یہی قول مالک اور ایک روایت میں ابوحنیفہ کا ہے احمد نے اور دوسری روایت میں ابوحنیفہ نے کہا کہ "معمولی چیزوں میں معطات سے بیع منعقد ہوجاتی ہے نہ کہ قیمتی چیزوں میں"۔ لہٰذا مختار مذہب پر روٹی، گوشت جیسی چیزوں میں معاطات سے بیع صحیح ہے مگر چوپایوں اور زمینوں کے مثل میں صحیح نہیں۔

معاطات:۔ بغیر ایجاب وقبول کے لین دین کرنے کو معاطات کہتے ہیں اور اس کا اعتبار ثمن اور مثمن پر متفق ہونے کے بعد ہوتا ہے لیکن ایسی چیزوں میں اس اتفاق کی کوئی ضرورت نہیں جن کی قیمتیں قطعی طور پر ٹھہری رہتی ہیں جیسے کہ کسی محلہ میں ایک چپاتی کی قیمت ایک درہم ہو اور اس میں اہل محلہ کا کوئی اختلاف نہ ہو۔ مناسب ہے کہ معاطات سے ان چیزوں کو بھی لاحق کردیا جائے جن کا ضرورت داعی ہو اور شہروں میں عادتاً جاری ہوں۔ جیسے کہ بچوں کو ضرورت کی چیزیں خریدنے کے لئے بھیجنا، بشرطیکہ وہ لی گئی چیز قیمت کے مساوی ہو۔ سلف اور خلف کے زمانہ میں مغیبات (یعنی وہ عورتیں جن کے شوہر گھر پر نہیں ہوتے) ضرورت کی اشیاء خریدنے کے لئے باندیوں اور بچوں کو بغیر کسی نکیر وانکار کے بھیجتی تھیں۔

سود اور اس کی قسمیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلذَّھَبَ بِالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃَ بِالْفِضَّۃِ وَالبرَّ بالبرّ والشعیرَ بِالشَّعِیْرِ وَالتَّمَرَ بِالتَّمَرِ وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ مَثَلًا بِمَثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ یَداً بِیَدٍ فَاِذَا اخْتَلَفَتْ ھٰذِہِ الْاَصْنَافُ فَبِیْعُوْا کَیْفَ مَاشِئْتُمْ اِذَاکَانَ یَدًا بِیَدٍ" (مسلم شریف) ترجمہ: سونا بدلے میں سونے کے اور چاندی بدلے میں چاندی کے اور گیہوں بدلے میں گیہوں کے اور جو بدلے میں جو کے اور کھجور بدلے میں کھجور کے اور نمک بدلے میں نمک برابر اور دست بدست بیع کرو اور جب اصناف میں اختلاف ہوا تو جیسے چاہو بیچو جب کہ دست بدست ہو۔

مطعوم ۲؎ کے بدلے میں مطعوم کی اور نقدی کے بدلے میں نقد کی بیع کرنے میں اگر گیہوں کے بدلے میں گیہوں ، چاول کے بدلے میں چاول، سونا کے بدلے میں سونے اور چاندی کے بدلے میں چاندی فروخت جیسے اتفاق الجنس ہوتو تین شرطیں ہیں۔ (۱) حلول (فورا دینا)، (۲) جدائی سے پہلے قبضہ اور (۳) جنس ایک ہی ہوتو مماثلت (وزن اور تول میں برابر)

اور اگر چاول کے بدلے میں گیہوں ، چاندی کے بدلے میں سونا فروخت جیسے مختلف الجنس میں خرید وفروخت ہوتو دو شرطیں ہیں۔ (۱) حلول (فورا دینا)، (۲) جدائی سے پہلے قبضہ۔

لہٰذا اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس میں سود ہونے کی وجہ سے بیع حرام

ہوگی۔ اسی وجہ سے مطعوم اور نقد ہر ایک کو ربوی (سودی) کہا جاتا ہے۔ اگر مطعوم (کھائی جانے والی چیز) بدلے میں غیر مطعوم کے اور نقد بدلے میں غیر نقد کے بیع کی جائے تو اس میں مذکورہ شرطوں میں کسی کی شرط نہیں۔

سود کا حرام ہونا کتاب، سنت اور اجماع سے ثابت ہے اور سب سے بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے۔ اللہ نے اپنی کتاب میں سوائے سود خور کے کسی گنہگار سے جنگ کا اعلان نہیں کیا ہے ۳؎۔ اور سول اللہ ﷺ نے سود لینے والے اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور یہ فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں (رواہ مسلم)۔

ربا (سود) کی قسمیں:۔ ربا کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) ربا الفضل۔ عوضین میں سے کسی میں زیادتی کر دینا ربا الفضل کہلاتا ہے۔

۲) ربا الید:۔ عاقدین میں سے کسی کا قبضہ سے پہلے مجلس سے چلا جانا ربا الید کہلاتا ہے۔

۳) ربا النساء (ادھار):۔ عوضین میں سے کسی کے لئے کسی مدت کی شرط لگا دینا ربا النساء کہلاتا ہے۔

۴) ربا القرض ۴؎:۔ قرض میں اس طرح کی شرط لگا دینا جس میں رہن وغیرہ کے علاوہ میں مقرض (قرض دینے والا) کا نفع ہو۔ ربا القرض کہلاتا ہے۔

۱؎۔ علت ربا کے اتحاد کے ساتھ۔ علت ربا مطعومیت اور نقدیت ہے۔

۲؎۔ مطعوم وہ ہے جس کو غذائیت حاصل کرنے کے لیے یا لذت کے لیے یا سالن کے طور پر یا علاج کے لیے کھایا جاتا ہے۔

۳۔ دیکھئے سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۷۹۔

۴۔ ربا القرض صرف ربوی چیزوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ربویات کے علاوہ مثلاً سامان میں بھی جاری ہوتا ہے۔

بیع سلم

وہ ایسی بیع ہے جو (مقدار، جنس اور صفت سے) موصوف ہو اور ذمہ ا۔ میں ہو۔ جیسے ''**اسلمت الیک ھذہ الدراھم فی غنم صفتہ کذا کذا**'' (میں نے تجھ سے اس اس طرح کی بکریوں کا ان درھموں پر بیع سلم کیا)

بیع سلم کے ارکان:۔ بیع سلم کے ارکان پانچ ہیں۔

۱) مسلم (ثمن ادا کرنے والا) (۲) مسلم الیہ (۳) مسلم فیہ (مبیع) (۴) راس المال (ثمن) (۵) صیغہ سلم ۲۔

بیع سلم کے شرائط:۔ بیع سلم کی سات شرطیں ہیں۔ (۱) راس المال کا فوراً ادا کرنا (۲) راس المال کا جدائی سے پہلے قبضہ کرنا (۳) مسلم فیہ کا دین (قرض) ہونا ۳۔ قرض حال ہو یا مؤجل ہو۔ (۴) مسلم فیہ کی مقدار وزن، کیل (ناپ) عدد یا ذراع (گز) میں معلوم ہونا ۴۔ (۵) آدائیگی کا وقت آنے پر مسلم فیہ کی ادائیگی پر قدرت ہونا ۵۔ (۶) اس کی صفت کا بیان کرنا ممکن ہو ۶۔ (۷) آدائیگی کی جگہ کا بیان کرنا ۷۔

راس المال کا منفعت ہونا جائز ہے ۸۔ اس وقت منفعت کا قبضہ عین شئی کے قبضہ کرنے

کے ذریعہ ہوگا۔

ا۔ ذمہ کا لغوی معنی عہد اور امان ہے، اور شرع میں وہ ایسا معنی ہے جو قائم بالذات ہو اور شارع کی جہت سے الزام (پابند کرنا) اور مکلف کی جہت سے التزام (پابند ہونا) کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۲۔ مثال مذکور میں قائل مسلم، مخاطب مسلم الیہ، دراہم راس المال بکریاں مسلم فیہ اور ''بیع سلم کیا'' صیغہ سلم ہے۔

۳۔ یعنی ذمہ میں ہو معین نہ ہو۔ لہٰذا اگر کسی نے کہا کہ میں نے تجھ سے اس کپڑے کا ان درھموں پر بیع سلم کیا تو بیع سلم صحیح نہیں۔

۴۔ اگر ان میں سے کسی میں مقدار کا علم نہ ہو جیسے کہ کسی نے کہا" میں نے تجھ سے اس ٹوکری بھر گیہوں کا دس درہم پر بیع سلم کیا اور یہ معلوم نہیں کہ ٹوکری کی وسعت کتنی ہے، تو بیع سلم درست نہیں۔

۵۔ لہٰذا اگر ایسی چیز میں بیع سلم کیا جو ادائیگی کے واجب ہونے کے وقت منقطع ہو جاتی ہے جیسے جاڑے کے دنوں میں پکی کھجور، تو بیع سلم صحیح نہیں۔

۶۔ جیسے مائع (بہنے والی چیز)، حیوان، پتھر، لکڑی نہ کہ جواہرات اور مخلوط چیزیں جیسے ہریسہ جو، گیہوں اور گوشت کا مجموعہ ہوتا ہے اور غالیہ جو مشک، عنبر اور عود کا مرکب ہوتا ہے۔

۷۔ جب کہ مسلم فیہ موجل ہو اور عقد سلم ایسی جگہ پر ہوا جو ادا کرنے کے لیے صحیح نہ ہو جیسے بیچ سمندر میں ہو یا ایسی جگہ پر ہو جہاں تک لے جانے میں خرچ آتا ہو۔

٨ ۔ جیسے "میں نے تجھ سے اس چیز کا اپنے گھر کے ایک سال کی منفعت (فائدہ) پر بیع سلم کیا"۔

فسخ کے اسباب

عقد کی تین قسمیں ہیں۔ (١) دونوں طرف سے جائز۔ جیسے وکالت چنانچہ عاقدین میں سے ہر ایک کو فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔

(٢) دونوں طرف سے لازم جیسے نکاح۔ کسی موجب کے بغیر کسی کو بھی فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا ہے۔

(٣) ایک طرف سے جائز اور دوسری طرف سے لازم۔ جیسے ضمان ١ ۔ عقد بیع دوسری قسم میں داخل ہے۔

لہٰذا اگر بیع منعقد ہوگئ تو ان سات اسباب کے علاوہ اس کے فسخ کی کوئی راہ نہیں وہ اسباب یہ ہیں۔

(١) خیار مجلس (٢) خیار شرط (٣) خیار عیب (٤) خیار خلف (٥) اقالہ (٦) تحالف (٧) قبضہ سے پہلے عین کا تلف ہوجانا۔

١) خیار مجلس:۔ خیار مجلس ہر ایک کے لئے ہر اس بیع میں ثابت ہے جس کے لزوم کو انہوں نے اختیار نہ کیا ہو یا بیع کی مجلس سے جدا نہ ہوئے ہوں ٢ ۔

٢) خیار شرط:۔ خیار شرط سوائے ربوی، سلم اور جس میں مبیع آزاد ہوجاتا ہے تمام بیوع میں ہر ایک کے لئے تین دنوں تک ٣ ۔ حاصل ہوتا ہے ٤ ۔

٣) خیار عیب:۔ جب کوئی قدیم عیب ٥ ۔ ظاہر تو ہر ایک کو خیار عیب فوراً حاصل ہوتا ہے۔ جیسے جانور کا سرکش یا کٹ کھنا ہونا اور اس کے تھن کو دودھ کی کثرت کا وہم ڈالنے کے لئے بغیر دودھ نکالے چھوڑ دیا گیا ہو۔ اور اگر کوئی ایسا عیب پیدا ہوا جس کے بغیر قدیم عیب معلوم نہیں ہوسکتا تھا جیسے کیڑے دار خربوز کا سوراخ کرنا تو عیب پیدا کرنے والے پر بغیر کسی تاوان کے مبیع کو لوٹا دیا جائیگا۔

٤):۔ خیار خلف:۔ یہ اس وقت ثابت ہوتا ہے جب عوضین میں سے کوئی عقد میں لگائی گئی شرطوں کے خلاف ظاہر ہو۔ جیسے عقد میں حاملہ ہونے کی شرط لگائی گئی تھی مگر بعد میں اس کا حائل (جو مادہ حاملہ نہ ہوتی ہو) ہونا ظاہر ہوا۔

٥) اقالہ:۔ دونوں کا اپنی رضامندی سے عقد کو فسخ کرنے کو اقالہ کہا جاتا ہے۔

٦) تحالف (حلف برداری):۔ حلف برداری اس وقت ہوتی ہے جبکہ عقد صحیح کے کسی صفت میں دونوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوجائے اور کسی کے پاس بینہ نہ ہو۔ مثلاً عوض کی مقدار یا جنس یا صفت یا اجل (مدت) میں اختلاف ہو۔ پھر اگر تحالف کے بعد بھی دونوں اپنے اختلاف پر مصر رہیں تو ہر ایک کو فسخ کا حق حاصل ہوگا ٦ ۔

(٧) قبضہ سے پہلے عوض (مبیع ہو یا ثمن) کا تلف ہوجانا۔ اس سے بیع فسخ ہوجاتی ہے ٧ ۔ اور اگر عوض عیب دار ہوجائے ٨ ۔ یا اجنبی شخص اس کو تلف کردے تو خیار حاصل ہوتا ہے۔

بیع وغیرہ سے ایسی چیزوں میں تصرف کرنا جن پر قبضہ نہیں کیا گیا ہے باطل ہے۔ منقول چیزوں کا قبضہ ان کو خالی کر کے (یعنی دوسرے کے حق میں مشغول نہ ہو) منتقل کرنے سے ٩ ۔

اورغیرمنقول ۱۰ اے چیزوں کا قبضہ ان کا تخلیہ کر کے (یوں کہ اس پر قابض کوقدرت دیدے اور اگر تالا لگا ہے تو چابی دیدے) اور سامان سے خالی کردینے سے ہوتا ہے۔ جہاں عوض حال ہو (یعنی اس کوفوراًادا کرنا ہو) اور اسے سپرد نہ کیا گیا ہو وہاں پر بغیر اجازت قبضہ کرنا جائز نہیں۔

اے

دونوں طرف سے جائز۱۲	دونوں طرف سے لازم۱۵	ایک طرف سے جائز اور دوسری طرف سے لازم۸
۱ شرکت	۱ بیع	۱ ضمان (جس کے لیے ضمانت لی گئی ہے اسکی طرف سے جائز اور ضامن کی طرف سے لازم)
۲ وکالت	۲ سلم	۲ جزیہ (کافر کی طرف سے جائز اور امام کی طرف سے لازم)
۳ ودیعت	۳ صلح	۳ قبضہ کے بعد فرع کے لیے ہبہ (اصل کی طرف سے جائز اور فرع کی طرف سے لازم)
۴ قراض	۴ حوالہ	۴ ہدنہ

برکاتِ شافعی حصہ سوم

۵ غیر فرع کو ہبہ (قبضہ سے پہلے)	۵ غیر فرع کو ہبہ (قبضہ کے بعد)	۵ امان (دونوں (یعنی ہدنہ اور امان) کافر کی طرف سے جائز اور ہماری طرف سے لازم)
۶ عاریہ (ادھار) (جسے رھن میں نہ رکھا گیا ہواور نہ اس میں میت کو دفن کیا گیا ہو۔	۶ عاریہ (رہن یا دفن کے لیے، جبکہ اسے رہن رکھ دیا گیا ہو یا اس میں دفن کردیا گیاہو)	۶ امامت عظمیٰ (اگر متعین نہ ہوتو امام کی طرف سے جائز اور اہل حل وعقد کی طرف سے لازم)
۷ وصیت	۷ اجارہ	۷ قبضہ کے بعد رہن (رہن لینے والے کی طرف سے جائز اور رہن رکھنے والے کی طرف سے لازم)
۸ قبول سے پہلے وصیت	۸ قبول کے بعد وصیت	۸ کتابت (مکاتب کی طرف سے جائز اور آقا کی طرف سے لازم)
۹ قضاء	۹ مساقات	

۱۰ قرض (جب کہ مال قرض دینے والے کی ملک سے نہ نکلا ہو)	۱۰ قرض (جب کہ مال قرض دینے والے کی ملک سے نکل گیا ہو)
۱۱ قبضہ سے پہلے رہن	۱۱ نکاح
۱۲ جعالہ	۱۲ صداق (مہر)
	۱۳ خلع
	۱۴ کسی عوض کے بدلے میں اعتاق
	۱۵ مسابقہ دونوں کی طرف سے کسی عوض کے بدلے میں ہو

؎۔یعنی منصب قضا۔ جب کہ وہی قاضی متعین نہ ہو، اگر اس کے علاوہ دوسرا قضا کا اہل نہ ملنے کی وجہ سے وہی متعین ہے تو فسخ کا اختیار نہیں۔

۲ ؎۔جس نے بیع کے لزوم کو اختیار کرلیا اس کا خیار ساقط ہوگیا اور دوسرے کا خیار باقی رہ گیا۔ اگر کوئی مجلس سے جدا ہو گیا تو ہر ایک کا اختیار ساقط ہوگا۔ اگر عقد چھوٹے گھر میں واقع ہو تو عاقدین میں سے کسی کا گھر سے نکل جانا جدا ہونا کہلائیگا اور اگر عقد بڑے گھر میں واقع

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

ہو تو ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہونا جدا ہونا کہلائیگا اور اگر بازار وغیرہ میں ہو تو پیٹھ پھیر کر کچھ دور چلا جانا جدا ہونا کہلائیگا۔

۳ ؎۔اس مدت کا اعتبار خیار کی شرط لگائے جانے کے وقت سے ہے، اگر دونوں کے لئے یا کسی ایک کے لئے تین دن سے زیادہ خیار کی شرط لگائی گئی یا خیار مطلق رکھا گیا۔ (یعنی مدت بیان نہیں کی گئی) تو عقد صحیح نہیں ہے۔

۴ ؎۔کیوں کہ پہلی دونوں بیعوں (ربوی اور سلم) میں مجلس میں قبضہ کرنا شرط ہے اور تیسری میں آزاد ہونے اور خیار ہونے کے درمیان منافات ہے۔

۵ ؎۔قدیم عیب وہ عیب ہے جو قبضہ سے پہلے کا ہو اور فسخ تک باقی رہے۔ مشتری جب مبیع میں اور بائع جب ثمن میں قدیم عیب پائے تو اسے فوراً خیار ثابت ہوتا ہے۔

۶ ؎۔اگر دونوں بغیر بینہ کے صفت عقد میں اختلاف کریں تو دونوں حلف لیں گے اگر کاذب (جھوٹا) انکار کرے تو صادق (سچے) کی قسم سے عقد ثابت ہوجائیگا اور اگر دونوں حلف لینے کے بعد کسی ایک کی بات پر راضی ہوجائیں تو بھی بیع ثابت ہوجائیگی۔ اور اگر دونوں حلف لینے کے بعد بھی اپنے نزاع (جھگڑا) پر مصر رہیں تو ہر ایک کو فسخ کا اختیار رہے گا۔

۷ ؎۔تلف ہونا خواہ کسی آفت کی وجہ سے ہو یا بائع کا مبیع کو، یا مشتری کا ثمن معین کو تلف کردینے سے ہو۔ اور بائع کا ثمن کو تلف کردینا یا مشتری کا مبیع کو تلف کردینا ان کے حق میں قبضہ شمار کیا جائے گا۔

۸ ؎۔عیب دار ہونا، خود بخود ہو یا بائع کا مبیع کو اور مشتری کا ثمن کو عیب دار کردینے سے ہو۔

۹ ؎۔ہاتھ میں دے دینا یا قابض کے سامنے رکھ دینا منتقل کرنے ہی کی طرح ہے۔

۱۰؎۔ غیر منقول سے مراد وہ ہے جس کو ہو بہو بیع کی حالت پر منتقل کرنا ممکن نہ ہو لہٰذا فروخت شدہ پھل، توڑنے کا وقت آنے سے پہلے غیر منقول ہے اور وقت آنے کے بعد منقول ہے۔ حیوان، سواری منقول میں اور زمین، گھر اور درخت اگرچہ کاٹنے کی شرط لگا دی گئی ہو غیر منقول میں داخل ہے۔

خیار کی مدت میں عوضین کی ملکیت

خیارِ مجلس اور خیارِ شرط کی مدت میں مبیع اور اس کے فوائد اور زوائد کا مالک بائع یا مشتری میں سے وہ ہوگا جو خیار میں تنہا ہے ؎۔ اور اگر خیار دونوں کو حاصل ہے تو ملکیت موقوف رہے گی اگر بیع تمام ہوگئ تو ظاہر ہوگیا کہ عقد کے وقت سے مبیع اپنے زوائد کے ساتھ مشتری کا ہے ورنہ بائع کا۔ اور وہ مبیع فوائد کے ساتھ دوسرے کے ہاتھ میں امانت ہوتی ہے۔

اور جب کسی ایک کے لئے مبیع کی ملکیت کا حکم لگا دیا جائیگا تو دوسرے کے لئے ثمن کی ملکیت کا بھی حکم لگا یا جائیگا۔ اور جب مبیع کی ملکیت کا حکم موقوف رہے گا تو ثمن کے ملکیت کا بھی حکم موقوف رہے گا۔ اور زوائد زوائد کی طرح رہے گا۔ اگر بیع عیب یا تحالف کی وجہ سے فسخ ہوجائے تو مبیع بائع کو اور ثمن مشتری کو زوائد متصلہ جیسے موٹاپا اور وہ حمل جو عقد سے پہلے کا ہو، کے ساتھ لوٹا دیا جائے گا، زوائد منفصلہ جیسے بچہ اور عقد کے بعد کا حمل نہیں لوٹا یا جائے گا۔ اور لوٹانے کا خرچ لوٹانے والے پر ہوگا۔

==============================

۱؎۔ اگر خیار صرف مشتری کو حاصل ہے تو عقد کے وقت سے وہی اس کا مالک ہے اگر عقد کو نافذ کردے تو مبیع اس کا ہے اور اگر فسخ کردے تو فوائد کے ساتھ نفع میں رہا اور مبیع بائع کو لوٹا دی جائے گی۔ اور اگر خیار صرف بائع کو حاصل ہے تو وہ مبیع کا مالک ہے اگر فسخ کردے تو مبیع اس کا ہے اور نافذ کردے تو فوائد کے ساتھ نفع میں رہا اور مبیع مشتری کو منتقل کردی جائے گی۔

وہ بیع جو حرام ہونے کے باوجود صحیح ہیں

۱) حاضر کا بادی کے لئے بیع کرنا۔ یعنی حاضر کا ایسے بادی ؎ سے جو عام ضرورت کی اشیاء اسی دن کے بھاؤ پر بیچنے کے لئے لے کر آیا ہو یہ کہنا ''ابھی مت بیچو میں دھیرے دھیرے تمہارے لئے گراں قیمت پر بیچ دوں گا'' ۲؎۔

۲) تلقی الرکبان:۔ یعنی (باہر سے سامان ۳؎ لے کر آنے والوں سے ان کے آنے اور بھاؤ کے جاننے سے پہلے سامان خرید لینا۔ ان آنے والوں کو اگر غبن کا علم ہوجائے تو انھیں فوراً خیار حاصل ہوتا ہے۔

۳) کسی چیز کو ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرنا جس کے بارے میں جانتا ہے ۴؎ کہ وہ اسے معصیت (گناہ) کے کاموں میں استعمال کریگا۔ جیسے انگور وغیرہ ایسے شخص کے ہاتھ بیچنا جو اس سے شراب بناتا ہے اور حیوان کو ایسے کے ہاتھ بیچنا جو بغیر ذبح کئے کھاتا ہے، ایسے شخص کو خوشبو بیچنا جو اسے بت کو لگاتا ہے اور کھانا کو ایسے شخص کے پاس بیچنا جو رمضان کے دن میں کھائے گا۔

۴) ہر اس چیز کی بیع جس کو اس نے حرام طریقے سے حاصل کیا ہے۔ جیسے چوری شدہ چیز کو بیچنا۔

۵)غلہ کا احتکار کرنا:۔کسی ایسی چیز کو جسے اس نے گرانی کے وقت میں خریدا ہے اس غرض سے روک دینا احتکار کہلاتا ہے کہ وہ اسے گراں قیمت پر اس وقت فروخت کریگا جب لوگوں کو اس کی سخت ضرورت ہوگی۔سوائے ضرورت کے وقت کے غلہ کے علاوہ کا احتکار حرام نہیں ہے۔

۶) قیمت طے ہوجانے کے بعد بھاؤ پر بھاؤ لگانا۔یعنی دوسرے پر اس چیز کے ثمن میں اضافہ کردینا جس کو وہ خریدنا چاہتا ہے یا اس سے سستا یا عمدہ نکالنا یا مالک کو واپس لے لینے کی ترغیب دینا تا کہ وہ اسے اور گراں قیمت پر خریدلے۔

۷) نجش:۔ثمن میں رغبت کی وجہ سے نہیں بلکہ دوسرے کو دھوکہ دینے کے لیے زیادتی کرنے کو نجش کہتے ہیں۔

۸)غذا یا غیر غذا میں امام کا بھاؤ مقرر کرنا۵۔(یعنی معین بھاؤ کے علاوہ پر بیع کرنے سے روک دینا)

ا۔حاضرہ وہ ہے جو حاضرہ (یعنی شہر، گاؤں اور دیہات) میں رہتا ہو اور بادی وہ ہے جو بادیہ میں رہتا ہو۔حاضرہ (یعنی شہر، گاؤں اور دیہات) کے علاوہ کو بادیہ کہتے ہیں۔

۲۔اسی کے مثل ہے حاضر کا ایسے حاضر کے لئے بیع کرنا جو اسی دن کے بھاؤ پر بیچنا چاہتا ہے۔

۳۔اگر چہ ان اشیاء کی نادراً (کبھی کبھار) ضرورت پڑتی ہو۔

۴۔یقینی طور پر جانتا ہو یا ظنی طور پر۔

۵۔اس کے باوجود وہ مخالف کی تعزیر کرسکتا ہے۔یہ ان کے (فقہاء) کے اس قول "

امام کی اطاعت انھیں چیزوں میں واجب ہے جو گناہ نہ ہوں" کے منافی نہیں۔کیوں کہ اس سے مراد یہ ہیکہ وہ فاعل کی طرف نسبت کرتے ہوئے گناہ ہو نہ کہ آمر (حکم دینے والے) کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔اور فاعل (مامور یعنی جسے حکم دیا گیا ہے) یہاں پر گنہگار نہیں۔ لہٰذا اس میں مخالفت اس وقت حرام ہے جب کے وہ مخالفت کا اظہار کرے۔

وہ بیوع جو حرام اور باطل ہیں

۱) نتاج النتاج کی بیع:۔یعنی مستقبل میں اونٹنی کے ہونے والے بچہ کے بچہ کی بیع ا۔

۲) نر کے منی کی بیع:۔یوں ہی نر کو جفتی کے لیے کرایہ پر دینا۲۔

جفتی کے لیے نر کو منگنی میں دینا مسنون ہے ۳۔اور اس کے (نر کے) مالک کے لیے ہدیہ دینا جائز ہے۔

۳) ملاقیح کی بیع:۔ پیٹ کے اندر کے بچہ کو ملاقیح (جنین) کہتے ہیں۔

اگر کسی نے مطلقاً۴۔حاملہ کی بیع کی تو بیع صحیح ہے اور حمل بیع میں داخل ہوگا۔

اور صرف حمل کی بیع کی یا صرف حاملہ کی بیع کی یا حمل کے ساتھ حاملہ کی بیع کی تو یہ بیع صحیح نہیں ہے ۵۔

۴) بیع الملامسہ:۔یعنی کسی چیز کو جسے اس نے دیکھا نہیں ہے ۶۔صرف مس کر کے اس شرط پر خریدنا کہ جب وہ اسے دیکھے گا تو صرف مس پر اکتفاء کرتے ہوئے کوئی خیار نہیں رہے گا یا بغیر صیغہ کے صرف مس پر اکتفاء کر کے بیع کرنا ۷۔

۵) بیع المنابذہ:۔یعنی نبذ (نبذ کا لغوی معنی پھینکنا ہے) ہی کو بغیر صیغہ کے اسی نبذ پر اکتفاء کر کے بیع قرار دینا مثلاً یہ کہنا ''اگر میں نے تیرے پاس اپنا کپڑا پھینک دیا تو جان لو کہ اسے تجھے بیچ دیا''۔

۶) بیع الحصاۃ:۔یعنی اس چیز کی بیع کرنا جس پر کنکری (حصاۃ) پڑیں یا کنکری کے پھینکنے کو لزوم عقد قرار دینا۸۔

۷) ایسی بیع جو دو بیعوں کو شامل ہو۔مثلاً یہ کہنا "میں نے تجھے اس کو ایک ہزار کے بدلے میں نقد اور دو ہزار کے بدلے میں ایک سال کی مدت کے لیے بیچا تم جس طرح چاہو لو۔

۸) بیع العربون:۔یعنی دراہم کو اس شرط پر دینا کہ اگر وہ سامان کے بدلے میں راضی ہے تو یہ ثمن ہے ورنہ یہ فری میں بائع کا ہے۔

۹) بیع یا قرض کی شرط پر بیع کرنا:۔جیسے میں نے تجھے یہ جانور چار سو میں اس شرط پر بیچا کہ تم مجھے اپنا گھر ایک ہزار میں بیچو گے یا اس شرط پر کہ سو مجھے قرض دو گے ۹۔

۱۰) ایسی بیع جو باندی اور غیر ممیز فرع میں جدائی پیدا کرے ۱۰۔

۱۱) ایسی بیع جو چوپائے اور اس کے اس بچہ کے درمیان جدائی پیدا کرے جو اپنی ماں سے بے نیاز نہ ہوا ہو ۱۱۔

۱۔مثلاً یہ کہنا ''جب میری اونٹنی بچہ جنے گی پھر وہ بچہ بچہ جنے گا، اس بچہ کو میں نے تجھے بیچا''

۲۔کیوں کہ جفتی کرنا نر کا اپنے اختیار کا فعل ہے اور اس کا مالک اس کو (جفتی کرنے

بر کاتِ شافعی
حصہ سوم

کو) سپرد کرنے سے عاجز ہے اس لیے نہ جفتی کی بیع جائز ہے اور نہ نر کو اس کے لیے کرایہ پر دینا جائز ہے برخلاف انزاء (جفتی کرانا) کے، کیونکہ یہ اس کے مالک کا کام ہے اس لیے اسے اس کام کے لیے اجرت پر رکھنا جائز ہے۔

نر کو مادہ پر چڑھنے کی کوشش کرنے کو انزاء کہتے ہیں جیسا کہ عادت جاری ہے۔لہٰذا اگر وہ اس میں کامیاب رہا تو اجرت کا مستحق ہے ورنہ نہیں۔ دیکھئے تحفہ مع شروانی جلد ۴ ص ۲۹۲۔۲۹۳ اور نھایۃ مع ع ش ج ۳ ص ۴۴۸۔

۳۔جب کہ وہی متعین نہ ہو۔ورنہ (یعنی اگر وہی متعین ہے تو) اگر اسے اس سے ضرر نہ پہنچے تو مفت میں دینا واجب ہے۔اور نر جانور کا پالنا شہر والوں پر اپنے جانوروں کی نسل کی بقا کے لیے واجب کفایہ ہے جبکہ انہیں عرف میں قریب کے شہر سے اس کا اعادۃً ملنا ان کے لیے ممکن نہ ہو۔

۴۔بغیر اس کے حمل سے تعرض کیے ہوئے۔

۵۔کیوں کہ پہلی صورت میں مبیع مجہول ہے اور دوسری صورت میں حمل کا حاملہ کا مثل ایک جز ہونے کی وجہ سے حمل کا استثناء (جدا کرنا) دشوار ہے۔اور تیسری صورت اس لیے نہیں صحیح ہے کہ جس چیز کی بیع تنہا صحیح نہیں ہے اس کی بیع دوسری چیز کے ساتھ مقصود ہو کر بھی صحیح نہیں ہے۔

۶۔لپٹے ہونے یا تاریکی میں ہونے کی وجہ سے۔

۷۔جیسے یہ کہنا ''اگر میں نے اسے چھو دیا تو جان لو کہ اسے تجھے بیچ دیا''

۸۔پہلے کی مثال ''میں نے تجھے ان کپڑوں میں سے اس کپڑے کو بیچا جس پر کنکری گرے'' اور دوسری کی مثال ''میں نے تجھے بیچا اور کنکری کی پہونچ تک اختیار ہے''۔

۹۔لیکن چند صورتوں میں شرط کے ساتھ بیع صحیح ہے وہ صورتیں یہ ہیں۔

خیار یا عیب سے براءت یا پھل توڑنے کی شرط، اور اجل معین یا رہن معین یا ضامن بنانے یا گواہ بنانے یا مبیع کو آزاد کرنے کی شرط اور مقصود وصف کی شرط مثلاً جانور کا باربردار ہونا اور ایسی چیز کی شرط جس میں کوئی فائدہ نہ ہو مثلاً وہ مبیع کو اسی طرح سے کھائیگا۔ مگر آخری صورت میں شرط لغو (بیکار) ہوگی۔

۱۰۔ یوں ہی ہبہ، تقسیم، وقف، ہدیہ اور سفر کے ذریعہ تفریق کرنا (حرام) ہے لیکن وصیت، عتق (آزادی) اور رہن کے ذریعہ تفریق کرنا (حرام) نہیں ہے۔

۱۱۔ تفریق کرنے میں بیع ہی کی طرح صرف ماں کا ذبح کرنا بھی ہے۔ لہٰذا اگر بچہ بے نیاز نہیں ہے تو صرف ماں کو ذبح کرنا حرام ہے ورنہ نہیں۔ اور صرف بچہ کو ذبح کرنا مطلقاً بلا کراہت جائز ہے۔

بیوع صحیحہ کے اقسام

۱) عقد تولیہ:۔ یعنی مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد مبیع کو اسی ثمن کے بدلے میں (جس ثمن کے بدلے میں خریدا ہے) ثمن کے جاننے والے کو منتقل کرنا جیسے یہ کہنا "اس عقد کا میں نے تم سے تولیہ کیا"

۲) عقد اشتراک: یعنی کچھ مبیع کو ثمن کے تناسب کے بدلے میں منتقل کرنا

۳) بیع مرابحہ:۔ یعنی مثل ثمن (جس ثمن کے بدلے میں خریدا گیا ہے) سے کچھ نفع لے ساتھ بیع کرنا مثلاً کسی نے ایک سو روپئے میں کوئی چیز خریدی پھر اس کے جاننے والے سے کہا کہ ’’میں نے جو خریدا ہے اسے میں نے تجھے دس فیصد کے نفع کے ساتھ بیچا‘‘ ۱؎۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

۴) بیع محاطہ:۔ یعنی مثل ثمن (یعنی جس ثمن کے بدلے میں خریدا گیا ہے) سے کچھ فیصد کم کرکے بیع کرنا۔ مثلاً کسی نے ایک سو روپئے میں کوئی چیز خریدی پھر اس کے جاننے والے سے کہا ’’میں نے جو خریدا ہے اس میں نے دس فیصد کی کمی کے ساتھ تجھے بیچا‘‘ ۲؎۔

۵) بیع امانت:۔ یعنی کسی کا اپنے ساتھی کو غصب وغیرہ کے اندیشہ کی وجہ سے اپنا مال بیچنا اور ان دونوں کا اس سے پہلے ۳؎ اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ جب امن ہوجائے گا تو وہ مبیع کو اسے لوٹا دے گا اسے بیع تلجئہ بھی کہتے ہیں ۴؎۔

۶) بیع عہدہ:۔ یعنی دونوں کا کسی عین کی بیع پر اس شرط کے ساتھ متفق ہونا کہ جب بائع ثمن لے کر آئے گا مشتری اسے (عین کو) بائع کو لوٹا دے گا ۵؎۔ اسی میں یہ بھی داخل ہے کہ قرض دار اپنے قرض خواہ سے کہے کہ ’’میں نے یہ گھر تجھے تیرے اس مال کے بدلے میں بیچا جو میرے ذمہ میں قرض ہے اور جب میں تیرا قرض ادا کردوں گا میرا گھر میرے پاس لوٹ آئے گا‘‘ ۶؎۔

۷) بیع مصادرہ:۔ یعنی جو مال ظالم طلب کررہا ہے اس کو دفع کرنے کے لئے اپنا مال بیچنا تاکہ ظالم کی طرف سے کوئی تکلیف نہ پہنچے ۷؎۔

۸) بیع ضمنی:۔ ایسی بیع جو کسی دوسرے عقد کے ضمن میں ہو ۸؎۔

==========================

۱؎۔ گویا کہ اس نے یہ کہا کہ ’’ایک سو دس کے بدلے میں بیچا‘‘۔

۲؎۔ گویا کہ اس نے یہ کہا کہ ’’ایک سو کے بدلے میں بیچا‘‘۔

۳؎۔ نفس عقد میں لوٹانے پر اتفاق نہ ہوا ہو۔ لہٰذا اگر نفس عقد میں لوٹانے کی شرط لگادی گئی تو عقد فاسد ہے۔

۴۔ دیکھئے مغنی ج ۲ ص ۱۶ یا شروانی ج ۴ ص ۲۴۹

۵۔ پھر بیع کا عقد کیا ہو مگر انھوں نے اس کی شرط عقد کے دوران نہ لگائی ہو۔ کیونکہ اگر انھوں نے اس کی شرط عقد کے دوران لگائی ہے تو عقد فاسد ہے ورنہ صحیح ہے۔ کیونکہ ہر ایسی شرط جو مقتضائے عقد کے خلاف ہے اگر عقد کے دوران یا عقد کے بعد لزوم سے پہلے واقع ہو تو وہ عقد کو باطل کر دیتی ہے۔ اور جہاں پر عقد صحیح ہوتا ہے وہاں مشتری کو عقد کے باطل ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اور بائع سے کیے گئے وعدہ کو پورا کرنا بھی اسے لازم نہیں ہے۔

۶۔ اس میں بیع پر مجبور کرنا نہیں ہے کیونکہ مصادر کا مقصد کسی بھی طرح سے مصادَر سے مال حاصل کرنا ہے۔

۷۔ کیونکہ یہ بھی بیع کرنے اور اس قبول کرنے کو شامل ہے۔ لیکن معتمد مذہب پر یہ عتق (آزاد کرنے) کے ساتھ خاص ہے۔

وہ بیوع جو صحیح ہونے کے باوجود مکروہ ہیں۔

۱) ایسے شخص کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرنا جس کے بارے میں اسے وہم ہو کہ وہ اسے معصیت میں استعمال کرے گا۔

۲) ایسے شخص سے خرید و فروخت کرنا جس کا اکثر مال حرام ہے۔

۳) ایسی بیع جو آدمی اور اس کے نابالغ باشعور لڑکے کے درمیان جدائی پیدا کرے۔

۴) ایسی بیع جو چوپائے اور اس کے اس سے بے نیاز دودھ پیتے بچہ کے درمیان تفریق کرے ۱۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

۵) ناپ تول یا عدد معلوم نہ ہونے کے باوجود اٹکل پچو سے صبرہ (ڈھیر) کی بیع۔ مگر کپڑا اور زمین وغیرہ کی اٹکل پچو سے ذراع (گز) کے معلوم نہ ہونے کے باوجود مکروہ نہیں ۲۔

==================================

۱۔ پہلی صورت میں اگر اسے معلوم ہے یا گمان ہے اور دوسری صورت میں اگر اسے یہ معلوم ہے کہ جس پر عقد واقع ہوا ہے وہ بعینہ حرام ہے اور تیسری صورت میں شعور سے پہلے اور چوتھی صورت میں اگر اپنی ماں سے بے نیاز نہیں ہے تو ایسی بیع حرام ہے۔

۲۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ صبرہ (ڈھیر) ایک کے اوپر ایک ہوتا ہے اور کپڑا وغیرہ اس طرح نہیں ہوتا۔ لہٰذا صرف اٹکل پر اکتفاء کرنے میں کوئی دھوکہ نہیں ہے برخلاف صبرہ (ڈھیر) کے (کہ اس میں اٹکل پر اکتفاء کرنے میں دھوکہ ہے)۔

قراض

قراض کا لغوی معنی ''القطع'' یعنی کاٹنا ہے اور شرع میں کسی مال پر ایسا عقد کرنا کہ وہ دوسرے کو اپنا مال تجارت کرنے کے لئے اس شرط پر دے گا کہ نفع دونوں کے درمیان مشترک رہے گا اور قراض کو مضاربت بھی کہتے ہیں۔

ارکان:۔ قراض کے سات رکن ہیں۔ (۱) مالک (۲) عامل (کام کرنے والا) (۳) مال (۴) عمل (کام) (۵) نفع (۶) ایجاب اور (۷) قبول

شرائط:۔ مالک اور عامل ہر ایک جائز التصرف ہو۔ مال نقد خالص، ڈھلا ہوا اور معین ہو۔

اوراس کی جنس ،مقداراورصفت معلوم ہواوراسے عامل کودے دیا گیا ہو۔تمام نفع ان کے درمیان مشترک ہواورنفع کا حصّہ معلوم ہو جیسے آدھا،تہائی کسی قسم کی تعلیق اورتوقیت نہ ہو۔ قبول فوراًہوا ہو۔

عامل کا کام یہ ہے کہ وہ تجارت کرے اوراس کے متعلقات کوغور فکراوراحتیاط سے انجام دے۔لہٰذا بغیراجازت نہ تو وہ غبن فاحش اوراُدھار کے ساتھ وہ تصرف کرسکتا ہے اور نہ مال کے ساتھ سفر کرسکتا ہے اور نہ اپنی ذات پر خرچ کرسکتا ہے اگر چہ اجازت دے دی ہو۔

جب قراض (مضاربت) فاسد ہوجائے ۲؎ تو اجرت مثل کے بدلے ۳؎ میں عامل کا تصرف نافذ ہوگااور کل نفع مالک ہوگا،اورفساد کے علم کے باوجودتصرف کے اقدام سے عامل گنہگار ہوگا۔

عامل جب تک کوتاہی اور تقصیر نہ کرے امین ہے۔لہذا تلف ہونے،نفع نہ ہونے، نفع کی مقدار،ممکن خسارہ ہونے،مال لوٹانے،راس المال کی مقداراورکسی چیز کواپنے ذمہ میں ۴؎ اپنے لیے یا قراض کے لیے خریدنے کے دعویٰ میں یمین (قسم) کے ساتھ اس کی تصدیق کی جائیگی۔ اور اپنے حصّہ کا مالک تقسیم کے بعد ہی ہوگا۵؎۔

قراض ان دونوں میں سے کسی کے فسخ کردینے، پاگل ہوجانے، بے ہوش ہوجانے یا مرجانے سے فسخ ہوجاتا ہے۔

==

ا ؎۔جائز التصرف سے بیوقوف وغیرہ نکل گئے اور نقد سے عرض (سامان) نکل گیا۔ ہمارے زمانے میں رائج کرنسی نقد کے قائم مقام ہے۔اور معین ہونے سے ذمہ میں جوعین یا قرض ہؤ مال کے سپرد ہونے سے وہ نکل گیا جس میں مال کا مالک کے پاس رہنے کی شرط لگادی گئی ہؤ تمام نفع کے مشترک ہونے سے وہ نکل گیا میں کچھ نفع تیسرے کے لئے یا کل نفع ان میں سے کسی ایک کے لئے مقرر کردیا گیا ہو،حصّہ کے معلوم ہونے سے وہ نکل گیا جس میں دس یا کسی نوع کے نفع کی شرط یا نفع ہو یا نہ ہو ہر دس پر بارہ کی شرط لگادی گئی ہو۔لہٰذا ان میں سے کسی میں قراض (مضاربت) صحیح نہیں ہے یوں ہی اگر معلق یا موقت کردیا گیا ہو یا قبول میں تاخیر ہوگئی ہو تو بھی قراض صحیح نہیں ہے۔اگر کسی نے یہ کہا کہ''میں نے تجھ سے اس پر قراض کیا کہ نفع ہمارے درمیان مشترک رہے گا''۔تو نصف نصف پر قراض صحیح ہے۔صرف خریدنے میں کسی مدت کو مقرر کرنا جائز ہے۔

۲؎۔کسی رکن یا شرط میں خلل واقع ہونے کی وجہ سے یا ایسی چیز کی شرط وجہ سے قراض فاسد ہوجائے گا جو قراض کے مقتضا کے خلاف ہو۔

۳؎۔مگر جب یہ شرط ہو کہ کل نفع مالک کا ہوگا یا عامل کو فساد کا علم ہے اور یہ جانتا ہے کہ اس کے لئے کوئی اجرت نہیں ہوگی تو ان دونوں صورتوں میں اس کے لئے کچھ نہیں ہوگا کیونکہ اسے اجرت لینے میں کوئی دلچسپی نہیں۔اور فساد کے باوجود اجازت باقی ہونے کی وجہ سے تصرف نافذ ہوگا۔

۴؎۔برخلاف اس کا قراض کے عین مال کے بدلے میں کسی چیز کو خریدنا کیونکہ اس صورت میں وہ چیز قراض ہی کا قرار پائے گی اگر چہ اس نے اپنی ذات کا قصد کیا ہو۔

۵۔اوراس کی ملکیت نقدی کرنے سے ہی مستقر ہوگی۔

قرض

قرض:۔کسی چیز کا اسی کے مثل لوٹانے کیلئے مالک بنانا قرض کہلاتا ہے اور قرض کو سلف بھی کہتے ہیں۔قرض دینا سنت ہے جب کوئی دو مرتبہ کسی چیز کو قرض میں دیتا ہے تو اسے اس چیز کو ایک مرتبہ صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے ا۔ ایسے غیر مضطر شخص کو قرض لینا حرام ہے جس کے ظاہری حالت کو دیکھتے ہوئے ادا کرنے کی امید نہ ہو۔ایجاب اور قبول ۲۔کے ساتھ اہل تبرع کی طرف سے رشید (عاقل) مختار کو قرض دینا ان چیزوں میں صحیح ہے جن چیزوں میں بیع سلم ۳۔صحیح ہے۔

مقترض (قرض لینے والے) کی ملکیت اجازت سے قبضہ کرنے سے ثابت ہوتی ہے۔قرض ایسا عقد ہے جو دونوں طرف سے جائز ہے۔لہٰذا مقرض (قرض دینے والے) کو جب تک قرض،مقترض کے ملک میں اپنی حالت پر باقی رہے ۴۔واپس لے لینے کا حق حاصل ہے اور مقترض کو اسے زبردستی واپس کرنے کا حق ہے۔

جب مقترض نہ اسے لوٹائے اور نہ مقرض واپس لے تو مقترض پر مثلی میں مثل کا اور متقوم میں صورتاً مثل کا لوٹانا واجب ہے ۵۔

مقرض کے لیے نفع ۶۔کی شرط پر قرض حرام اور فاسد ہے۔اور مقترض کی طرف سے بغیر کسی شرط کے نفع دینا جائز بلکہ مستحب ہے ۷۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔**"ان خیارکم احسنکم قضاء"**

رہن اور ضمان کی شرط پر قرض دینا جائز ہے۔

==

ا۔جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے۔

۲۔اور قرض حکمی میں ایجاب وقبول کی شرط نہیں ہے جیسے مالدار مضطر بھوکے کو کھانا کھلانا۔مگر مضطر فقیر کو بغیر کسی صیغہ کے کھانا کھلانا صدقہ ہے قرض نہیں۔

۳۔ہاں روئی اور گوندھے ہوئے آٹے وغیرہ میں قرض جائز ہے اگرچہ ان میں بیع سلم صحیح نہیں۔

۴۔بایں طور کہ رہن وغیرہ کی وجہ سے اس سے دوسرے کا کوئی حق لازم متعلق نہ ہوگیا ہو۔

۵۔مثلی جیسے نقود، غلے اور متقوم جیسے حیوانات، جواہرات۔

۶۔اجل بھی نفع میں داخل ہے۔لہٰذا اگر مقرض کی غرض کی وجہ سے اجل کی شرط لگائی گئی مثلاً زمانہ لوٹ کھسوٹ کا تھا، عقد فاسد ہے اور اگر مقترض کی غرض کی سے لگائی گئی تو شرط لغو (بیکار) ہے اور عقد صحیح ہے۔اور مقررہ وقت کے وعدہ کی صورت میں مقررہ وقت پر ادا کرنا مسنون ہے۔(دیکھئے تحفہ ج۵ ص۴۸)

۷۔اگر قرض دینے والا زیادتی کے ساتھ لوٹائے جانے کو جانتا ہے تو اسے اس مقصد سے قرض دینا مکروہ ہے۔

رہن

رہن کا لغوی معنی حبس (روکنا) ہے اور شرعا کسی ایسے عین کو جس کی بیع جائز ہے کسی قرض کا وثیقہ قرار دینا تا کہ قرض کی ادائیگی کی دشواری کی صورت میں اس عین سے قرض کا حصول ہو سکے عقد رہن کہلاتا ہے۔جس چیز کی بیع درست ہے اگر چہ اسے منگنی میں لی گئی ہو ا۔اس کا رہن بھی اہل تبرع کی طرف سے ایجاب وقبول کے ساتھ درست ہے۔

مرہون شئی (رہن میں رکھی گئی چیز) حسب اتفاق دونوں میں سے کسی کے پاس ۲۔ یا کسی تیسرے کے پاس رکھا جا سکتا ہے اور عدم اتفاق کی صورت میں حاکم کسی عادل شخص کے پاس رکھے گا۔مرتہن علیہ (جس کے پاس مرہون رکھا گیا ہے) کا قبضہ امانت کا قبضہ ہے لہٰذا زیادتی اور تقصیر (کوتاہی) کے کرنے پر ہی وہ تاوان دے گا۔تلف ہو جانے میں اس کی تصدیق کی جائیگی لیکن لوٹا دینے میں تصدیق نہیں کی جائے گی ۳۔

مرہون شئی کے اخراجات راہن (رہن رکھنے والے) کے ذمہ ہیں اور اس کے منافع جیسے رہائش اور سواری کرنا اور اس کے زوائد جیسے دودھ، پھل کا حقدار راہن ہے۔

راہن کا تصرف حرام ہے اور کوئی ایسی چیز نافذ نہیں ہو سکتی جو مرتہن کے حق کو فوت کر دے یا کم کر دے ۴۔حاجت کے وقت مرہون بیچا جائیگا، راہن مرہون کو مرتہن کی اجازت سے، یا مرتھن راہن کی اجازت سے اس کی موجودگی میں بیچے گا ۵۔اگر ان میں سے کوئی فروخت نہ کرنے پر مصر رہے تو حاکم مرہون کو فروخت کرے گا۔

==

ا۔ منگنی کی چیز کو رہن رکھنا مالک کی اجازت سے اس شرط کے ساتھ درست ہے کہ وہ (مالک) مرتھن، قرض کی جنس اور اس کی مقدار کو جانتا ہو۔

۲۔مگر جب کہ مصحف کو رہن میں کافر کے پاس رکھا یا ہتھیار کو حربی کے پاس رکھا تو یہ مرھون ایسے شخص کے پاس رکھا جائیگا جس کو اس مرھون کا مالک بنانا صحیح ہے۔ یا مشتھات باندی کو کسی اجنبی مرد کے پاس رکھا تو اس باندی کو کسی ثقہ عورت کے پاس رکھا جائیگا۔

۳۔اگر اس کی طرف سے کسی تقصیر کے بغیر مرہون تلف ہو جائے تو نہ وہ اس کا تاوان دے گا اور نہ قرض میں سے کچھ کمی ہو گی۔ اور جب تک تمام قرض ادا نہ کر دیا جائے یا مرتھن فسخ نہ کر دے مرہون کا انفکاک (جدائی) نہیں ہوگا کیونکہ عقد رہن مرتہن کی طرف سے جائز ہوتا ہے اور راہن کی طرف سے قبضہ کے بعد لازم ہو جاتا ہے۔

۴۔ جیسے فروخت کرنا، وقف کرنا، دوسرے کے پاس رہن میں رکھا، شادی کرنا یا وطی کرنا۔

۵۔اگر مرہون منگنی کی چیز ہو تو قرض کی ادائیگی کے وقت اس کے مالک سے مشورہ کر کے بیچا جائیگا پھر مالک راہن سے اس ثمن کو واپس لے گا جس ثمن کے بدلے میں وہ مرہون شئی بیچی گئی ہے۔

تفلیس (دیوالیہ ہونا):

قرض خواہ کو اپنے خوش حال قرض دار کے پیچھے لگا رہنا جائز ہے اگر وہ قرض ادا کرنے سے انکار کرے تو حاکم اسے قید وغیرہ کر کے قرض ادا کرنے پر مجبور کرے گا یا خود اس کی

طرف سے اس کے مال سے ادا کریگا ا۔ ’’اگر قرض دار تنگ دست ہے تو اسے خوشحالی تک مہلت دے‘‘ اور اسکے پیچھے لگے رہنا جائز نہیں۔ جس شخص پر قرض حال ۲۔ (یعنی جو فی الحال واجب الادا ہو) اس کے مال سے زیادہ ہو وہ مفلس ہے۔ حاکم مفلس پر اس کے طلب کرنے یا قرض خواہوں کے طلب کرنے پر حجر کریگا (یعنی تصرف سے روک دیگا)۔

حجر کی وجہ سے اس کے (قرض دار کے) مال سے قرض خواہوں کا حق متعلق ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس کا اپنے مال میں کوئی ایسا تصرف کرنا جس سے قرض خواہوں کو ضرر (نقصان) ہوتا ہو جیسے بیع، وقف اور ہبہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ قاضی جلد سے جلد اس کے مال کو اگرچہ اس کا مسکن ہی کیوں نہ ہو، قرض خواہوں کے ساتھ اس کی موجودگی میں فروخت کرے گا اور اس کے ثمن کو قرض خواہوں کے درمیان قرض کی نسبت سے تقسیم کردیگا اور مفلس اور اس کے عیال کے لیے چند کپڑے ۳۔ اور تقسیم کے دن کا خرچ چھوڑ دے گا۔

اور جو اس حالت میں مرا کہ اس کے اوپر کسی آدمی کا یا اللہ کا دین ہے تو وہ دین اس کے ترکہ سے متعلق ہو جائیگا جس طرح دین کا تعلق مرہون سے ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ترکہ کے کسی چیز میں وارث کا تصرف نافذ نہیں ہوگا ۴۔ بعد موت ترکہ کے زوائد کے ساتھ دین متعلق نہیں ہوتا ہے۔

==

ا۔ اگر مال قرض کی جنس ہے تو عین مال ہے قرض ادا کرے گا اور اگر مال قرض کی جنس کے علاوہ ہے تو مال کے ثمن سے قرض ادا کرے گا۔

۲۔ وہ قرض جو کسی آدمی کے لیے لازم ہے یا اللہ کے لیے لازم ہے جبکہ فوری ہے، لہذا

کسی غیر لازم قرض مثلاً کتابت کے مال کی وجہ سے حجر عائد نہیں کیا جائے گا کیونکہ ممکن ہے کہ قرض خواہ اس کو ساقط کردے۔ اور نہ ہی اللہ کے لیے اس دین (قرض) کی وجہ سے حجر عائد کیا جائیگا جو غیر فوری ہو جیسے نذر مطلق، اور ایسا کفارہ جس کی سبب سے وہ گنہگار نہیں ہوا ہے۔

۳۔ یعنی قمیص، پائجامہ، رومال، جوتی یونہی جاڑے کے موسم میں جبہ اور کوٹ۔

۴۔ سوائے مالدار کا آزاد کرنا اور حاملہ کرنا۔ یہ دونوں نافذ ہوں گے اور حاملہ کرنے اور آزاد کرنے کے وقت کی قیمت کا تاوان دے گا۔

حوالہ

لغت میں حوالہ کا معنی نقل اور انتقال ہے اور شرعاً حوالہ ایسے عقد کو کہتے جس کا تقاضا دین کو ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ کی طرف منتقل کرنا ہوتا ہے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **مطل الغنی ظلم واذا تبع احدکم علے ملی فلیتبع۔ بخاری ومسلم** (تونگر کا دین ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے اور جب مالدار پر حوالہ کیا جائے تو دائن قبول کرلے) اور ارشاد فرمایا: **"واذا احیل احدکم علے ملئی فلیستحل"** بیہقی نے روایت کی (جب تمہیں کسی مالدار کے حوالہ کیا جاے تو تم حوالہ کو قبول کرلو۔

حوالہ کے ارکان:۔ حوالہ کے ارکان سات ہیں۔ (۱) محیل (۲) محتال (۳) محال علیہ (۴) محتال کا محیل پر قرض (۵) محیل کا محال علیہ پر قرض (۶) ایجاب (۷) قبول

شرائط:۔ (۱) محیل اور (۲) محتال کا راضی ہونا (۳) دونوں قرضوں کا ثابت ہونا (۴)

دونوں کا ایک دوسرے کا بدل بنا صحیح ہوا۔(۵) دونوں قرضوں کی مقدار،صفت اور جنس کا معلوم ہونا اور دونوں کا مقدار،صفت اور جنس میں برابر ہونا(۶) معلق نہ ہونا۔

حوالہ کی وجہ سے محتال کا قرض محال علیہ پر لازم ہوجائیگا اور محیل محتال کے قرض سے،اور محال علیہ محیل کے قرض سے بری اور سبکدوشی ہوجائیگا۔

اگر قرض کا حصول دیوالیہ ہونے،انکار کرنے یا قوی ہونے کی وجہ سے متعذر (دشوار) ہوجائے تو محتال محیل سے رجوع نہیں کرسکتا۔اور اگر وکیل بنایا ہے یا حوالہ کیا ہے یا نہیں اس بارے میں دونوں میں اختلاف پیدا ہوجائے تو حوالہ کے منکر کی قسم کے ساتھ تصدیق کی جائے گی۔

ا۔لہٰذا دین سلم کا حوالہ صحیح نہیں ہے اور نہ راس المال کا حوالہ صحیح ہے اور نہ ہی ان دونوں پر حوالہ صحیح ہے کیونکہ دونوں کا ایک دوسرے کا بدل بنا صحیح نہیں ہے۔

شرکت:

شرکت کا لغوی معنی اختلاط (باہم ملنا) ہے اور شرع میں شرکت کسی چیز میں شیوع کے طور پر ایک سے زیادہ لوگوں کے حق کے ثبوت کو ا۔یا ایسے عقد کو کہتے ہیں جو اس کا متقاضی ہو ۲۔(اس کو چاہتا ہو)۔دوسری صورت کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) شرکت عنان ۳۔:۔دو لوگوں کا اپنے مال میں اس غرض سے شرکت کرنا کہ دونوں اس مال سے تجارت کریں گے۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

(۲) شرکت ابدان:۔دو کاریگروں کا اس بات پر شرکت کرنا کہ دونوں کے بدن کی کمائی دونوں کے درمیان (مشترک) رہے گی۔

(۳) شرکت مفاوضہ ۴۔:۔دو کام کرنے والوں کا بدن یا مال کے ذریعہ اپنی کمائی پر اور غصب یا تلف کرنے کی وجہ سے جرمانہ ادا کرنے پر شرکت کرنا۔

(۴) شرکت وجوہ:۔دو وجیہوں ۵۔کا ان چیزوں کے نفع پر شرکت کرنا جن کو ان میں ہر ایک اپنے لیے اپنے ذمہ میں خریدے گا ۶۔

چونکہ صرف شرکت عنان ہی ہر طرح کے دھوکہ سے ۷۔محفوظ ہوتا ہے اس لیے اس کے علاوہ بیع کے تمام اقسام باطل ہیں۔

شرکت عنان ہر اس شخص کی جانب سے درست ہے جس کا تصرف کرنا جائز ہے۔

شرکت عنان کے ارکان:۔ شرکت عنان کے ارکان پانچ ہیں۔

(۱،۲) دونوں عقد کرنے والے (۳) مال معقود علیہ (جس مال پر عقد ہوا ہے) (۴) صیغہ (۵) کام (عمل) کا مذکور ہونا۔

شرکت عنان کے شرائط:۔معقود علیہ مثلی ۸۔ہو جیسے نقد، گیہوں، دونوں مال جنس اور صفت میں متحد ۹۔ہوں،عقد سے پہلے دونوں مالوں کو اس طرح سے ملا دیا گیا ہو کہ وہ ایک دوسرے سے متمیز نہ ہوسکیں۔ہر ایک نے دوسرے کو تجارت کی اجازت دی ہو ۱۰۔اور نفع ونقصان مال کے مقدار کے تناسب سے ہو ۱۱۔

شرکت کسی ایک کے فسخ کردینے،مرجانے، پاگل ہوجانے اور بے ہوش ہوجانے سے فسخ ہوجاتا ہے۔اگر ایک دوسرے کو معزول کردے ۱۲۔تو دوسرا معزول ہوجائیگا۔دوسرے کو

جب تک اس کا ساتھی معزول نہ کردے تصرف کا حق حاصل رہتا ہے۔شریک امین ہوتا ہے لہذا اپنے شریک کولوٹانے نقصان اور تلف ہونے کے دعوی میں اس کی تصدیق کی جائے گی۔

==

۱۔یوں کہ دولوگ وراثت یا خریدنے کی وجہ سے کسی چیز کے مالک ہوجائیں۔

۲۔یعنی دو یا دو سے زیادہ لوگوں کا تصرف اور نفع کے لیے کسی چیز میں شرکت کا عقد کرنا

۳۔عنان کا معنی ظہور (ظاہر ہونا) ہے چونکہ اس کی صحت اجماع کی وجہ سے ظاہر ہے اسی لیے اس کا نام عنان پڑا۔

۴۔مفاوضہ کا معنی شروع کرنا یا برابر ہونا۔

۵۔لوگوں کے نزدیک ذی وجاہت اور بااثر۔

۶۔شرکت وجوہ میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی وجیہ اپنے ذمہ پر کچھ خریدے اور اسے بیچنے کے لیے کسی غیر معروف شخص کے سپرد کرے، اور نفع دونوں کے درمیان رہے۔ یا دولوگ یوں شرکت کا عقد کریں کہ وجیہ، غیر معروف کے مال میں اس لیے عمل کرے گا کہ نفع دونوں کے درمیان رہے گا۔اور مال غیر معروف کے پاس رہے گا اور اسے (مال کو) معزز (وجیہ) کو نہیں سونپے گا۔

۷۔جو دھوکے شرکت ابدان، مفاوضہ اور وجوہ میں پائے جاتے ہیں، لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے شرکت ابدان کو مطلقاً جائز قرار دیا ہے اور امام مالک اور امام احمد رحمہ اللہ علیھما نے پیشہ کے اتحاد کے ساتھ (جائز قرار دیا ہے)

۸۔تاکہ ملانے کے بعد وہ متمیز نہ ہوں، کیوں کہ اعیان میں تمیز کے وقت شرکت متعذر رہے اس لیے کہ بعض مال کبھی تلف بھی ہوسکتا ہے اور تمیز کی صورت میں صرف صاحب

عین کا جائیگا (تلف ہوگا) لہذا قیمتی چیزوں (جیسے کپڑے) میں جب تک کہ وہ عقد سے پہلے مشترک نہ ہوں شرکت صحیح نہیں ہے۔جیسے کہ دونوں نے وراثت میں حاصل کیا ہے یا دونوں نے خریدا ہے یا ایک نے اپنے سامان کے بعض حصّہ کو دوسرے کے سامان کے بعض حصّہ کے بدلے میں بیچ دیا ہے۔ان صورتوں میں شرکت کے صحیح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دونوں مال ایک دوسرے سے متمیز نہیں ہوسکتے (یعنی الگ نہیں ہوسکتے)۔

۹۔تاکہ ملانے کے بعد متمیز نہ ہوسکیں جیسے سونا اور سونا، گیہوں اور گیہوں برخلاف سونا اور چاندی، گیہوں اور جو کے۔

۱۰۔تصرف کرنے والے دونوں ہو یا کوئی ایک، ہر ایک شریک احتیاط کے ساتھ تصرف کرے لہذا وہ نہ ادھار بیچے اور نہ غبن فاحش کے ساتھ بیچے اور نہ بغیر دوسرے کی اجازت مال کو ایسے شخص کے حوالے کرے جو ان دونوں کے فائدے کے لیے مال میں تصرف کرے اگرچہ تبرعاً (یعنی بغیر کسی اجرت اور بدلہ کے) ہی کیوں نہ کرے

۱۱۔اگر انھوں نے اس کے خلاف شرط لگایا تو عقد فاسد ہے جیسے کہ یہ شرط لگائی گئی کہ زیادہ کام کرنے والے کے لیے زیادہ (نفع) ہوگا۔

۱۲۔بغیر عقد کے فسخ کیے (معزول کردے)

وکالت:

وکالت کا لغوی معنی تفویض یعنی سپرد کرنا ہے اور اصطلاح شرع میں کسی کا اپنے ایسے معاملہ کو جس میں نیابت مقبول ہوتی ہے کسی دوسرے کو اس غرض سے کہ وہ اسے اس کی زندگی

میں ا۔اس معاملہ کوانجام دیگا،سپرد کرنے کووکالت کہتے ہیں۔

وکالت کے ارکان:۔وکالت کے چارارکان ہیں۔

(۱)موکل (۲)وکیل (۳)موکل فیہ (۴)ایجاب

شرائط:۔ (۱)موکل اوروکیل دونوں جائز التصرف ہوں ۲۔

(۲)موکل نے جس چیز کا وکیل بنایا ہے اسے اس چیز میں ولایت حاصل ہو۔

(۳)موکل فیہ(جس چیز میں وکالت ہوئی ہے)معلوم ہواور نیابت کے قابل ہو۔

(۴)موکل کے ایجاب کے وقت وکیل کی جانب سے رد نہ ہو۔۳۔

(۵)معلق نہ ہو۔۴۔

وکالت ہرطرح کے عقد کرنے،فسخ کرنے،قبضہ کرنے،قبضہ دلانے ۵۔،انسانی حقوق کے ثابت کرنے اوراسے ادا کرنے میں صحیح ہے۔اورحقوق اللہ اگرعبادت ہوں توصرف حج اورعمرہ کرنے،قربانی وغیرہ کے ذبح کرنے،زکات اور کفارہ نکالنے میں صحیح ہے۔اور اگر حقوق اللہ حدود ہوں توان کوانجام دینے میں وکالت صحیح ہے مگران کوثابت کرنے میں وکالت صحیح نہیں ہے۔

یمین(قسم)،نذراور گواہی عبادت ہی کی طرح ہے لہذاان میں سے کسی میں وکالت صحیح نہیں ہے۔

وکیل کوغبن فاحش،موجل یا(موکل کی)اجازت کے بغیر دوسرے شہر کے کرنسی کے بدلے میں بیع کرنے کاحق حاصل نہیں ہے ۶۔اجازت کے باجود نہ وہ اپنے لیے بیع کرسکتا ہےاورنہ اپنے مولّی کے لیے بیع کرسکتا ہے ۷۔اورنہ کوئی عیب دار چیز خرید سکتا ہے ۸۔

برکاتِ شافعی — حصہ سوم

اورنہ وہ بلااجازت ایسی چیز میں جس میں وکالت ہوسکتی ہے وکیل بنا سکتا ہے۔وکالت فاسد ہوجانے کی صورت میں مقررہ اجرت ساقط ہوجاتی ہے اوراجرت مثل واجب ہوتی ہے،اور اجازت باقی رہنے کی وجہ سے تصرف نافذ ہوتا ہے۔

وکیل جب تک افراط سے کام نہ لے اس کا قبضہ امانت کا قبضہ ہوتا ہے ان میں ہرایک جب چاہے وکالت فسخ کرسکتا ہے۔جب ان میں سے کوئی مرجائے،پاگل ہوجائے،بے ہوش ہوجائے یا موکل کی ولایت زائل ہوجائے تو وکالت فسخ ہوجائیگی۔وکیل کے تصرف کرنے کے بعد فسخ کرنے اورمعزول کرنے میں بغیر بینہ کے موکل کی تصدیق نہیں کی جائیگی۔

=====================================

ا۔''زندگی میں'' کی قید سے وصیت کرنا خارج ہوگئی کیونکہ دوسرا شخص موصی کے مرنے کے بعد عمل کرتا ہے۔

۲۔لیکن اندھے کی طرف سے خرید،فروخت،ہبہ اوراجارہ میں وکیل بنانا صحیح ہے اور بچہ کو گھر میں داخلہ کی اجازت لینے اور ہدیہ پہنچانے کا اورغلام کونکاح قبول کرنے کاوکیل بنانا صحیح ہے۔

۳۔وکالت میں لفظ میں قبول کرنے کی شرط نہیں ہے۔

۴۔مطلب یہ ہے کہ وکالت معلق نہ ہو یہ مطلب نہیں کہ وہ مؤقت اورتصرف معلق نہ ہو۔کیونکہ یہ دونوں(یعنی وکالت کا مؤقت ہونا اورتصرف کا معلق ہونا)صحیح ہیں۔

۵۔مگرایسے عین(سامان)کے لوٹانے میں جس کے لوٹانے پروہ خودقادرنہیں(وکالت صحیح نہیں)

۶۔اگراس نے مخالفت کی تواس کا تصرف فاسد ہوگا۔

۷۔ کیوں کہ ایجاب کرنے والے اور قبول کرنے والے کا ایک ہونا ممتنع (محال) ہے۔

۸۔ اگر اس نے عیب کو جانتے ہوئے عیب دار چیز کو ثمن کے بدلے میں اپنے ذمہ میں خریدا تو یہ شراء (یعنی خرادنا) اس کے (وکیل کے) لیے ہوگا، اگر موکل کے عین مال کے بدلے میں خریدا تو شراء فاسد ہوگا۔ اور اگر اس نے عیب دار چیز کو ثمن کے بدلے میں اپنے ذمہ میں یا موکل کے عین مال کے بدلے میں خریدا اور اسے عیب کا علم نہ تھا یا موکل نے عیب کا علم ہوتے ہوئے اسی عیب دار کو متعین کر دیا تو ان صورتوں میں شراء مؤکل کے لیے ہوگا۔

اقرار:

اقرار کا لغوی معنی اثبات (ثابت کرنا) ہے اور شرع میں کسی شخص کا اپنے اوپر یا اپنے پاس کسی حق کے ہونے کی خبر دینا اقرار کہلاتا ہے۔ اور اقرار کو اعتراف بھی کہا جاتا ہے ا۔

اقرار کے ارکان:۔ (۱) مقر (اقرار کرنے والا) (۲) مقرلہ (جس کے لیے اقرار کیا جائے (۳) مقربہ (جس چیز کا اقرار کیا جائے) (۴) صیغہ ۲۔

اقرار کے شرائط:۔ (۱) مقر مکلف، مختار اور رشید ہو۔ لہذا بچہ، پاگل، بیوقوف اور اقرار پر مجبور کیے گئے شخص کی اقرار کی وجہ سے گرفت نہیں کی جائے گی۔

مگر کسی ایسے مسئلہ میں جس کا اس پر الزام لگایا گیا ہے سچ بولنے پر مجبور کیے گئے شخص کا اقرار پٹائی کے بعد اور پٹائی سے پہلے صحیح ہے۔ اگر کوئی بچہ یا بچی احتلام یا ممکن حیض کی وجہ سے بالغ ہونے کا دعوی کرے تو بغیر بینہ کے اس کی تصدیق کی جائے گی اور اگر عمر کی بنیاد پر بالغ ہونے کا دعوی کرے تو اس سے بینہ طلب کیا جائے گا۔

(۲) مقرلہ استحقاق (حقدار ہونے) کی اہلیت رکھتا ہو۔ لہذا کسی چوپائے کے لیے اقرار صحیح نہیں ہے (کیونکہ وہ استحقاق کا اہل نہیں)

(۳) مقربہ، مقر کا ملک نہ ہو۔ لہذا یہ کہنا "میرا گھر عمر کا ہے" لغو ہوگا۔

(۴) صیغہ کسی حق کے التزام (لازم) پر دلالت کرے۔ جیسے یہ کہنا "زید کا مجھ پر اتنا ہے یا اتنا آتا ہے"

مریض کا اقرار اگر چہ کسی وارث کے لیے ہو، اور نسب کا اقرار ۳۔ امکان اور مستلحق (جس کے بارے میں نسب کا اقرار کیا ہے) کی تصدیق کے ساتھ صحیح ہے جیسے یہ کہنا ''یہ میرا لڑکا ہے''۔ یونہی مجھول کا اقرار بھی صحیح ہے جیسے یہ کہنا ''اس کا مجھ پر حق ہے یا چیز ہے یا مال ہے''، پہلی صورت میں (یعنی اس کا مجھ پر حق ہے) ہر طرح کے حق میں اس کی وضاحت مقبول ہوگی دوسری صورت میں (یعنی مجھ پر چیز ہے) مریض کی عیادت کرنے، سلام کا جواب دینے اور کسی ایسی نجس چیز جس کو حاصل نہیں کیا جاتا ہے، کے علاوہ میں اور تیسری صورت میں (یعنی مجھ پر مال ہے) سرمایہ میں اس کی وضاحت مقبول ہوگی۔

اگر اس نے کہا کہ ''یہ زید کا ہے نہیں بلکہ عمر کا ہے'' تو وہ چیز زید کی تسلیم کی جائیگی اور اس چیز کے بدلے میں عمر کو تاوان ادا کرے گا۔ اگر کسی چیز کا اقرار کیا پھر اسی چیز کے بعض کا اقرار کیا تو کم زیادہ میں داخل ہوگا۔ اور بیع کا مطالبہ کرنا ملک کا اقرار کرنا ہے۔ ادھار اور کرایہ کا اقرار کرنا منفعت (فائدہ) کے ملک کا اقرار ہے۔

==

ا۔ پہلا قرض کا اقرار کرنا ہے اور دوسرا عین کا اقرار کرنا ہے۔ عین کو ادنیٰ درجہ پر محمول

کیا جائیگا اور یہ ادنیٰ درجہ ودیعت ہے۔ لہٰذا لوٹانے یا تلف ہوجانے میں یمین (قسم) کے ساتھ اس کی تصدیق کی جائے گی۔

۲؎۔ مثلاً زید نے کہا" عمر کا مجھ پر ایک ہزار روپیہ ہے" مذکور مثال میں زید مقر، عمر مقرلہ، ایک ہزار روپیہ مقر بہ اور" مجھ پر ایک ہزار روپیہ ہے" صیغہ ہے۔ از رضا مصباحی

۳؎۔ یعنی ایسے نسب کا اقرار جس کو اس نے اپنے سے ملحق کیا ہے۔

عاریت:

عاریت [۱]:۔ ایسی چیز جس سے انتفاع حلال ہو اس چیز کو باقی رکھتے ہوئے اس انتفاع کی اباحت کو جو عقد متضمن (شامل) ہو، عاریت کہلاتا ہے۔

عاریت مستحب ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔" **وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان** "۲؎ (نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔ کنزالایمان)

اور اللہ نے ان لوگوں پر عتاب فرمایا ہے جو ماعون سے روکتے ہیں ماعون ۳؎ ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کو پڑوسی آپس میں منگنی میں لیتے دیتے رہتے ہیں۔ جیسے کلہاڑی، بالٹی، سوئی، ہانڈی، پیالہ وغیرہ۔

عاریت کے ارکان:۔ عاریت کے ارکان چار ہیں۔ (۱) معیر (منگنی میں دینے والا (۲) مستعیر (منگنی میں لینے والا) (۳) معار (وہ چیز جسے منگنی میں لی گئی ہے) اور (۴) صیغہ۔

شرائط:۔ عاریت کی شرطیں بھی چار ہیں۔

(۱) معیر مختار ہو، اس کا تبرع ۴؎ صحیح ہو اور معار کی منفعت (فائدہ) کا مالک ہو ۵؎۔

(۲) مستعیر متعین اور تصرف میں آزاد ہو ۶؎۔

(۳) معار ان چیزوں میں سے ہو جن سے عین کی بقا کے ساتھ انتفاع (فائدہ حاصل کرنا) حلال ہو۔

(۴) صیغہ ایسا لفظ ہو جو انتفاع کی اجازت پر دلالت کرے۔ جیسے "میں نے تجھے عاریت میں دیا" یا "مجھے عاریت میں دیدے"۔ ایک کا لفظ دوسرے کے فعل (کام) کے ساتھ کافی ہے۔

مستعار (جو چیز منگنی میں لی گئی ہے) کو معیر (منگنی میں دینے والے) کی اجازت کے بغیر عاریت (منگنی) میں دینا جائز نہیں۔ مستعیر کے لیے وہی انتفاع جائز ہے جس کی اجازت دی گئی ہو۔ یونہی جس انتفاع کی اجازت دی گئی اس کے مثل کے انتفاع سے اگر منع نہ کیا گیا ہو تو اس کے مثل کا انتفاع بھی جائز ہے۔ مستعیر کو اپنے لیے منفعت کے حصول کی خاطر نائب بنانا جائز ہے جبکہ اس کے استعمال کرنے پر کوئی ضرر زائد نہ ہو۔ جیسے جس سواری کو عاریت میں لیا ہے اپنی حاجت کے لیے اس پر اپنی طرح یا اپنے سے کم کو سوار کرنا۔ عاریت مضمون ہوتا ہے لہٰذا اگر عاریت کی چیز ایسے شخص کے استعمال سے تلف ہوگئی جس کو استعمال کی اجازت نہیں، اگرچہ اس نے کوئی تفریط (کوتاہی) نہ کی ہو پھر بھی وہ تلف کے دن کا ضامن ہوگا ۸؎۔ اگر مستعار کتاب میں کوئی غلطی پائے تو مالک کی رضامندی سے اس کی اصلاح کرنی جائز ہے۔ اگر کتاب وقف کی ہو یا مصحف ہو اور اس کا خط (ہینڈ رائٹنگ) عمدہ ہے تو (اصلاح) واجب ہے۔ اگر سقا (بہشتی) سے پانی کا پیالہ مفت میں لیا ہے تو وہ پیالہ کا

ضامن ہوگا پانی کا نہیں ۹۔ اور اگر عوض میں لیا ہے تو پانی کا ضامن ہوگا پیالہ کا نہیں ۱۰۔ معار کا خرچ مالک کے اوپر ہے اور اس کے لوٹانے کا خرچ مستعیر کے اوپر ہے۔ عقد عاریت دونوں طرف سے جائز ہے لہذا ہر ایک جب چاہے رجوع کر سکتا ہے اگر چہ وہ مؤقت ہو ۱۱۔

==

۱۔جس طرح اس عقد کو عاریت کہتے ہیں اسی طرح معار (جس چیز کا انتفاع مباح ہوا ہے) کو بھی عاریت کہتے ہیں۔

۲۔سورہ مائدہ، آیت نمبر ۲۔

۳۔**ویمنعون الماعون**:۔اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔(کنزالایمان)

۴۔لہذا بغیر حق کے مجبور کیے گئے شخص، بچہ، پاگل، بغیر آقا کی اجازت کے مکاتب اور بیوقوفی یا دیوالیہ ہونے کی وجہ سے مجبور شخص کی عاریت صحیح نہیں ہے۔

۵۔اگر چہ اسے اجارہ، وصیت یا وقف کی وجہ معار کے منفعت کی ملکیت حاصل ہوئی ہو۔ لہذا مستاجر (کرایہ پر لی گئی چیز) کی عاریت، اس چیز کی عاریت جس کے منفعت کی وصیت کی گئی ہو اور موقوف کی عاریت صحیح ہے۔

۶۔لہذا غیر متعین کو عاریت پر دینا صحیح نہیں۔ جیسے یہ کہنا ''میں نے تم دونوں میں سے ایک کو عاریت پر دیا'' اور نہ ہی بچہ، پاگل، اور بیوقوف کو عاریت پر دینا صحیح ہے (کیونکہ یہ سب تصرف میں آزاد نہیں) ہاں ان کے ولی کے عقد کے ذریعہ ان کو عاریت پر دینا جائز ہے۔

۷۔لیکن حوض وغیرہ غسل وغیرہ کے لیے عاریت پر دینا جائز ہے۔ کیونکہ حوض سے جو پانی

کم ہوگا وہ ادھار لیے ہوئے کپڑے میں مٹنے کی وجہ سے جو کمی ہوتی ہے اسی کے منزل میں ہے۔

۸۔لیکن مستاجر سے عاریت پر لی ہوئی چیز میں کوئی ضمان (تاوان) نہیں۔ کیونکہ مستاجر امین ہوتا ہے اور امین پر کوئی ضمان نہیں، اور اس سے عاریت پر لینے والا اس کا نائب ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ چیز جس کو کسی نے رہن کے لیے عاریت پر لیا پھر وہ مرتہن کے پاس تلف ہوگیا تو کسی پر ضمان نہیں، ہاں اگر راہن کے پاس تلف ہوگیا تو راہن ضامن ہوگا، کیونکہ وہ (راہن) مستعیر ہے اور مستعیر ضامن ہوتا ہے۔

۹۔کیونکہ پیالہ معار کے حکم میں اور پانی مباح کے حکم میں ہے۔

۱۰۔کیونکہ پانی بیع فاسد اور پیالہ اجارہ فاسد کے طریقہ پر لیا گیا ہے اور ہر عقد فاسد عقد صحیح کی طرح ہوتا ہے۔

۱۱۔ہاں اگر میت کو دفن کرنے کے لیے عاریت میں لیا گیا ہے اور میت کو اس میں دفن بھی کر دیا گیا ہے تو جب تک مردہ گل نہ جائے رجوع نہیں کیا جاسکتا۔

غصب:

غصب:۔ دوسرے کے حق پر قبضہ کر لینے کو غصب کہتے ہیں۔ جیسے کسی کا مال لوٹ لینا، مسجد یا بازار میں کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا دینا، کسی کے بستر پر بیٹھ جانا، کسی کو اس کے گھر سے بے دخل کر دینا اور اس کی سواری پر سوار ہو جانا۔

غصب حرام ہے۔ اور اگر مغصوب (غصب کی ہوئی چیز) باقی ہے تو غاصب پر مغصوب کو لوٹانا واجب ہے اور اگر تلف ہوگیا ہے تو اس کا ضمان (تاوان) واجب ہے۔ لہذا متقوم چیز

مثلاً حیوان کا تاوان قیمت سے ادا کرے گا ا؎ اور مثلی چیز جیسے کھجور کا تاوان اس کے مثل سے ادا کرے گا۔ باہم رضا مندی سے مثلی کے بدلے میں قیمت لینا جائز ہے۔ اگر غاصب کو مالک کا علم ہے تو عین شئی مالک کو لوٹا دینے سے، اور اگر مالک کو نہیں جانتا ہے تو قاضی کو لوٹا دینے سے وہ بری الذمہ ہو جائیگا۔

اگر کسی نے کشتی کی رسی کھول دی اور کشتی اسی وجہ سے ڈوب گئی ۲؎ یا چوپائے کی رسی کھول دی اور وہ اسی وقت بھاگ گیا یا اس کے بدکانے سے بدک کر بھاگ گیا ۳؎ یا پرندہ کا پنجرہ کھول دیا اور وہ اسی وقت اڑ گیا یا اس کے بھڑکانے سے اڑ گیا تو وہ شخص (ان سب صورتوں میں) تاوان دے گا۔ اگر غاصب نے مغصوب کو ایسی چیز میں ملا دیا جس سے وہ الگ نہیں ہوسکتا مثلاً تیل کو تیل میں اور اناج کو اناج میں ملا دیا تو وہ غاصب اس مغصوب کا مالک ہو جائے گا مگر جب تک وہ مغصوب کا بدلہ نہ دیدے اس وقت تک اسے اس مخلوط چیز میں تصرف سے روک دیا جائیگا۔

=====================================

ا؎۔ یعنی غصب کرنے کے وقت لے کر تلف ہونے کے وقت تک کے درمیان جو قیمت زیادہ ہوگی اس کو تاوان میں دے گا۔ متقوم مثلی کا مقابل ہے۔ مثلی وہ ہے جس کو تولا یا ناپا جاتا ہو اور اس میں بیع سلم جائز ہو جیسے دینار درہم، کھجور، منقی، تیل، گھی، پیتل، لوہا، آٹا اور پانی۔

۲؎۔ اگر ہوا وغیرہ سے ڈوبی تو ضامن نہیں ہوگا۔

۳؎۔ لہذا صرف کھول دینے سے ضامن نہیں ہوگا بلکہ فوراً بھاگ جانے یا اس کے بھڑکانے سے بھاگ جانے سے ضامن ہوگا۔

مساقات، مزارعت، اور مخابرت:

مساقات:۔ درخت کے مالک کا کسی عامل سے اس طرح کا معاملہ کرنا کہ وہ درخت کی سینچائی اور تربیت (دیکھ ریکھ) سے ا؎ خدمت کرے گا اور پھل دونوں کے درمیان رہے گا۔ مساقات کہلاتا ہے۔ مساقات مکلف، رشید، مختار کی طرف سے بوئے ہوئے مرئی معین انگور بالخصوص کھجور کے درخت پر جس کے پھل کی صلاح ظاہر نہ ہوئی ہو صحیح ہے، بشرطیکہ درخت کو عامل کے ہاتھ میں اتنی مدت تک کے لئے دیا ہو جتنی مدت تک عموما درخت اور پھل باقی رہتے ہوں، اور مساقات پھل کے جزء معلوم جیسے تہائی یا چوتھائی کے بدلے میں ہو۔ لہذا مذہب جدید پر کھجور اور انگور کے علاوہ پر مساقات بغیر ان کے (انگور اور کھجور کے) تابع کئے ہوئے صحیح نہیں ہے ۲؎۔ اور قدیم میں تمام درختوں میں مساقات کو جائز قرار دیا گیا ہے اور مالک اور احمد نے بھی اسی کا قول کیا ہے اور اسی کو ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے۔

مزارعت:۔ زمین کے مالک کا کسی عامل سے اس طرح کا معاملہ کرنا کہ وہ زمین کے بعض پیداوار مثلا چوتھائی یا پانچواں حصہ کے بدلے میں کاشت کرے گا اور بیج مالک کی ہوگی۔ مزارعت مستقلا باطل اور مساقات کے طابع ہو کر صحیح ہے ۳؎۔

مخابرۃ:۔ مزارعت کی طرح مخابرت بھی ہے مگر مخابرت میں بیج عامل کی ہوتی ہے اور یہ مطلقا باطل ہے۔ اگر زمین میں صرف مزارعت کی گئی تو غلہ مالک کا ہوگا اور عامل کو اس کے کام کی مزدوری ملے گی۔ اور اگر صرف مخابرت کی گئی ہے تو غلہ عامل کا ہوگا اور مالک کو اس کے

زمین کی اجرت ملے گی۔ نووی نے ابن منذر اور ابن خزیمہ کا اتباع کرتے ہوئے مزارعت اور مخابرت کے مطلقا صحت کو اختیار کیا ہے۔

==

۱۔ یعنی ہر ایسا کام جس کا فائدہ پھل کو پہنچے، رہے وہ کام جن کا فائدہ زمین کو پہنچتا ہے جیسے نہر کی کھدائی اور چہار دیواری کی تعمیر تو یہ مالک کے ذمہ ہے۔

۲۔ اس لئے کہ مساقات میں کام معلوم نہیں مگر اس کے باوجود حاجت کی وجہ سے جائز قرار دیا گیا ہے کھجور میں رخصت نص سے ثابت ہے اور انگور میں قیاس سے ثابت ہے اور رخصت اپنے مورد ہی کے ساتھ خاص رہتی ہے۔

۳۔ جبکہ انگور یا کھجور کے درمیان ایسی زمین ہو جس میں کھیتی ہو نہ درخت ہو اور الگ سے کھجور یا انگور کی سینچائی کرنی دشوار ہو اور وہ زمین مزارعت کی ہو تو وہ مساقات کو مقدم کرتے ہوئے کہے" میں تجھ سے مساقات کیا اور تجھ سے مزارعت کیا"۔

صلح اور ضمان:

صلح:۔ ایسا عقد جس کی وجہ سے دو حریفوں کے درمیان اختلاف اور نزاع ختم ہو جائے صلح کہلاتا ہے۔ صلح حق کے لزوم کے بعد جائز ہے ۱۔ صلح کی دو قسمیں ہیں (۱) صلح عن العین (کسی چیز کے بدلے میں صلح) (۲) صلح عن الدین (قرض کے بدلے میں صلح)۔ پھر ہر ایک کی دو قسمیں ہیں (۱) صلح الحطیطہ (۲) صلح المعاوضہ۔ اگر صلح غیر مدعیٰ پر ہو تو صلح المعاوضہ ہے۔ جیسے میں نے تجھ سے گھر (مدعیٰ) کے بدلے میں ایک لاکھ درہم پر صلح کیا۔ اور اگر صلح مدعیٰ کے بعض حصہ پر ہو تو صلح الحطیطہ ہے۔ جیسے میں نے تجھ سے اس ایک ہزار کے بدلے میں جو میرا تیرے اوپر آتا ہے پانچ سو پر صلح کیا۔

ضمان:۔ کسی دوسرے کے ذمہ ثابت قرض کو یا مضمون والی چیز ۲ کو لوٹانے کو یا حضور کے مستحق شخص کو حکم (فیصل) کی مجلس میں حاضر کرنے کو اپنے اوپر لازم اور واجب کر لینا ضمان کہلاتا ہے۔ جیسے فلاں پر تمہارے قرض کا میں ضامن ہوں یا میں اس مال کا ضامن ہوں جو زید کے ذمہ ہے یا میں فلاں کو حاضر کرنے کا کفیل ۳ ہوں۔ ضمان مکلف، رشید اور مختار کی طرف سے صحیح ہے۔ ایسے شخص کے لئے جو قادر ہو اور اسے اپنی ذات پر اعتماد ہو ضمان مستحب ہے۔

آئندہ واجب ہونے والی چیز ۴ کا ضمان صحیح نہیں ہے جیسے زوجہ کے لئے آئندہ کل کے نفقہ کا ضمان اور نہ ہی اصیل ۵ کی براءت، تعلیق اور توقیت ۶ کی شرط پر ضمان درست ہے۔ مستحق کو ضامن اور اصیل سے مطالبہ کا حق ہے اور ضامن کو اصیل سے اس چیز کو واپس لینے کا حق ہے جو اس نے تاوان میں ادا کیا ہے۔ اگر مکفول کو حاضر کرنا ممکن ہو تو کفیل پر مکفول کو حاضر کرنا واجب ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو اس پر کچھ بھی نہیں ۷۔

==

۱۔ لزوم اقرار کی وجہ سے ہو یا بینہ کی وجہ سے ہو یا یمین مردودہ کی وجہ سے ہو۔

۲۔ مثلاً غصب، مستعار، مستامہ (بھاؤ تاؤ کے لیے ہاتھ میں لیا گیا سامان) لہذا غیر مضمون چیز (بغیر تاوان والی چیز) مثلاً ودیعت، شئی مرھون میں ضمان درست نہیں ہے۔

۳۔ کفالت میں مکفول (جس کی کفالت لی گئی ہے) کی اجازت شرط ہے۔

کفالت اور ضمان دونوں مترادف (ہم معنی) لفظ ہیں، لیکن عرف میں کفالت نفس کے ضمان کے ساتھ خاص ہے۔

۴۔سوائے مبیع یا ثمن کا ضمان۔اس طور پر کہ مشتری کے لیے مبیع کے مستحق یا عیب دار نکلنے کی صورت میں ثمن کا ضمان لے یا بائع کے لیے ثمن کے مستحق یا عیب دار نکلنے کی صورت میں مبیع کا ضمان لے۔

۵۔اصیل یعنی قرض دار یا مکفول۔

۶۔تعلیق جیسے ’’اگر وہ کل آئیگا تو میں اس کا ضامن ہوں‘‘ اور توقیت جیسے ’’میں اس کا ایک مہینہ تک ضامن ہوں‘‘ مگر کسی وقت معلوم کے بعد مکفول کے حاضر کرنے پر صحیح ہے جیسے ’’میں فلاں کا وکیل ہوں کہ اسے ایک مہینہ کے بعد حاضر کروں گا‘‘۔

۷۔اگر ممکن ہونے کے باوجود حاضر نہ کرے تو اسے اتنی مدت تک مہلت دی جائے گی جس میں حاضر کرنا ممکن ہو۔ پھر اس وقت تک قید کیا جائیگا جب تک موت یا کسی دوسری وجہ سے اس کا حاضر کرنا متعذر نہ ہوجائے یا اپنی طرف سے بغیر حاکم کے مطالبہ کیے (کیونکہ کفیل سے کسی بھی حالت میں مال کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا) قرض ادا نہ کردے۔

اجارہ:

اجارہ: تملیک کی شرطوں کے ساتھ منفعت کا مالک بنانا اجارہ کہلاتا ہے۔

اجارہ کے اقسام:۔ اجارہ کی دو قسمیں ہیں۔(۱) اجارہ عین (۲) اجارہ ذمہ اجارہ عین۔ مثلاً ’’تجھ سے میں نے یہ سواری اتنے کے بدلے میں نے ایک مہینہ کے لیے کرایہ پر لیا‘‘ یا

برکاتِ شافعی   حصہ سوم

’’میں نے تجھے اپنی زمین کی کاشت کے لیے اتنے کے بدلے میں مزدوری پر لیا‘‘۔اجارہ ذمہ جیسے۔’’میں نے تجھ سے ایک جانور جس کی صفت یہ ہے کرایہ پر لیا‘‘ یا ’’میں نے اپنے اس سامان کو میرے گھر تک پہونچانے کی ذمہ داری تمہیں دی‘‘ یا ’’میں نے تجھے یہ دراھم اس کپڑے کی سلائی میں دیا‘‘

===

اجارہ کے ارکان:۔اجارہ کے ارکان چھ ہیں۔

(۱) مکری (اجرت پر دینے والا) (۲) مکتری (کرایہ پر لینے والا) (۳) اجرت (۴) منفعت (۵) ایجاب (۶) قبول [1]۔

اجارہ کی شرطیں:۔(۱) مکری، مکتری ہر ایک مکلف، رشید اور مختار ہو۔

(۲) اجرت کی جنس، مقدار اور صفت معلوم ہو، ہاں اگر اجرت متعین ہو (یعنی کوئی سامان ہو) تو صرف اس کا دیکھ لینا ہی کافی ہے۔لہذا گھر کا اجارہ اسے آباد کرنے کے بدلے میں اور جانور کا کرایہ اس کو چارہ دینے کے بدلے میں صحیح نہیں ہے۔

(۳) اجارہ ذمہ میں مجلس ہی میں اجرت پر قبضہ ہو [2]۔

(۴) منفعت مباح، متقوم [3] اور مکتری کے لیے واقع ہو، سپرد کرنے پر قدرت ہو عین کو وصول کرنے کو متضمن نہ ہو۔لہذا بانسری کے بجانے پر، مجہول چیز کے ڈھونے پر، بیاع (بیچنے والے) کی ایسی بات کرنے پر جیسی بات کرنے میں کوئی صعوبت (دشواری) نہ ہو، اور ایسی عبادت پر جس میں نیت واجب ہوتی ہے اور نیابت قبول نہیں کرتی ہے جیسے نماز اور امامت پر اجارہ صحیح نہیں ہے [4]۔اور نہ مغصوب کا اجارہ اور نہ پھل کے لیے باغ کا اجارہ صحیح

ہے ۵۔

(۵) اجارہ عین میں منفعت مؤجل نہ ہو۔ لہذا گھر کا اجارہ ایک سال کے لیے کہ سال کی ابتداء کل سے ہوگی صحیح نہیں۔ ہاں اگر پہلے سال والے کرایہ دار کو سال گزرنے سے پہلے دوسرے سال کے لیے کرایہ پر دے تو یہ جائز ہے۔

(٦) ایجاب وقبول معناً متفق ہوں، اور دونوں کے درمیان فصل نہ ہو اور نہ ہی اس میں تعلیق ہو۔

==

۱۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ معاطات کا اختلاف اجارہ میں بھی جاری ہوگا۔

۲۔ کیونکہ یہ منافع میں سلم ہے لہذا اجرۃ کو نہ موخر کیا جاسکتا ہے اور نہ اس سے بری کیا جاسکتا ہے اور نہ اجرت کو بدلا جاسکتا ہے اور نہ اجرت کو حوالہ کیا جاسکتا ہے اور نہ اجرت پر حوالہ کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ متقوم سے یہاں مراد وہ ہے جس کی کوئی قیمت ہو یعنی جس کے بدلے میں مال خرچ کرنا اچھا سمجھا جاتا ہے وہ مراد نہیں ہے جو مثلی کا مقابل ہے۔

۴۔ کیونکہ اس میں صرف مکری (اجیر) کا نفع ہے مکتری (مستاجر) کا نہیں اور امامت کے مقابلے میں کسی چیز کی شرط لگانا عقد جعالہ ہے عقد اجارہ نہیں۔

امامت میں اگرچہ نیت واجب نہیں مگر اس کا تعلق نماز سے ہے اور نماز میں نیت واجب ہوتی ہے اور نیابت کو نہیں قبول کرتی ہے۔ برخلاف نسک کے کہ وہ فی الجملہ نیابت کو قبول کرتی ہے۔

۵۔ اور نہ ہی دودھ کے لیے بکری کا، مچھلی کے لیے تالاب کا اور جلانے کے لیے شمع کا اجارہ

صحیح ہے کیونکہ یہ سب اعیان کے وصول کو متضمن ہیں اور اجارہ سے بالقصد اعیان کی ملک حاصل نہیں ہوتی (یوں کہ عقد ہی اعیان کی ملکیت کو متضمن ہو) برخلاف بالتبع کے جیسا کہ دودھ پلانے کے لیے کرایہ پر لینے میں (اعیان کی ملک بالقصد متضمن نہیں بلکہ بالتبع متضمن ہے)

اجارہ کے احکام:

ایسے مبیع میں جس کی قیمت یکساں رہتی ہے جیسے روٹی، دلال کو اجرت پر لینا فاسد ہے، برخلاف ان چیزوں میں دلالی کرنی جائز ہے جن کی قیمت لین دین کرنے والوں کے اختلاف سے مختلف ہوتی رہتی ہے۔ نہر اور کوئیں کا اجارہ ان کے پانی سے انتفاع کے لیے حاجت کی وجہ سے جائز ہے ۱۔

مکری پر گھر اور اس کے عمارت کی چابی حوالے کرنا ضروری ہے اگر وہ ایسا نہ کرے تو مکتری کو خیار حاصل ہے۔ اور جھاڑو وغیرہ سے گھر کے صحن کی صفائی مکتری کے ذمہ ہے مکری کے ذمہ نہیں۔

مکتری اور اجیر ہر ایک امین ہوتا ہے ۲۔ لہذا بغیر کوتاہی ۳۔ کے ان پر ضمان نہیں۔ وہ شخص جو دوکان، بازار یا بکریوں کی حفاظت کے لیے اجیر ہے ان میں چوری ہو جانے پر ضامن نہیں ہوگا ۴۔ معلم کی مار سے متعلم کے مرجانے پر معلم ضامن نہیں ہوگا۔ اجرت اسی وقت ہے جبکہ عقد ہی میں اجرت کی شرط لگی ہو۔ اجارہ صحیحہ میں مقررہ اجرت ہے اور اجارہ فاسدہ اور تعریض ۵۔ میں اجرت مثل ہے۔ ماہر ڈاکٹر کے لیے اس کی اجرت ہے (اجرت کا حق دار ہے) اگرچہ مریض شفایاب نہ ہو۔

مدت گزر جانے پر اجرت مکتری پر ثابت ہوجاتی ہے اگرچہ وہ کسی عذر کی وجہ سے منفعت کا حصول نہ کر سکا ہو خواہ وہ عذر مرض یا خوف ہی کیوں نہ ہو۔ دھوبی وغیرہ کے لیے جب تک مزدوری نہ پالیں کپڑا وغیرہ روک لینا جائز ہے۔

مستوفی منہ ٦۔ تلف ہوجانے پر اجارہ مستقبل میں فسخ ہوجائیگا مگر اجارہ ذمہ فسخ نہیں ہوگا بلکہ مستوفی منہ کو تبدیل کردیا جائیگا۔ اجارہ عین میں مقارن (وہ عیب جو عقد اجارہ کے وقت کا ہو) یا عیب حادث (جو عیب اجارہ عقد کے بعد کا ہو) میں خیار ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر اجارہ ذمہ میں عیب پایا جائے تو مستوفی منہ کو تبدیل کردیا جائیگا۔ ہر طرح کے اجارہ میں مستوفی جیسے سوار مستوفی بہ جیسے سلائی کا کپڑا اور مستوفی فیہ کو اس کے مثل یا دوسرے سے بدلنا جائز ہے جبکہ آخر کے دونوں میں نہ کہ اول میں نہ بدلنے کی شرط نہ لگائی گئی ہو اگر پہلے میں نہ بدلنے کی شرط ہو تو عقد باطل ہے۔ مستوفی منہ کا بدلنا صرف اجارہ ذمہ میں جائز ہے لہذا مستوفی منہ کے تلف ہوجانے یا تھک جانے پر اس کو بدلنا واجب ہے اور مکتری کی رضامندی سے مستوفی منہ کی سلامتی کے باوجود بدلنا جائز ہے۔

==

١۔ یعنی اس میں پانی جو کہ عین ہے کے وصول کو عموم حاجت کی وجہ سے معاف رکھا گیا ہے (حالانکہ اجارہ میں شرط ہیکہ وہ استیفاء عین کو متضمن نہ ہو اور یہاں پر استیفاء عین ہے۔ از رضا مصباحی)

٢۔ مکتری کرایہ پر لیے ہوئے عین پر امین ہوتا ہے اور اجیر اس کام پر امین ہوتا ہے جس کام کے لیے اجیر بنایا گیا ہے۔

٣۔ مکتری کا اجارہ کی مدت کے بعد عین کو استعمال کرنا تقصیر (کوتاہی) میں شامل ہے۔

٤۔ تقصیر نہ کرنے کی وجہ سے ضامن نہیں ہوگا۔ کیونکہ مال پر اس کا قبضہ نہیں ہے لہذا صرف اس پر آواز لگا کر مالکوں کو بیدار کرنا لازم ہے چور کو بھگانا لازم نہیں اگر وہ نوم (سونا) وغیرہ سے اس میں تقصیر کرے گا ضامن ہوگا۔

٥۔ اجرت کی تعریض مثلاً یہ کہنا ''میں تجھے راضی کردوں گا'' نامراد نہ کروں گا، وہ دیکھو گے جو تمہیں خوش کردے گا۔

٦۔ جیسے سوار، اجیر (مزدور)

وقف:

وقف: کسی ایسے مال کو مصرف مباح کے لیے روک لینا ١۔ وقف کہلاتا ہے جس سے عین مال کی بقاء کے ساتھ انتفاع (فائدہ حاصل کرنا) ممکن ہو جیسے درخت کا پیداوار کے لیے، زیور پہننے کے لیے، مشک سونگھنے کے لیے اور گھر رہنے کے لیے وقف کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **"اذا مات المسلم انقطع عمله الا من ثلاث صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له)"**

(جب انسان مرجاتا ہے اس کے عمل ختم ہوجاتے مگر تین چیزوں سے، صدقہ جاریہ یا علم جس سے اس کے مرنے کے بعد لوگوں کو نفع پہونچتا رہتا ہے یا نیک اولاد چھوڑ جائے جو مرنے کے بعد اپنے والدین کے لیے دعا کرتی رہے) مسلم۔ علما نے صدقہ جاریہ کو وقف پر محمول کیا

ہے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کوئی صاحب قدرت ایسا نہ رہا جس نے کسی طرح کا وقف نہ کیا ہو)۲؎۔

وقف کے ارکان:۔ وقف کے ارکان چار ہیں۔(۱) واقف (وقف کرنے والا) (۲) موقوف علیہ (جس پر وقف کیا جائے) (۳) موقوف (جو چیز وقف کی جائے اور (۴) صیغہ

شرائط:۔وقف کی شرطیں آٹھ ہیں۔(۱) واقف اہل تبرع (بلاعوض تصرف جیسے صدقہ ہدیہ وغیرہ) ہو۳؎۔(۲) موقوف علیہ معصیت نہ ہو (۳) وقف کرنے کی حالت میں موقوف علیہ کا مالک بنناممکن ہواور اس میں کوئی ابہام (پوشیدگی) نہ ہو۔۵؎(۴) موقوف علیہ رد نہ کرے، اگر موقوف علیہ معین نے رد کردیا تو اس کا حق باطل ہوگیا (۵) موقوف عین، معین، مملوک، فائدہ پہونچانے والا اور باقی رہنے والا ہو۔خواہ وہ عقار ہو، منقول ہو یا مشاع ہو۶؎۔(۶) صیغہ ایسا لفظ ہو جو صراحتاً یا کنایۃ مراد کا پتہ دیتا ہو۔صریح مثلاً ’’میں نے اس چیز کو اس پر وقف کیا‘‘ اور کنایہ مثلاً " اس کو میں نے فقراء کے لیے حرام کیا‘‘۔کنایہ ہی میں کتابت بھی شامل ہے (۷) تابید (ہمیشہ کے لیے ہو) لہٰذا کسی متعین وقت تک کے لیے وقف صحیح نہیں ہے۔مثلاً ’’میں نے اسے زید پر ایک سال کے لیے وقف کیا‘‘ (۸) تنجیز (یعنی وقف کا نفاذ فوراً ہو) لہٰذا وقف کی تعلیق مثلا " آخری مہینہ جب آئے گا اس وقت میں نے اسے زید پر وقف کیا " صحیح نہیں ہے ۷؎۔

==================================

۱؎۔اس کی ذات میں تصرف کو منقطع کر کے

۲؎۔تحفہ جلد نمبر ۶ ص ۲۳۶

۳؎۔لہٰذا بچہ، پاگل، مکرہ (جسے مجبور کیا گیا ہو)، مجور علیہ (جسے اپنے مال میں تصرف کرنے سے روک دیا گیا ہو)، مکاتب اور ولی کا وقف کرنا صحیح نہیں ہے۔اور کافر کی طرف سے وقف صحیح ہے اگرچہ مسجد ہی کے لیے کیوں نہ ہو۔

۴؎۔خواہ غیر معصیت قربت ہو جیسے مسجد اور فقراء (پر وقف کرنا) یا جہت مباحہ ہو جیسے مالداروں اور ذمیوں (پر وقف کرنا) لہٰذا (غیر معصیت کی شرط کی وجہ سے) حرام چیزوں مثلاً گرجا گھروں کی تعمیر، صالحین کے علاوہ کی قبروں کی تعمیر پر وقف صحیح نہیں ہے۔

۵؎۔دو باتیں یاد رکھیئے۔(۱) موقوف علیہ یا تو معین ہوگا یا جہت ہوگا پہلے کی مثال۔ ’’اس کو میں نے زید پر وقف کیا‘‘ یا ’’اس کو میں نے اس طرح کی مسجد پر وقف کیا‘‘۔ دوسرے کی مثال ’’اس کو میں نے فقرا یا مساجد پر وقف کیا‘‘۔

(۲) معین خواہ ایک ہو یا متعدد، اس میں شرط یہ ہیکہ اس کا مالک بننا ممکن ہو اور وہ مبہم نہ ہو۔لہٰذا اپنے آپ پر یا جنین (وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہے) پر وقف کرنا صحیح نہیں ہے۔یونہی مصحف کا کافر پر وقف کرنا اور معدوم (جس کا وجود نہ ہو) مثلاً مستقبل میں بننے والی مسجد یا پیدا ہونے والے بچہ پر وقف کرنا درست نہیں۔اس لیے کہ ان میں سے کسی کا مالک بننا ممکن نہیں۔اسی طرح معدوم کے تابع کر کے موجود پر صحیح نہیں مثلا ’’میں نے آئندہ پیدا ہونے والے لڑکے پر پھر فقراء پر وقف کیا۔اس لیے کہ مالک بننے کا امکان نہ ہونے کی وجہ سے یہ وقف اول ہی سے منقطع ہے۔برخلاف موجود کے تابع کر کے معدوم پر وقف کرنا (درست ہے) مثلاً میں نے اس کو اپنے لڑکے پر پھر اپنے لڑکے کے لڑکے پر (پوتے) پر وقف کیا یہ وقف درست ہے یونہی مغصوب چیز کو وقف کرنا درست ہے اگرچہ وہ غاصب سے

مغصوب کو چھڑانے سے عاجز ہو مبہم پر بھی وقف کرنا درست نہیں مثلاً ''کسی پر یا دو میں سے ایک پر'' اور اگر موقوف علیہ جہت ہو تو اس میں مذکور بالا چیزوں کی شرط نہیں۔

۶۔لہٰذا منفعت، وہ چیز جو ذمہ میں ہو، مبہم (جیسے ان دونوں گھروں میں سے ایک) ،مکتری (کرایہ پر لی ہوئی چیز) کا وقف صحیح نہیں، اور ان چیزوں کا وقف درست ہے جو فائدہ نہیں دیتیں۔ جیسے ایسا لنجا جس کے لنجے پن کے ختم ہونے کی امید نہ ہو، اور نہ ان چیزوں کا وقف صحیح ہے جو خود ختم ہو کر فائدہ دیتی ہیں۔ جیسے مطعوم اور بخور کی لکڑی۔

۷۔لیکن موت کے ساتھ تعلیق صحیح ہے مثلاً ''میں نے اپنا گھر اپنی موت کے بعد فقراء پر وقف کیا''

وقف کے احکام

وقف صرف لفظ کے ساتھ درست ہے اور اس میں معاطات والا اختلاف نہیں ہے۔ ہاں موات (موات اس زمین کو کہتے ہیں جو آبادی سے فاصلہ پر ہو اور وہ نہ کسی کی ملک ہو اور نہ کسی کی حق خاص ہو) کو مسجد بنانے میں نیت ہی کافی ہے۔

کسی کا یہ کہنا کہ "میں نے اس کو مسجد کے لئے کردیا" وقف میں صریح ہے کیونکہ مسجد وقف ہی ہوتی ہے اور یہ کہنا کہ ''نماز کے لئے وقف کیا'' وقف ہونے میں صریح ہے اور مسجد ہونے میں کنایہ ہے لہٰذا مسجد ہونے کے لئے نیت بھی ضروری ہے مشاع کا وقف ا۔ اور صرف اوپری منزل کا وقف اور اس کے برعکس کا وقف اگرچہ مسجد کے لئے ہو صحیح ہے۔ منقول چیزوں کا مسجد کے لئے جب تک کہ کیل وغیرہ سے ثابت (فٹ) نہ کردیا جائے صحیح نہیں ہے ۲۔

جب کوئی چیز وقف ہوجاتی ہے تو اس کی ملکیت باری تعالیٰ کی طرف منتقل ہوجاتی ہے۔ لہٰذا اسے نہ ہی بیچا جاسکتا ہے اگرچہ ویران ہوجائے اور نہ ہبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ اس میں وراثت جاری ہوسکتی ہے۔ واقف کی شرط مثلاً مفاضلہ (کمی زیادتی)، تقدیم، تسویہ (برابری) اور ترتیب ۳۔ کے مطابق موقوف علیہ موقوف کے فوائد اور منافع ۴۔ کا مالک ہوتا ہے۔

حالت ضرورت کے علاوہ واقف کی کسی شرط کو جب تک وہ مخالف شرع یا وقف کے منافی نہ ہو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ۵۔ اور اگر واقف نے شرط مجمل رکھی ہے تو واقف کے زمانہ میں جاری عرف کا اتباع (پیروی) کیا جائے گا کیونکہ عرف شرط کے منزل میں ہوتا ہے پھر وقف کرنے والوں کے مقاصد سے جو قریب تر ہوگا، اس کے بعد موجود زمانہ میں جاری عرف کا اتباع کیا جائے گا۔ لہٰذا راستوں میں رکھے ہوئے مشکیزوں سے پینے کے علاوہ سے اور پانی لے جانے سے روک دیا جائے گا ۶۔ موقوف کی دیکھ ریکھ وہ شخص کرے گا جس کی شرط واقف نے لگائی ہے اگر واقف نے کچھ شرط نہیں لگائی ہے تو حاکم (دیکھ ریکھ کریگا)۔ ناظر (دیکھ ریکھ کرنے والے) کے لئے شرط ہے کہ وہ عادل ہو جو چیز اسے سپرد کی گئی ہے اس میں بصیرت رکھتا ہو۔ ناظر فسق کی وجہ سے معزول ہوجائے گا اور دیکھ ریکھ کی ذمہ داری حاکم کی طرف منتقل ہوجائے گی۔

==================================

ا۔منقول چیزوں کا وقف صحیح نہ ہونے کی وجہ یہ ہیکہ وقف میں اثبات (ثابت ہونا) شرط ہے۔

۲۔مشاع کے وقف میں وقف باقی حصہ میں جاری نہیں ہوتا برخلاف عتق (آزادی) کے

۳۔ مفاضلہ۔ مثلاً ''میں نے مرد کے لیے عورت کے دوگنے کے حساب سے اپنی اولاد پر وقف کیا''۔ تقدیم مثلاً ''میں نے اپنی بیوہ بیٹیوں پر فقف کیا'' تسویہ مثلاً ''میں نے اپنے بیٹوں اور پوتوں پر وقف کیا''۔ ترتیب مثلاً ''اپنی اولادوں پر وقف کیا پھر اپنی اولادوں کی اولادوں پر وقف کیا''

۴۔ جیسے رہائش، سواری، اجرت، پھل، ٹہنی جس کو عادتاً کاٹا جاتا ہے اور وہ حمل جو وقف کے بعد کا ہو۔ مگر وقف کے وقت کا حمل ماں کے تابع ہو کر موقوف رہے گا۔ اور اگر کسی خاص نفع کا وقف ہو جیسے جانور کو سواری کے لیے وقف کرنا تو اس نفع خاص کے علاوہ فوائد واقف کا ہوگا۔

۵۔ ضرورت جیسے کہ واقف نے یہ شرط لگادی کہ ایک انسان کو ایک بار سے زیادہ اجرت پر نہیں دیا جائے گا مگر دوسرے سال اس کے (پہلے والے کے) علاوہ دوسرا نہیں مل رہا ہے۔ مخالف شرع جیسے کہ موقوف گھر میں سکونت کے لیے غیر شادی شدہ کی شرط لگانا، منافی وقف جیسے کہ جب چاہے رجوع کرنے میں اپنے لیے خیار کی شرط لگانا منافی وقف ہے۔ کیونکہ وقف عقود لازمہ میں سے ہے۔

۶۔ کیونکہ یہ امتناع (روک) واقفین کے مقاصد کے قریب تر ہے۔

مصارف اوقاف

(۱) وقف کا مصرف اگر بالکل بیان نہ کیا گیا ہو یا مصرف اول کے بیان نہ ہونے کی وجہ سے وقف ابتدا ہی میں منقطع ہو (یعنی منقطع الاول ہو) مثلاً یہ کہنا ''میں نے اسے آئندہ پیدا

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

ہونے والے کے لیے وقف کیا پھر فقراء کے لیے وقف کیا'' تو وقف باطل ہے۔ اور جب وقف کے تمام شرائط پالیے جائیں اور وقف صحیح ہو جائے تو وہ پھر کسی حال میں باطل نہیں ہوگا بلکہ وقف ہمیشہ برقرار رہے گا۔ اگر وقف منقطع الوسط ہو (یعنی درمیان میں منقطع ہو) مثلاً یہ کہنا ''اسے میں نے اپنی اولاد پر وقف کیا پھر ایک مرد پر پھر فقراء پر وقف کیا'' تو اول کے بعد آخر کی طرف پھیر دیا جائیگا۱۔ اور اگر منقطع الآخر ہو۔ مثلاً یہ کہنا اسے میں نے اپنی اولاد پر وقف کیا تو اول کے ختم ہونے کے بعد واقف کے فقیر قریبی رشتہ داروں کے لیے کردیا جائےگا اگر واقف معلوم نہ ہو یا اس کے قریبی رشتہ دار فقیر نہ ہوں تو امام مسلمانوں کے مصالح میں صرف کرے گا۔

(۲) اگر واقف ان لوگوں میں شامل ہے جن پر وقف کیا گیا ہے تو اسے موقوف سے انتفاع کرنا جائز ہے۔ ہاں اگر واقف جسے وقف کر رہا ہے اس سے خود نفع حاصل کرنے مثلاً موقوف کا کھانے، پینے، اس میں رہنے، اس کا مطالعہ کرنے یا اپنا قرض ادا کرنے کی شرط لگائے تو وقف باطل ہے۔ اور اپنے لیے دیکھ ریکھ کی شرط لگانا اگرچہ اجرت مثل کے مقابل میں ہو درست ہے۔

(۳) مسجد کے منہدم ہوجانے سے وقف منقطع نہیں ہوگا کیونکہ اس کی زمین میں نماز پڑھنا اور اعتکاف کرنا ممکن ہے۔ اور نہ موقوف درخت کے سوکھ جانے اور اکھڑ جانے سے وقف منقطع ہوگا کیونکہ اسے اجرت پر دے کر دروازہ وغیرہ بنا کر انتفاع حاصل کرنا ممکن ہے۔ اور اگر بغیر موقوف کو صرف کیے (مثلاً جلا کر) انتفاع حاصل کرنا دشوار ہو تو عین موقوف کو صرف کر کے انتفاع حاصل کیا جائیگا، مگر کسی بھی حالت میں نہ بیچا جاسکتا ہے اور نہ ہبہ کیا

جا سکتا ہے۔ اگر مسجد کی موقوف چٹائی یا لکڑی اس طرح بوسیدہ یا ٹوٹ جائے کہ صرف جلانے کے کام آسکتی ہے تو اسے بیچنا جائز ہے اور اس کی قیمت کو اگر اسی کی طرح خرید نا ممکن ہو تو خریدنے میں صرف کیا جائیگا ورنہ مسجد کے مصالح میں صرف کیا جائیگا۔

(۴) مسجد گرائی نہیں جائیگی ہاں اگر خود گر جانے کا اندیشہ ہو تو گرا کر اس کی حفاظت کی جائیگی یا اس کے بدلے میں دوسری مسجد آباد کی جائیگی۔ دوسری مسجد اس کے قریب تر آباد کرنا بہتر ہے۔ اگر مسجد کا آباد کرنا دشوار نہ ہو تو اس مسجد کے بدلے میں غیر مسجد آباد نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی غیر مسجد کے بدلے مسجد آباد کی جاسکتی ہے۔ منہدم مسجد کی دوبارہ تعمیر کی امید ہو تو اس کی آمدنی کو محفوظ رکھا جائیگا ورنہ دوسری مسجد کے لیے صرف کیا جائیگا۔ قریب ترین مسجد کے لیے صرف کرنا افضل ہے۔ اگر دوسری مسجد کے لیے صرف کرنا دشوار ہو تو فقراء کے لیے صرف کیا جائیگا۔ اگر موقوف جانور مرنے کے قریب ہو جائے اور وہ ماکول اللحم ہے تو اسے ذبح کر دیا جائیگا پھر اگر اس کے گوشت کی قیمت سے دوسرا جانور نہیں خریدا جاسکتا تو اس گوشت پر ملکیت موقوف علیہ کی ہوگی۔

==

ا؎۔ لہٰذا مثال میں اس کی اولاد کے بعد فقراء کی طرف پھیر دیا جائے گا۔

۲؎۔ جیسے کہ موقوف کو علماء پر وقف کیا گیا ہے اور واقف خود عالم ہے یا فقراء پر وقف کیا گیا ہے اور واقف خود بھی فقیر ہے۔

ہبہ، ہدیہ، صدقہ اور اباحت ا؎:

برکاتِ شافعی　حصہ سوم

ہبہ:۔ زندگی میں کسی چیز کو بغیر ۲؎ کسی عوض کے بدلے میں مالک بنا دینا ہبہ کہلاتا ہے۔ اگر وہ اسے ملتہب (جسے ہبہ کیا گیا ہے) کو اس کی تعظیم میں دے تو ہدیہ ہے اور ضرورت کے لئے یا آخرت میں ثواب کی غرض سے دے تو صدقہ ہے ۳؎۔ یہ سبھی مسنون ہیں مگر ان میں سب سے افضل صدقہ ہے پھر ہدیہ کا درجہ ہے۔ رشتہ دار پڑوسیوں کو ہبہ کرنا افضل ہے۔

اہل تبرع (جسے بلاعوض تصرف کرنے کا اختیار ہو) کی طرف سے اس چیز کا ہبہ جس کی بیع درست ہے ایجاب مثلاً ''میں نے تجھے ہبہ کیا'' اور قبول مثلاً ''قبول کیا'' سے بغیر کسی (ایجاب وقبول کے درمیان) فصل، تعلیق اور عمر ملتہب کے علاوہ توقیت سے صحیح ہے۔ اگر ملتہب کی عمر کے ساتھ ہبہ کو موٴقت کیا گیا مثلاً "میں نے تمہیں یہ تمہارے زندگی بھر کے لئے ہبہ کیا" تو ہبہ صحیح ہے ۴؎۔

نیت کے ساتھ کنایہ سے ہبہ منعقد ہو جاتا ہے ۵؎ مثلاً ''یہ تیرے لئے ہے'' یوں ہی مختار مذہب پر لین دین سے بھی (ہبہ منعقد ہو جاتا ہے)۔ ہبہ ضمنیہ میں صیغہ کی شرط نہیں ہے مثلا کسی نے دوسرے سے کہا میری طرف سے اپنے غلام کو آزاد کر دو پھر اس دوسرے نے غلام کو آزاد کر دیا۔ اور نہ ہی ہدیہ اور صدقہ میں صیغہ شرط ہے بلکہ ان میں (ہبہ اور صدقہ میں) صرف لینا اور دینا ہی کافی ہے۔ مجہول چیز کی جس طرح بیع صحیح نہیں ہے اس طرح اس کا ہبہ بھی صحیح نہیں ہے برخلاف ہدیہ اور صدقہ کے کہ مجہول چیز کا ہدیہ اور صدقہ صحیح ہے۔

ہبہ صرف قبضہ سے لازم ہوتا ہے ۶؎۔ اگر دونوں میں سے کوئی مر جائے تو اس کا وارث قبضہ کرنے اور قبضہ دلانے میں اسکا قائم مقام ہوتا ہے۔ ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینا حرام ہے مگر باپ کو اپنے بیٹے سے جب تک کہ ہبہ بیع وغیرہ سے اس کی ملکیت سے نکل نہ گیا ہو یا اس

سے کوئی حق لازم مثلا رہن متعلق نہ ہوگیا ہو یا اسے صرف نہ کیا جاسکتا ہو مثلا انڈہ چوزہ بن گیا ہو۔ زیادتی متصلہ کے ساتھ ہبہ کو واپس لینا جائز ہے۔ اولاد اور اصول کو ہبہ کرنے میں برابری مسنون ہے اور بغیر کسی فضیلت ۷؎ اور حاجت کے کسی کو ترجیح دینا مکروہ ہے۔ ہبہ کو اس مد میں صرف کیا جائے گا جس کو واہب (ہبہ کرنے والے) نے متعین کردیا ہے ۸؎۔

اباحت:۔ کسی چیز کے مالک کا اس چیز کو کھانے، پینے کے لئے لینے کی اجازت دیدینا اباحت کہلاتا ہے مثلا ضیافت۔ مباح لہ (جس کو اجازت دی گئی ہے) مباح (جس چیز کو لینے کی اجازت دی گئی ہے) میں مالکوں کی طرح تصرف نہیں کرسکتا بلکہ اس کا تصرف صرف کھانے اور پینے تک محدود رہے گا۔ اور نہ ہی اسے اس میں سے کچھ صدقہ کرنا یا بیچنا جائز ہے۔

==

۱؎۔ تبرع کی سات قسمیں ہیں۔ ۱) وصیت ۔۲) عتق (آزاد کرنا)۔ ۳) ہبہ۔ ۴) صدقہ۔ ۵) ہدیہ۔ ۶) وقف اور ۷) اباحت۔

۲؎۔ وہ چیز عین ہو یا دین (قرض) ہو، قرض کا ہبہ کرنا قرض دار کے حق میں قرض سے سبکدوش کرنا اور دوسرے کے حق میں ہبہ صحیحہ ہے۔ "زندگی میں" کی قید سے وصیت ہبہ ہونے خارج ہوگئی۔

۳؎۔ اگر ہبہ کرنا تعظیم، ضرورت اور ثواب کے لئے نہ ہو تو وہ ہبہ محضہ ہے اور ہبہ محضہ صرف معلوم شئ کا اور صیغہ ہبہ کے ساتھ ہی صحیح ہے اور ہدیہ وصدقہ بغیر صیغہ کے مجہول شئ کا بھی صحیح ہے جیسا کہ عنقریب آرہا ہے لہٰذا ہدیہ اور صدقہ میں سے کوئی بھی اگر معلوم شئ اور صیغہ کے ساتھ ہے تو وہ جس طرح ہدیہ یا صدقہ ہے اسی طرح ہبہ بھی ہے اور اگر مجہول چیز کا یا بغیر

برکاتِ شافعی حصہ سوم

صیغہ کے ہے ہبہ نہیں ہے بلکہ صدقہ محضہ یا ہدیہ محضہ ہے۔

۴؎۔ اگر یہ شرط لگادی گئی کہ ملتہب کی موت کے بعد ہبہ واہب کو لوٹا دیا جائے گا تو ہبہ صحیح اور شرط لغو ہے۔ ہمارے نزدیک صرف یہی ایک جگہ ہے جہاں عقد کے مقتضا کے منافی شرط فاسد لغو ہوجاتی ہے اور عقد صحیح رہتا ہے۔

۵؎۔ اس قول پر جس کو بعض فقہاء نے اختیار کیا ہے۔

۶؎۔ لہٰذا واہب کا قبضہ دلانا یا ملتہب کا واہب کی اجازت سے قبضہ کرنا ضروری ہے۔

۷؎۔ مثلا علم اور ورع کی فضیلت۔

۸؎۔ اگر واہب نے کہا کہ اس سے کھانا خریدلو تو جب تک واہب مروج وسعت کا قصد نہ کرے ملتہب دوسری چیز نہیں خریدسکتا۔

نذر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "**وماانفقتم من نفقة او نذرتم من نذر فان اللّٰہ یعلمه**" (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۷۰) (اور جو تم خرچ کرو یا منت مانو اللہ کو اس کی خبر ہے۔ (کنزالایمان)

"**یوفون بالنذر**" (اور اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ کنز الایمان) (سورہ دہر، آیت نمبر ۷)

"**ولیوفوانذورهم**" (سورہ حج آیت نمبر ۲۹) (اور اپنی منتیں پوری کریں۔ (کنزالایمان)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "**من نذران یطیع اللّٰہ فلیطعه ومن نذران یعصی اللّٰہ فلایعصه۔**" (بخاری) (جو اللہ کی اطاعت کی نذر مانے اسے پوری کرے اور جو اللہ کی نافرمانی کی نذر مانے اس کو پوری نہ کرے)۔

نذر:۔ نذر کا لغوی معنی وعدہ کرنا ہے۔اور شرع میں کسی ایسی نیکی کے کام کو جو بندہ کے اوپر لازم نہیں ہے خواہ نفل ہو یا فرض کفایہ، بندہ کا اپنے اوپر لازم کر لینا نذر کہلاتا ہے۔

نذر کے ارکان:۔ نذر کے ارکان تین ہیں۔ (۱) ناذر (نذر ماننے والا) (۲) منذور (جس چیز کی نذر مانی گئی ہے) اور (۳) صیغہ

ناذر کے لیے شرائط:۔ (۱) مسلمان ہونا (۲) مکلف ہونا (۳) مختار ہونا (۴) اس کے تصرف کا نافذ ہونا [۱] (۵) منذور کو عمل میں لانا اس کے لیے ممکن ہونا [۲]۔

نیت کے ساتھ کتابت سے بھی نذر صحیح ہے اور دوسرے عقود کی طرح نذر بھی محض نیت سے درست نہیں، اور ایسے صیغہ سے بھی نذر درست نہیں جو التزام کا (یعنی اپنے اوپر لازم کرنے کو) پتہ نہ دیتا ہو مثلاً "میں ایسا کروں گا۔"

نذر کی قسمیں:۔ نذر کی دو قسمیں ہیں۔(۱) نذر لجاج [۳] (۲) نذر تبرر

(۱) نذر لجاج:۔ کسی قربت کو لازم کرتے ہوئے کسی چیز سے روکنا یا کسی چیز پر ابھارنا یا کسی خبر کی تحقیق کرنا نذر لجاج کہلاتا ہے۔ جیسے "اگر میں نے اس سے بات کی تو مجھ پر ایک روزہ ہے "اس نذر میں یا تو منذور لازم ہوتا ہے یا قسم کا کفارہ لازم ہوتا ہے [۴]۔ (۲) نذر تبرر:۔ کسی کام کو منجزا (یعنی فوری طور پر) یا معلق کر کے اپنے اوپر لازم کر لینا نذر تبرر کہلاتا ہے۔ منجز کی مثال ''میں نے ایک روزہ کی نذر مانی'' یا ''اس کے لیے مجھ پر ایک روزہ ہے'' [۵] اور معلق کی مثال ''اگر اللہ نے مجھے شفاء دیدی تو مجھ پر ایک حج ہے''۔ نذر تبرر مندوب ہے۔ منجز میں منذور فوراً لازم ہوجاتا ہے۔ اور معلق میں صفت کے پائے جانے کے وقت لازم ہوتا ہے۔ نذر میں منذور لہ (جس کے لیے نذر مانی گئی ہے) کے قبول کرنے کی

شرط نہیں ہے بلکہ (صرف) رد نہ کرنے کی شرط ہے۔

قرضدار کے ذمہ میں جو (قرض) ہے اس کی نذر صحیح ہے اور قرضدار فوراً (اپنے قرض سے) بری الذمہ ہوجائیگا۔ منذور لہ کا ناذر کو جو اس کے ذمہ میں ہے اس سے بری الذمہ کرنا درست ہے۔

جنین کے لیے نذر صحیح ہے مگر میت کے لیے صحیح نہیں ہے، ہاں اگر کوئی کسی شیخ (بزرگ) کی قبر کے لیے نذر مانے اور اس سے اس کا مقصد قربت ہو تو صحیح ہے۔ اگر کسی نے مسجد کے لیے نذر مانی تو جیسا عرف ہوگا اسی کے مطابق منذور کو صرف کیا جائیگا۔

اور اگر کچھ بھی عرف نہ ہو تو اس کی دیکھ ریکھ کرنے والے کی رائے کے مطابق صرف ہوگا۔

اور اگر کسی نے کسی چیز کو مکہ بھیجنے کی نذر مانی تو اگر وہ چیز منقول ہے تو بعینہ وہی چیز حرم شریف کے فقراء پر صدقہ کرنا لازم ہے اور اگر وہ چیز غیر منقول ہے اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو ان پر (حرم شریف کے فقراء پر) صدقہ کرے۔ اور اگر کسی نے کسی مسجد یا کسی ولی کی قبر پر چراغ جلانے کی نذر مانی تو اگر وہاں کوئی اس سے فائدہ اٹھانے والا اگرچہ نادراً ہی سہی رہتا ہے تو یہ نذر صحیح ہے ورنہ نہیں۔

کسی نے ''یوم'' کے روزہ کی نذر مانی تو ایک دن کے روزہ کی نذر ہے اور ''ایام'' کی نذر مانی تو تین دن کے روزہ کی نذر ہے۔ اور صدقہ کی نذر مانی تو قیمت والی چیز کی نذر ہے اور نماز پڑھنے کی نذر مانی تو دو رکعت نماز کی نذر ہے کسی نے درہم صدقہ کرنے کی نذر مانی تو اس کے بدلے میں دینار دینا کافی نہ ہوگا اور اگر کسی نے معین مسجد کی عمارت تعمیر کرنے کی نذر مانی تو دوسری مسجد کافی نہ ہوگی، اگر کسی نے تینوں مسجدوں (مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ) میں سے

کسی ایک میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تو مسجد حرام دونوں (یعنی مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ) کے قائم مقام ہوسکتی ہے۶ے اور مسجد نبوی مسجد اقصیٰ کے قائم مقام ہوسکتی ہے اور بقیہ دوسری مسجدوں میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تو جہاں چاہے پڑھے اگرچہ اپنے گھر ہی میں کیوں نہ پڑھے۔

==

۱ے۔لہٰذا کافر، بچہ، پاگل، مکرہ (مجبور کیا ہوا) اور مفلسی یا بیوقوفی کی وجہ سے مجور علیہ (جس کو تصرف کرنے سے روک دیا گیا ہو) کا قرب مالیہ عینیہ مثلاً "اس کپڑے کے صدقہ" کی نذر صحیح نہیں ہے مگر مجور علیہ کا قرب بدنیہ اور اس مالیہ کی جو ذمہ میں ہے نذر صحیح ہے۔ اور شرابی کی نذر صحیح ہے کیونکہ وہ مکلف کے حکم میں ہے۔

۲ے۔لہذا ایسے روزے کی نذر جس کو رکھنے کی اسے طاقت نہیں ہے اور مکہ سے دور شخص کا اسی سال کے حج کی نذر صحیح نہیں ہے۔

۳ے۔"لجاج" کا معنی جھگڑے میں حد سے گزر جانا ہے، اس نذر کا نام لجاج اس لیے پڑا کہ اکثر یہ حالت غضب میں واقع ہوتی ہے

۴ے۔یونکہ نذر لجاج قربت کو لازم کرنے کی حیثیت سے نذر کے مشابہ ہے اور اس حیثیت سے کہ اس کا بھی وہی مقصد ہوتا جو یمین (قسم) کا مقصد ہوتا ہے یمین کے مشابہ ہے۔

۵ے۔لجاج اور تبرر معلق میں فرق یہ ہے کہ معلق اول میں غیر مرغوب چیز ہوتی ہے اور دوسرے میں مرغوب چیز ہوتی ہے۔

۶ے۔اس کا برعکس نہیں۔

برکاتِ شافعی　　حصہ سوم

فرائض:

فرائض سے یہاں مراد مواریث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"تعلمو االفرائض وعلمو هاالناس- فانی امرو مقبوض- وان هذاالعلم سیقبض وتظهر الفتن حتی یختلف اثنان فی الفریضة فلا یجدان من یقضیٰ بینهما" (الحاکم) لوگو! فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ مجھے اٹھا لیا جائیگا اور بیشک عنقریب یہ علم اٹھا لیا جائیگا، اور فتنوں کا ظہور ہوگا، یہاں تک کہ دو لوگ وراثت کے مسئلے میں جھگڑیں گے مگر وہ کسی ایسے شخص کو نہ پا سکیں گے جو ان کے درمیان فیصلہ کر سکے۔

ترکہ سے متعلق حقوق:۔ترکہ سے متعلق بالترتیب پانچ حقوق ہیں

(۱) وہ جو عین ترکہ سے متعلق ہیں۔ جیسے مال موجود کی زکات اور رہن کے بدلے قرض ۱ے۔ (۲) بغیر اسراف اور کمی کے رواج کے مطابق تجہیز وتکفین (۳) دیون (قرض) قرضوں میں دین اللہ (اللہ کا قرض) مقدم ہوگا (۴) وصایا۔ اجنبی کے لیے وصیت تہائی مال میں نافذ ہوگی ۲ے (۵) وراثت۔

ابتدا ان حقوق سے کی جائیگی جن کا تعلق عین ترکہ سے ہے پھر تجہیز وتکفین کی جائیگی، تجہیز وتکفین کے بعد قرض ادا کیے جائیں گے پھر بقیہ مال کے تہائی حصّہ سے وصیت نافذ کی جائے گی پھر سب کے آخر میں مابقیہ مال کو وارثین کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا۔

==

۱ے۔وہ قرض جو رہن کے بدلے میں نہ ہو وہ اس کے ذمہ میں ہے۔ لہذا اس کا تعلق عین ترکہ سے نہیں ہوگا۔ اسی طرح وہ زکات جس کا مال تلف ہوگیا ہے اس کا بھی تعلق ذمہ سے ہے

نہ کہ عین ترکہ سے، برخلاف وہ زکات کہ جس کا مال باقی ہے کہ اس کا تعلق عین مال سے ہے۔

۲۔ مذکورہ تمام چیزوں کے بعد۔

وراثت کے اسباب اور اس کے موانع

وراثت کے اسباب:۔ وراثت کے اسباب چار ہیں۔(۱) قرابت (۲) نکاح (۳) ولاء (۴) اسلام

موانع ارث:۔ ارث کے موانع چار ہیں۔(۱) اختلاف دین۔ لہٰذا کوئی مسلم کسی کافر کا وارث نہیں ہوسکتا اور نہ کوئی کافر کسی مسلمان کا وارث ہوسکتا ہے۔ (۲) قتل۔ جس کسی نے اپنے مورث کو قتل کردیا وہ اس کا وراث نہیں ہوسکتا ا۔

(۳) رق (غلامی)۔ غلام کسی کا وارث نہیں ہوسکتا ہے اور نہ دوسرا شخص غلام کا وارث ہوسکتا ہے۔ (۴) دور حکمی۔ یعنی کسی شخص کو وارث بنانے سے اسی شخص کا وراث نہ ہونا لازم آنا ۲۔

۱۔ مرتد نہ کسی کا وارث ہوسکتا ہے اور نہ دوسرا مرتد کا وارث ہوسکتا ہے بلکہ اس کا مال بیت المال کے لئے فئ ہوگا۔ کیونکہ مرتد اور غیر مرتد کے درمیان اس کا خون مباح ہونے کی وجہ سے کوئی مناصرت (باہمی مدد) نہیں۔

۲۔ اگرچہ قتل قصاص میں کرے، دفاع میں کرے، غلطی سے کرے، مجبور کرنے پر کرے، پاگل پن کی وجہ کرے یا قتل میں سبب بنے جیسے کہ وارث نے مورث کے خلاف قصاص کا فیصلہ دیا، یا اس کے خلاف ویسی گواہی دی جس سے قصاص واجب ہوتا ہے یا سرکشی میں کنواں کھودا اور اس میں مورث گر پڑا مگر قتل کا فتوی دینے والا مفتی وارث ہوگا۔

۳۔ جیسے کہ بھائی نے میت کے لئے بیٹے کا اقرار کیا تو بیٹے کا نسب ثابت ہوجائیگا مگر بیٹا وارث نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اگر بیٹا وارث ہوگا تو وہ بھائی کو محجوب کردے گا اور جب وہ بھائی کو محجوب کردے گا تو بھائی کا بیٹے کو (میت سے) لاحق کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ کیونکہ ملحق (لاحق کرنے والے) کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ وراثت پانے والا ہو۔ اور جب بھائی کا بیٹے کو لاحق کرنا درست نہیں ہوا تو اس کا نسب بھی ثابت نہیں ہوگا اور جب نسب ثابت نہیں ہوگا تو وہ وارث نہیں ہوگا۔ لہذا اس صورت میں بیٹے کا وارث ہونا بیٹے کو وارث نہ ہونے کو مؤدی ہے۔ (دیکھئے ترشیح۔ص: ۲۸۲)۔

ارث کے ارکان اور اس کی شرطیں

ارث کے ارکان:۔ ارث کے ارکان تین ہیں۔(۱) وارث (۲) مورث (۳) حق مورث۔

ارث کے شرائط:۔ ارث کی شرطیں چار ہیں۔(۱) مورث کی موروثیت ثابت ہو اگرچہ موت کا ثبوت قاضی کے اس مفقود کی موت کا حکم لگادینے سے ہو جو اتنی مدت تک غائب رہا جتنی مدت تک غالبا وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔

(۲) مورث کی موت کے بعد وارث کا زندہ رہنا ثابت ہو اگرچہ لمحہ بھر ہی کے لئے ثابت ہوا۔ (۳) مورث کی موت کے وقت وارث کا وجود ثابت ہو اگرچہ وارث اس وقت نطفہ کی صورت میں ہو۔ (۴) وہ جہت جو ارث کا مقتضی ہے یعنی قرابت، نکاح یا ولاء تفصیلا معلوم

ہو۲۔

اگر دو متوارث (ایک دوسرے کے وارث) ایک ساتھ ڈوب کر یا جنگ وغیرہ میں مرجائیں یا یہ معلوم نہیں کہ کس کی موت پہلے واقع ہوئی ہے تو ان میں سے کوئی بھی دوسرے کا مورث کی موت کے بعد وارث کی زندگی ثابت نہ ہونے کی وجہ وارث نہیں ہوگا۔ لہذا ہر ایک کا ترکہ باقی وارثین کے لئے ہوگا۔

جو شخص کھو گیا اور اس کی خبر منقطع ہوگئی ہے اس کا مال اس وقت تک چھوڑ رکھا جائے گا جب تک کہ اس کی موت پر کوئی بینہ قائم نہ ہوجائے یا قاضی اتنی مدت گر جانے کے بعد اس کی موت کا حکم نہ لگادے جتنی مدت سے زیادہ زندہ نہ رہنے کا غالب گمان ہو۔ اگر کسی مفقود الخبر کا مورث مرگیا تو اس کا حصہ موقوف رکھا جائے گا۳۔

==

۱۔ اگر کوئی انسان ذبح کردیا گیا اور بسمل طرح تڑپ رہا تھا کہ اس کا باپ مرگیا تو یہ مذبوح اپنے باپ کا وارث نہیں ہوگا کیونکہ اس کی زندگی میں قرار نہیں۔ اسی طرح وہ جنین جو مورث کی موت کے بعد زندہ پیدا ہوا اور بسمل کے مثل تڑپ رہا تھا اپنے مورث کے ترکہ سے کسی چیز کا وارث نہیں ہوگا۔

۲۔ دیکھئے شروانی ج:۶۔ ص:۳۸۷۔

وارث مرد اور عورتیں:

مردوں میں وارثین کی تعداد دس ہے۔ (۱) بیٹا۔ (۲) پوتا۔ اگر چہ کتنے ہی نیچے درجے

کا کیوں نہ ہو۔ (۳) باپ (۴) دادا اگر چہ کتنا ہی اوپر درجے کا کیوں نہ ہو۔ (۵) بھائی ۱۔ (۶) بھتیجا، حقیقی ہو یا صرف باپ کی طرف سے ہو۲۔ (۷) چچا حقیقی ہو یا صرف باپ کی طرف سے ہو۔ (۸) حقیقی یا صرف باپ کی طرف سے چچا کا لڑکا۔ (۹) شوہر (۱۰) معتق (آزاد کرنے والا)۔

عورتوں میں وارثین کی تعداد سات ہے۔ (۱) لڑکی (۲) پوتی۔ اگر چہ نیچے کی ہو۔ (۳) ماں (۴) جدہ (نانی، دادی) اگر چہ اوپر کی ہو۔ (۵) بہن ۳۔ (۶) بیوی۔ (۷) معتقہ (آزاد کرنے والی)۔

اگر وارثین میں سے کوئی موجود نہ یا ترکہ کچھ بچارہ جائے تو کل یا باقی ترکہ بیت المال میں داخل کردیا جائے گا۴ اور بیت المال کا انتظام نہ ہو تو باقی ترکہ زوجین (شوہر، بیوی) کے علاوہ حصہ داروں پر ان کے حصوں کی نسبت کے اعتبار سے لوٹا دیا جائے گا۔ اگر اہل فروض میں سے کوئی نہ ہو تو ذوی الارحام پر تقسیم کیا جائے گا۔ ذوی الارحام کی تعداد گیارہ ہے۔

(۱) لڑکی کی اولاد (۲) بہن کی اولاد (۳) بھائی کی لڑکی (۴) چچا کی لڑکی (۵) باپ کا اخیافی بھائی (۶) ماموں (۷) خالہ (۸) پھوپھی (۹) نانا (۱۰) نانا کی ماں (۱۱) اخیافی بھائی کا لڑکا۔

==

۱۔ مطلقاً (کیسا بھی ہو) ۲۔ صرف مذکر کے واسطے سے اگر چہ نیچے درجے کا ہو۔

۳۔ مطلقاً۔ وارثین ۱ اور ذوی الارحام

	وارث مرد		وارث عورتیں		ذوی الارحام

۱	بیٹا	۱	لڑکی	۱	لڑکی کی اولاد
۲	پوتا	۲	پوتی	۲	بہن کی اولاد
۳	باپ	۳	ماں	۳	بھائی کی لڑکی
۴	دادا	۴	جدہ (دادی، نانی)	۴	چچا کی لڑکی
۵	بھائی ۲ے	۵	بہن ۳ے	۵	ماں کی طرف سے چچا (یعنی باپ کا اخیافی بھائی)
۶	حقیقی بھائی یا علاتی بھائی کا لڑکا	۶	بیوی	۶	ماموں
۷	حقیقی یا علاتی چچا	۷	معتقہ (آزاد کرنے والی)	۷	خالہ
۸	حقیقی یا علاتی چچا کا لڑکا			۸	پھوپھی
۹	شوہر			۹	نانا (ماں کا باپ)
۱۰	معتق (آزاد کرنے والا)			۱۰	نانا کی ماں
				۱۱	اخیافی بھائی کا لڑکا

اے یعنی جو اکثر حالتوں میں وارث ہوتے ہیں ورنہ ذوی الارحام بھی بعض حالتوں میں وارث ہوتے ہیں۔

۲ے مطلقاً

۳ے مطلقاً

==

وہ حصّے جو قرآن میں مذکور ہیں:

قرآن میں چھ حصوں کا ذکر ہے۔(۱) دوتہائی ۲/ ۳، (۲) نصف ۱/ ۲، (۳) چوتھائی ۱/ ۴ (۴) آٹھواں ۱/ ۸ (۵) تہائی ۱/ ۳ (۶) چھٹا ۱/ ۶، اور حصّہ دار دس ہیں۔(۱) شوہر (۲) بیوی (۳) باپ (۴) دادا (۵) لڑکی (۶) پوتی (۷) حقیقی یا علاتی بہن (۸) ماں (۹) جدہ (دادی، نانی) (۱۰) ماں کی اولاد ۔

(۱) دوتہائی:۔ چارلوگوں کے لیے۔ ۱) بیٹی ۲) پوتی ۳) حقیقی بہن ۴) علاتی بہن۔ جبکہ ہرایک دو سے زیادہ ہو۔

(۲) نصف:۔ پانچ لوگوں کے لیے۔ ۱) بیٹی ۲) پوتی ۳) حقیقی بہن ۴) علاتی بہن۔ جب کہ ہرایک کی نہ کوئی بہن ہواور نہ کوئی عصبہ بنانے والا ہو ۲ے ۵) اور وہ شوہر جس کے میت کی کوئی فرع نہ ہو ۳ے۔ (یعنی اولاد نہ ہو)

(۳) چوتھائی:۔ دولوگوں کے لیے۔ ۱) شوہر جس کے میت کی کوئی فرع موجود ہو۔ ۲) وہ بیوی ۴ے جس کے میت کی کوئی فرع موجود نہ ہو۔

(۴) آٹھواں:۔ وہ بیوی ۵ے جس کے میت کی کوئی فرع موجود ہو۔

(۵) تہائی:۔ دولوگوں کے لیے۔ ۱) وہ ماں جس کے میت کی نہ کوئی اولاد ہواور نہ ایک سے زائد بھائی اور بہنیں ہوں۔

۲) دو یا دو سے زیادہ ماں کی اولاد (اخیافی بھائی بہنیں)

(۶) چھٹا:۔ سات لوگوں کے لیے۔ ۱) باپ ۲) دادا۔ جبکہ ان دونوں کے میت کی کوئی فرع موجود ہو۔ ۳) ماں۔ جبکہ میت کی فرع یا چند بھائی، بہنیں موجود ہوں۔ ۴) جدہ ۶ے۔ (دادی، نانی) ۵) پوتی ۷ے جبکہ ایک بیٹی کے ساتھ ہو یا اس سے اوپر درجے کی کوئی اور پوتی

ہو۔

۶)علاتی بہن ۸۔جبکہ ایک سگی بہن کے ساتھ ہو۔ ۷)ایک اخیافی بھائی بہن۔

ماں کا حصّہ، باپ، اورشوہر یا بیوی میں سے کسی ایک کے ساتھ باقی ترکہ کا تہائی حصّہ ۹۔ ہے، پورے ترکہ کا تہائی نہیں، تاکہ باپ ماں کا دونا حصّہ پائے ۱۰۔

==

۱۔یعنی اخیافی بھائی بہن۔

۲۔کیونکہ ان میں سے ہرایک کووہ مذکرعصبہ بنادیتا ہے جومرتبہ میں ان کے برابرہوتا ہے یا نیچے درجے کا ہوتا۔یونہی بیٹی بہن کوعصبہ دیتی ہے۔لہٰذا ایک بیٹی یا ایک پوتی کے ساتھ سگی بہن علاتی بھائی کوساقط کردے گی۔

۳۔اگرچہ وہ دوسرے شوہر سے ہو یا زنا سے ہو یا غیر صلب سے ہو۔فرع سے مراد وہ فرع ہے جووارث ہوتا ہو۔

۴۔بیوی ایک ہو یا ایک سے زیادہ

۵۔بیوی ایک ہو یا ایک سے زیادہ

۶۔یعنی باپ کی ماں، ماں کی ماں، مگر ماں کے باپ کی ماں جدہ میں شامل نہیں۔بلکہ وہ ان تمام عورتوں کی طرح ذوی الارحام میں شامل ہے جن کے اوپر دوعورتوں کے درمیان کوئی مرد ہو۔

۷۔،۸۔ا۔یک ہو یا زیادہ۔

۹۔زوجین میں سے ایک کوحصّہ دینے کے بعد بقیہ کا تہائی حصّہ۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

۱۰۔مثلاً کسی مسئلہ میں شوہر، ماں اور باپ (وارث) ہیں۔تو مسئلہ ۶ سے ہوگا۔تین سہام شوہر، دوسہام باپ کا اور ایک سہام ماں کا ہوگا۔

اورکسی مسئلہ میں بیوی، ماں اور باپ ہیں تو مسئلہ چار سے ہوگا۔ایک سہام بیوی کا، دوسہام باپ کا اور ایک سہام ماں کا ہوگا۔

حصوں کے مستحق ہونے کی شرطیں

فرض		اہل فرض	شرطیں
ثلثان دوتہائی	۱	ایک سے زیادہ بیٹیاں	کوئی عصبہ نہ ہو
	۲	ایک سے زیادہ پوتیاں	کوئی عصبہ نہ ہواور صلبی ولد ۱۔نہ ہو
	۳	ایک سے زیادہ سگی بہنیں	کوئی عصبہ نہ ہو، نہ ولد ہو اور نہ ولد الابن ہو ۲۔
	۴	ایک سے زیادہ علاتی بہنیں	کوئی عصبہ، ولد، بیٹے کا ولد اور کوئی حقیقی بھائی نہ ہو ۳۔

	۱	شوہر	کوئی فرع نہ ہو ۴۔
	۲	صلبی بیٹی	بیٹی کوعصبہ بنانے والا نہ ہو اور اس بیٹی کی بہن نہ ہو۔

حصہ	نمبر	وارث	شرط
نصف (آدھا)	۳	پوتی	کوئی عصبہ، صلبی ولد اور اس پوتی کی بہن نہ ہو
	۴	سگی بہن	سگی بہن کو عصبہ بنانے والا اس سگی بہن کی بہن نہ ہو اور کوئی ولد اور ولد ابن نہ ہو
	۵	علاتی بہن	علاتی بہن کو عصبہ بنانے والا اور اس علاتی بہن کی بہن نہ ہو اور کوئی ولد، ولد ابن اور سگا بھائی نہ ہو۔

حصہ	نمبر	وارث	شرط
ربع (چوتھائی)	۱	شوہر	کوئی فرع موجود[۵] ہو
	۲	بیوی	کوئی فرموجود نہ ہو۔

حصہ	نمبر	وارث	شرط
ثمن آٹھواں	۱	بیوی	کوئی فرع موجود ہو۔

حصہ	نمبر	وارث	شرط
ثلث (تہائی)	۱	ماں	کوئی فرع نہ ہو اور چند بھائی بہنیں نہ ہوں
	۲	چند اخیافی بھائی بہنیں	

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

حصہ	نمبر	وارث	شرط
سدس (چھٹا)	۱	باپ	کوئی فرع موجود ہو۔
	۲	دادا	کوئی فرع موجود ہو۔
	۳	ماں	کوئی فرع موجود ہو یا چند بھائی بہنیں ہوں
	۴	جدہ (دادی، نانی)	اس کے اوپر دو عورتوں کے درمیان کوئی مرد نہ ہو جیسے ماں کے باپ کی ماں۔
	۵	ایک یا ایک سے زیادہ پوتیاں	ایک بیٹی موجود ہو یا اس سے اوپر کے درجے میں کوئی ایک پوتی موجود ہو[۶]۔
	۶	ایک یا ایک سے زیادہ علاتی بہنیں	ایک حقیقی بہن موجود ہو[۷]۔
	۷	ماں کی ایک اولاد	

حصہ	نمبر	وارث	شرط
ثلث باقی (بقیہ کا تہائی)	۱	ماں	باپ اور زوجین میں سے کسی ایک کے ساتھ ہو۔ صرف اسی صورت میں

	۲	دادا	بھائیوں کے ساتھ

==

۱۔ کیونکہ بیٹا پوتی کو مطلقاً مجوب کر دیتا ہے اور چند بیٹیاں بھی مجوب کر دیتی ہیں جبکہ پوتی کے ساتھ کوئی عصبہ بنانے والا نہ ہو۔ اور تنہا ایک بیٹی حجب نقصان کرتی ہے (یعنی اس کا حصّہ کم کر دیتی ہے) لہٰذا پوتی ایک بیٹی کے ساتھ صرف چھٹا حصّہ پائے گی۔

۲۔ لہذا بیٹا اور پوتا، سگی یا علاتی بہنوں کو مجوب کر دیں گے۔ اور بیٹی اور پوتی ان کو عصبہ بنا دیتی ہیں۔ اور عصبہ ہونے کے وقت وہ بیٹی یا پوتی کے حصّہ کے بعد جو بچے گا وہ پائیں گی۔

۳۔ حقیقی بھائی، چند حقیقی بہنیں اور ایک بیٹی کے ساتھ ایک حقیقی بہن، ان میں سے ہر ایک علاتی بہن کو مجوب کر دیتا ہے اور تنہا ایک حقیقی بہن علاتی بہن کو حجب نقصان کرتی ہے۔ لہذا تنہا ایک حقیقی بہن کے ساتھ علاتی بہن صرف چھٹا حصّہ پائے گی۔

۴۔ یعنی ولد یا ولد الابن وارث ہو۔

۵۔ یہاں پر اور اس کے بعد فرع سے مراد وہ فرع ہے جو قرابت خاصہ کی وجہ سے وارث ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ فرع خارج ہوگئی جس کے ساتھ کوئی مانع ارث ہو اور وہ فرع نکل گیا جو قرابت عامہ کی وجہ سے وارث ہوتی ہے جیسے ولد بنت۔

۶۔ جیسے پوتی کے ساتھ پر پوتی۔ پوتی نصف حصّہ پائے گی اور پر پوتی چھٹا حصہ پائے گی تا کہ دو تہائی مکمل ہو جائے۔ یہ تو اس صورت میں ہے کہ پوتی تنہا ہو اور اگر ایک سے زیادہ پوتیاں ہوں تو پر پوتی کو کچھ نہیں ملے گا سوائے اس کے کہ اس کے ساتھ کوئی مذکر عصبہ بنانے والا ہو۔

۷۔ سگی بہن نصف حصّہ پائے گی اور علاتی بہن دو تہائی پورا کرنے لیے چھٹا حصّہ پائے گی۔ اگر چند سگی بہنیں ہوں تو وہ علاتی بہن جس کا کوئی عصبہ بنانے والا نہ ہو کچھ نہیں پائے گی۔

حجب

نقصان:

حجب کی قسمیں:۔ حجب کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) حجب نقصان (۲) حجب حرمان

حجب نقصان:۔ ایسے مجوبین کی تعداد پانچ ہے۔ (۱) شوہر (۲) بیوی (۳) ماں (۴) پوتی (۵) اخیافی بہن۔

فرع، شوہر کا حصّہ نصف سے کم کر کے چوتھائی اور بیوی کا حصّہ چوتھائی سے گھٹا کر چھٹا کر دیتی ہے۔ اور ایک صلبی بیٹی پوتی کا حصّہ نصف سے گھٹا کر چھٹا، اور حقیقی بہن، علاتی بہن کا حصّہ نصف سے گھٹا کر چھٹا کر دیتی ہے ۱۔

....

۱۔ حجب نقصان کا چارٹ

	مجوب	حاجب	حجب کی کیفیت
۱	شوہر	فرع (ولد یا ولد الابن)	آدھا سے گھٹ کر چوتھائی
۲	بیوی	فرع (ولد یا ولد الابن)	چوتھائی سے گھٹ کر آٹھواں
۳	ماں	فرع یا ایک سے زیادہ بھائی بہنیں	تہائی سے گھٹ کر چھٹا

۴	پوتی	صلبی بیٹی	آدھا سے گھٹ کر چھٹا
۵	علاتی بہن	سگی بہن	آدھا سے گھٹ کر چھٹا

==

حرمان:

حجب حرمان:۔ایک وارث کا دوسرے وارث کو اس کے کل میراث سے روک دینا حجب حرمان کہلاتا ہے۔اس حجب (حجب حرمان) میں والدین،شوہر، بیوی اور صلبی اولاد داخل نہیں ہیں۔بلکہ مردوں میں سے پوتا،دادا بھائی، بھتیجا، چچا، چچا کا لڑکا اور معتق داخل ہے۔اور عورتوں میں سے پوتی، جدہ (دادی یا نانی) بہن اور معتقہ (آزاد کرنے والی) داخل ہیں۔ جیسا کہ چارٹ میں آرہاہے۔جن اصحاب فروض کے فرض پورے ترکہ کو گھیرے ہوئے ہوں وہ عصبہ کو محجوب کردیتے ہیں۔

عصبہ:۔اس وارث کو کہتے ہیں جس کا حصہ مقرر نہیں بلکہ وہ پورے ترکہ کا یا فروض کے بعد بچے ہوئے ترکہ کا وارث ہوتا ہے۔

==

ا۔دو شرطوں کے ساتھ۔پہلی شرط۔وہ عصبہ بیٹا نہ ہو۔کیونکہ بیٹا کسی کی وجہ سے کسی بھی حالت میں محجوب نہیں ہوتا۔دوسری شرط۔وہ عصبہ سے منتقل ہو کر اہل فرض نہ ہو جاتا ہو جیسے سگا بھائی مسئلہ مشرکہ میں اور سگی یا علاتی بہن مسئلہ اکدریہ میں۔

مسئلہ مشرکہ:۔شوہر، ماں (یا جدہ)، چند اخیافی بھائی اور سگا بھائی۔

اصل مسئلہ چھ سے ہوتا ہے شوہر کا نصف: تین، ماں (یا جدہ) کا چھٹا: ایک، اخیافی

بھائیوں کا تہائی: دو، اور عصبہ سگے بھائی کے لیے کچھ نہیں بچا۔لہذا وہ اخیافی بھائیوں کے ساتھ تہائی میں شریک رہے گا۔

مسئلہ اکدریہ:۔شوہر، ماں، دادا اور ایک سگی یا علاتی بہن، اصل مسئلہ چھ سے ہوگا شوہر کا نصف: تین، ماں کا تہائی: دو، دادا کا چھٹا: ایک، اور بہن کے لیے کچھ بھی باقی نہیں بچا۔لہذا بہن کا فرض نصف دیا جائیگا اور مسئلہ کا عول نو ہوگا۔اب جبکہ بہن کا حصہ دادا کے حصہ سے زیادہ ہوگیا۔فرض کے بعد بہن کو دادا کے ساتھ عصبہ بنادیا جائیگا اور دادا کے حصہ کو بہن کے حصہ میں ضم کردیا جائیگا اور پھر اس چار (۱+۳=۴) کو تین حصہ کر کے مرد کے لیے عورت کا دونا کے اعتبار سے دادا اور بہن کے درمیان تقسیم کردیا جائیگا۔(لہذا نو کو تین کے عدد میں جن کے سہام میں کسر واقع ہوا ہے ضرب دے دیا جائیگا اور مضروب ستائیس ہوگا۔اور اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔

مسئلہ ٦ عول ۳×۹=۲۷ تصحیح

مسئلہ اکدریہ:۔میت..

شوہر	ماں	دادا	بہن
نصف	تہائی	چھٹا	نصف
۳	۲	۱	۳
		....	
		عصبہ(۱+۳=۴)	
۹	٦	۳	۹

محجوب مرد

	محجوب	حاجبوں کی تعداد	حاجب
۱	پوتا	۲	۱۔ بیٹا ۲۔ وہ پوتا جو درجے میں اس سے قریب ہو۔
۲	دادا	۲	۱۔ باپ ۲۔ وہ دادا جو درجے میں اس سے قریب ہو۔
۳	سگا بھائی	۳	۱۔ باپ ۲۔ بیٹا ۳۔ پوتا
۴	علاتی بھائی	۵	۱۔ باپ ۲۔ بیٹا ۳۔ پوتا ۴۔ سگا بھائی ۵۔ وہ سگی بہن جس کے ساتھ کوئی بیٹی یا پوتی ہو۔
۵	اخیافی بھائی	۴	۱۔ باپ ۲۔ دادا ۳۔ ولد ۴۔ ولد الابن
۶	سگا بھائی کا بیٹا	۶	۱۔ باپ ۲۔ دادا ۳۔ بیٹا ۴۔ پوتا ۵۔ سگا بھائی ۶۔ علاتی بھائی ا؎
۷	علاتی بھائی کا بیٹا	۷	۱۔ باپ ۲۔ دادا ۳۔ بیٹا ۴۔ پوتا ۵۔ سگا بھائی ۶۔ علاتی بھائی ۷۔ سگے بھائی کا بیٹا۔

۸	سگا چچا	۸	۱۔ باپ ۲۔ دادا ۳۔ بیٹا ۴۔ پوتا۔ ۵۔ سگا بھائی ۶۔ علاتی بھائی ۷۔ سگے بھائی کا بیٹا ۸۔ علاتی بھائی کا بیٹا
۹	علاتی چچا عم (للاب)	۹	۱۔ باپ ۲۔ دادا ۳۔ بیٹا ۴۔ پوتا ۵۔ سگا بھائی ۶۔ علاتی بھائی ۷۔ سگے بھائی کا بیٹا ۸۔ علاتی بھائی کا بیٹا ۹۔ سگا چچا
۱۰	سگے چچا کا بیٹا	۱۰	۱۔ باپ ۲۔ دادا ۳۔ بیٹا ۴۔ پوتا ۵۔ سگا بھائی ۶۔ علاتی بھائی ۷۔ سگے بھائی کا بیٹا ۸۔ علاتی بھائی کا بیٹا ۹۔ سگا چچا ۱۰۔ علاتی چچا
۱۱	علاتی چچا کا بیٹا	۱۱	۱۔ باپ ۲۔ دادا ۳۔ بیٹا ۴۔ پوتا ۵۔ سگا بھائی ۶۔ علاتی بھائی ۷۔ سگے بھائی کا بیٹا ۸۔ علاتی بھائی کا بیٹا ۹۔ سگا چچا ۱۰۔ علاتی چچا ۱۱۔ سگے چچا کا بیٹا۔
۱۲	معتق (آزاد کرنے والا)	۱۲	نسبی عصبہ

....

ا؎ حقیقی بھائی کا پوتا، علاتی بھائی کے پوتے کو محجوب کردے گا کیونکہ وہ اس سے قریب ہے۔

محجوب عورتیں

	محجوب	حاجبین کی تعداد	حاجب
ا	پوتی	۲	ا۔ بیٹا ۲۔ ایک سے زیادہ بیٹیاں (جبکہ پوتی کے ساتھ کوئی عصبہ بنانے والا نہ ہوا ۱)
۲	ماں کی جہت سے جدہ	۴	ا۔ ماں ۲۔ ماں کی جہت سے قریب کی جدہ ۲۔ لہذا ماں کی ماں (نانی)، ماں کی ماں کی ماں (پرنانی) کو محجوب کردیگی۔
۳	باپ کی جہت سے جدہ	۴	ا۔ باپ ۲۔ ماں ۳۔ قریب کی دادی ۔ لہذا دادی (باپ کی ماں) باپ کے باپ کی ماں (پردادی) کو محجوب کردے گی ۴۔ ماں کی جہت سے قریب کی جدہ۔ لہذا دادی کی ماں کو نانی (ماں کی ماں) محجوب کردے گی۔
۴	سگی بہن	۳	ا۔ باپ ۲۔ بیٹا ۳۔ پوتا
۵	علاتی بہن	۶	ا۔ باپ ۲۔ بیٹا ۳۔ پوتا ۴۔ سگا بھائی ۵۔ دو سگی بہنیں ۶۔ ایک سگی بہن ایک بیٹی یا ایک پوتی کے ساتھ
۶	اخیافی بہن	۴	باپ ۲۔ دادا ۳۔ ولد ۴۔ ولد الابن
۷	معتقہ (آزاد کرنے والی)	ا	ا۔ ماں ۲۔ ماں کی جہت سے قریب کی جدہ۔ لہذا ماں کی ماں (نانی) ماں کی ماں کی ماں (پرنانی) کو محجوب کردے گی۔

ا۔ جیسے پوتی کا بھائی یا اس کے چچا کا بیٹا۔ اس صورت میں بقیہ تہائی اس کے ساتھ عصبہ ہو کر مرد کے لیے عورت کا دونا کی نسبت سے پائے گی۔

۲۔ لہذا باپ کی طرف سے قریب کی جدہ اسے (یعنی ماں کی طرف سے جدہ کو) محجوب نہیں کرے گی جیسے نانی کی ماں (پرنانی) کے ساتھ دادی (باپ کی ماں)۔ بلکہ دونوں چھٹا میں شریک رہیں گی۔

وارثین کے درمیان ترکہ کی تقسیم

وارث اہل فرض ہوں گے یا عصبہ ہوں گے۔ عصبہ ا وہ ہے جس کا کوئی مقرر سہم نہ ہو، وہ فرض سے بچے ہوئے کا وارث ہوتا ہے اور اگر فرض سے کچھ نہیں بچتا ہے تو ساقط ہو جاتا ہے۔

عصبات کی ترتیب:۔ عصبات کی ترتیب یہ ہے۔ بیٹا۔ پوتا۔ باپ۔ دادا۔ سگا بھائی۔ علاتی بھائی۔ سگے بھائی کا بیٹا۔ علاتی بھائی کا بیٹا۔ سگا چچا۔ علاتی چچا۔ سگے چچا کا بیٹا۔ علاتی چچا کا بیٹا۔ باپ کا چچا۔ باپ کے چچا کا بیٹا۔ معتق یا معتقہ۔ معتق یا معتقہ کے مذکر عصبہ۔

تنہا ایک بیٹا پورے ترکہ کا اور چند بیٹے برابر برابر پورے ترکہ کے وارث ہوں گے۔ تنہا ایک بیٹی آدھے ترکہ کا اور دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں دو تہائی ترکہ کی وارث ہوں گی۔ اگر چند بیٹے اور بیٹیاں جمع ہو جائیں تو ان کا حصہ للذکر مثل حظ الانثیین (مرد کے لئے عورتوں کے حصہ کا دونا ہے) کے

نسبت سے ہوگا۔ اگر صرف بیٹوں کی اولاد ہیں تو وہ مذکورہ باتوں میں صلبی اولاد کی طرح ہیں۔

اگر دو صنف جمع ہوجائیں (صلبی اولاد اور بیٹے کی اولاد)۔ تو مذکر صلبی اولاد بیٹے کی اولاد کو محجوب کردیں گے۔ اگر صلبی اولاد میں صرف تنہا ایک بیٹی ہے تو بیٹی کا حصہ ترکہ کا نصف ہوگا اور بقیہ بیٹے کی اولاد کا ہوگا۔ اور اگر صلبی اولاد صرف چند بیٹیاں ہیں تو ان کا حصہ ترکہ کا دوتہائی اور بقیہ بیٹے کی اولاد کا ہوگا۔ بیٹے کی اولاد اگر سب مرد ہیں تو ترکہ کے برابر برابر وارث ہوں گے۔ اور اگر مذکر اور مؤنث دونوں ہیں تو للذکر مثل حظ الانثیین کی نسبت سے وارث ہوں گے۔ اور اگر بیٹے کی اولاد میں صرف عورتیں ہیں تو پہلی صورت میں ۲ ؎ (یعنی ایک صلبی بیٹی ہونے کی صورت میں) ان کا حصہ ترکہ کا چھٹا ہوگا اور دوسری صورت میں (یعنی چند بیٹیاں ہونے کی صورت میں) ان کے کئے کچھ نہیں۔

مذکر اس عورت کو جو اس کے برابر درجے کی ہے یوں ہی اس عورت کو جو اس سے نیچے درجہ کی ہے اگر اس کا حصہ چھٹا نہیں ہے، عصبہ بنا دیتا ہے۔ پہلے کی مثال پوتا اور پوتی، دوسرے کی مثال دو بیٹیاں ایک پوتی اور ایک پرپوتا۔

==

۱ ؎ عصبہ اسم جنس ہے جس میں واحدؔ متعدد اور مذکرؔ مؤنث سب برابر ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عصبہؔ عاصب کی جمع ہے۔

۲ ؎ یعنی صلبی بیٹی تنہا ایک ہو۔ وہ نصف ترکہ پائے گی (پھر پوتی ایک ہو یا چند دوتہائی پورا کرنے کے لئے چھٹا ترکہ پائیں گی)۔

وارثین کا اجتماع:

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

اگر بغیر کسی مؤنث کے تمام مذکر وارثین جمع ہوجائیں تو ان میں سے صرف تین وارث ہوں گے۔ ۱) باپ۔ ۲) بیٹا۔ ۳) شوہر۔ باپ کا چھٹا، شوہر کا چوتھائی اور بیٹے کا بقیہ ۱ ؎۔ اگر بغیر کسی مذکر کے تمام مؤنث وارثات جمع ہوجائیں تو ان میں سے پانچ وارث ہوں گی۔ ۱) بیٹی۔ ۲) پوتی۔ ۳) ماں۔ ۴) بیوی۔ ۵) حقیقی بہن۔ بیٹی کا آدھا، پوتی کا چھٹا تاکہ دوتہائی مکمل ہوجائے، ماں کا چھٹا، زوجہ کا آٹھواں اور بہن کا بقیہ ۲ ؎، اگر ہر طرح کے مرد اور ہر طرح کی عورتیں جمع ہوجائیں تو ان میں سے صرف پانچ وارث ہوں گے۔ ۱) ماں۔ ۲) باپ۔ ۳) بیٹا۔ ۴) بیٹی۔ ۵) شوہر یا بیوی۔ ماں باپ کا دو چھٹا، شوہر موجود ہے تو چوتھائی بیوی موجود ہے تو آٹھواں اور باقی کو تین حصہ کرکے بیٹا اور بیٹی کے لئے للذکر مثل حظ الانثیین کے نسبت سے ۳ ؎۔

....

۱ ؎ مسئلہ بارہ سے ہوگا۔ باپ کا دو سہام، شوہر کا تین سہام اور بیٹے کا سات سہام۔

مسئلہ ۱۲

میت

باپ	شوہر	بیٹا
چھٹا	چوتھائی	عصبہ
۲	۳	۷

۲ ؎ چوبیس سے ہوگا۔ بیٹی کا بارہ سہام، پوتی کا چار سہام ماں کا بھی چار سہام بیوی کا تین

سہام اور بقیہ ایک بیٹی کا۔

۲)میت___ مسئلہ ۲۴___

بیٹی	پوتی	ماں	بیوی	بہن
نصف	چھٹا	چھٹا	آٹھواں	عصبہ
۱۲	۴	۴	۳	۱

۳۔شوہر کا مسئلہ ۱۲ سے ہوگا پھر بیٹا، بیٹی کے لیے ۵ بچا، اس لیے ۱۲ میں ۳ (وہ عدد رؤس جن کے سہام میں کسر واقع ہورہا ہے) سے ضرب دیا جائے گا ۳۶ ہوگا ماں باپ کے لیے ۱۲، شوہر کے لیے ۹، باقی ۱۵ بچا، اس لیے بیٹے کے لیے ۱۰، بیٹی کے لیے ۵۔ بیوی کا مسئلہ ۲۴ سے ہوگا پھر بیٹا بیٹی کے لیے ۱۳ بچا اس لیے ۲۴ میں ۳ سے ضرب دیا جائے گا ۷۲ ہوگا، ماں کے لیے ۲۴ بیوی کے لیے ۹، باقی ۳۹ بچا، بیٹے کے لیے ۲۶، بیٹی کے لیے ۱۳۔

اصول مسئلہ

اصل مسئلہ:۔فروض کے مخرج کو اصل مسئلہ کہتے ہیں۔ جیسے زوجہ، بیٹی اور حقیقی بھائی کے مسئلہ میں اصل مسئلہ آٹھ ہے۔ بیوی کا آٹھواں ایک سہام، بیٹی کا نصف چار سہام اور بھائی کا باقی تین سہام۔

۲)میت___ مسئلہ ۸___

زوجہ	بیٹی	حقیقی بھائی
آٹھواں	نصف	عصبہ
۱	۴	۳

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

مجموعی طور پر مسائل کے اصول سات ہیں۔۱) دو۔ ۲) تین۔ ۳) چار۔ ۴) چھ۔ ۵) آٹھ۔ ۶) بارہ۔ ۷) چوبیس۔ جیسا کہ چارٹ میں آرہا ہے۔

فروض:۔ مخارج	نصف ۲	چوتھائی ۴	آٹھواں ۸	نصف اور چوتھائی ۴	نصف اور آٹھواں ۸
دوتہائی	۶	۱۲	۲۴	......	......
تہائی ۳	۶	۱۲	......	۱۲	......
چھٹا ۶	۶	۱۲	۲۴	۱۲	۲۴
دوتہائی ایک تہائی ۳	۶	۱۲	......	......	......
دوتہائی اور چھٹا ۶	۶	۱۲	۲۴	......	......

تہائی اور چھٹا٦	٦	١٢	......	١٢	......
تہائی دوتہائی اور چھٹا٦	٦	١٢	......	......	......

١) نصف کا مخرج دو، آٹھواں کے مخرج آٹھ میں داخل ہے لہذا آٹھ مسئلہ کا مخرج ہوا اسی کو اصل مسئلہ کہتے ہیں۔

٢) چارٹ میں...... کے نشانات مذکورہ فروض کے جمع نہ ہونے کے علامات ہیں۔

مسائل کی قسمیں:

مسئلہ عادلہ ہوگا، ردیہ ہوگا یا عائلہ ہوگا۔ اگر ورثہ کے سہام مسئلہ کے مخرج کے برابر ہیں تو وہ مسئلہ عادلہ ہے اور اگر مخرج سے کم ہیں تو ردیہ ہے۔ اور اگر زیادہ ہیں تو عائلہ ہے۔

عادلہ کی مثال:۔ والدین اور دو بیٹیاں۔ مسئلہ چھ سے ہوگا والدین کا دو چھٹا اور دونوں بیٹیوں کا دو تہائی۔

ردیہ کی مثال:۔ ایک بیٹی اور ایک پوتی۔ مسئلہ چھ سے ہوگا۔ بیٹی کا نصف اور پوتی کا چھٹا۔ مگر پھر بھی چھ میں سے دو باقی بچے گا اس لئے دو ان دونوں پر ان کے فروض کی نسبت کے اعتبار سے لوٹا دیا جائے گا١۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

عائلہ کی مثال:۔ شوہر، ایک سگی بہن اور ایک علاتی بہن۔ مسئلہ چھ سے ہوگا۔ شوہر کا نصف، سگی بہن کا بھی نصف اور علاتی بہن کا چھٹا۔ مگر ان کے سہام چھ سے زائد ہو جا رہے ہیں اس لئے یہ مسئلہ سات سے عول ہوگا٢۔

==

١۔ اور اب مسئلہ چار سے ہو جائے گا، بیٹی کا تین اور پوتی کا ایک۔

٢۔

نصف	نصف	چھٹا	مسئلہ
شوہر	سگی بہن	علاتی بہن	٦
٣	٣	١	عول ٧

عول کے مسائل:

تین اصول مسائل کا عول ہوتا ہے۔ ١) چھ۔ ٢) بارہ۔ ٣) چوبیس۔

چھ کا عول:۔ چھ کا عول سات سے لے کر دس تک ہوتا ہے۔

سات کی مثال:۔ شوہر اور دو سگی یا علاتی بہنیں۔

آٹھ کی مثال:۔ شوہر، دو سگی یا علاتی بہنیں اور ماں۔

نو کی مثال:۔ شوہر، دو سگی یا علاتی بہنیں، ماں ایک اخیافی بھائی۔

دس کی مثال:۔ شوہر، دو سگی یا علاتی بہنیں، ماں، دو اخیافی بھائی۔

١) چھ کا عول سات:

نصف	دوتہائی	مسئلہ
شوہر	دوبہنیں	۶
۳	۲+۲	عول ۷

۲) چھ کا عول آٹھ:

نصف	دوتہائی	چھٹا	مسئلہ
شوہر	دوبہنیں	ماں	۶
۳	۲+۲	۱	عول ۸

۳) چھ کا عول نو:

نصف	دوتہائی	چھٹا	چھٹا	مسئلہ
شوہر	دوبہنیں	ماں	ایک اخیافی بھائی	۶
۳	۲+۲	۱	۱	عول ۹

۴) چھ کا عول دس:

برکاتِ شافعی حصہ سوم

نصف	دوتہائی	چھٹا	تہائی	مسئلہ
شوہر	دوبہنیں	ماں	دواخیافی بھائی	۶
۳	۲+۲	۱	۲	عول ۱۰

بارہ کا عول۔ بارہ کا عول تیرہ، پندرہ یا سترہ ہوتا ہے۔

تیرہ کی مثال۔ بیوی، ماں اور دوسگی یا علاتی بہنیں۔

پندرہ کی مثال۔ بیوی، ماں، دوسگی یا علاتی بہنیں اور ایک اخیافی بھائی۔

سترہ کی مثال۔ بیوی، ماں، دوسگی بہنیں اور دواخیافی بھائی۔

چوبیس کا عول۔ چوبیس کا عول ستائیس ہوتا ہے۔ مثلاً بیوی، والدین اور دو بیٹیاں اھ۔

۱) بارہ کا عول تیرہ:

چوتھائی	چھٹا	دوتہائی	مسئلہ
بیوی	ماں	دوبہنیں	۱۲
۳	۲	۴+۴	عول ۱۳

۲) بارہ کا عول پندرہ:

چوتھائی	چھٹا	دوتہائی	چھٹا	مسئلہ
بیوی	ماں	دوبہنیں	ایک اخیافی بھائی	۱۲
۳	۲	۴+۴	۲	عول ۱۵

۳) بارہ کا عول سترہ:

چوتھائی	چھٹا	دوتہائی	تہائی	مسئلہ

بیوی	ماں	دو بہنیں	دو اخیافی بھائی	۱۲
۳	۲	۴+۴	۲+۲	عول ۱۷

۴) چوبیس کا عول۔ ستائیس:

آٹھواں	چھٹا	چھٹا	دو تہائی	مسئلہ
بیوی	باپ	ماں	دو بیٹیاں	۲۴
۳	۴	۴	۸+۸	عول ۲۷

....

۱۔ یہ مسئلہ منبریہ کہلاتا ہے۔

مسائل کے اصول کی تخریج:

اگر وارث صرف مذکر عصبہ ہوں یا صرف مونث عصبہ ہوں تو ترکہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۱۔

اور اگر دونوں (مذکر اور مونث) جمع ہو جائیں تو مذکر کو مونث کا دونا حصہ ملے گا۲۔ اور اگر وارثین میں صرف ایک اہل فرض ہے تو اسی فرض کا مخرج اصل مسئلہ ہوگا۳۔ اور جب مسئلہ میں دو فرض ہوں۴۔ اور ان دونوں فرضوں کے درمیان تماثل ہے تو کسی ایک مخرج پر، تداخل ہے تو بڑے فرض کے مخرج پر، توافق ہے تو کسی ایک کے وفق کو دوسرے میں ضرب دے کر حاصل ضرب پر اور تباین ہے تو ایک دوسرے میں ضرب دے کر حاصل ضرب پر

اکتفاء کیا جائیگا۵۔

تماثل کی مثال۔ دو نصف۶۔ شوہر اور بہن کے مسئلے میں۔

تداخل کی مثال۔ چھٹا اور تہائی۷۔ ماں، دو اخیافی بھائی یا بہنیں اور ایک سگے یا علاتی بھائی کے مسئلے میں۔

توافق کی مثال۔ چھٹا اور آٹھواں۸۔ ماں، بیوی اور بیٹے کے مسئلے میں۔

تباین کی مثال۔ تہائی اور چوتھائی۔ ماں، بیوی، اور ایک سگے یا علاتی بھائی کے مسئلے میں۔

==

۱۔ مذکر کی مثال۔ دو بیٹے، مونث کی مثال، وہ عورتیں جنھوں نے کسی غلام کو آزاد کیا ہو۔

۲۔ جیسے ایک بیٹا اور ایک بیٹی، ترکہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائیگا بیٹے کا دو اور بیٹی کا ایک

۳۔ جیسے ایک بیٹی اور ایک پوتا کا مسئلہ بیٹی کے فرض یعنی نصف کے مخرج دو سے ہوگا۔ نصف یعنی ایک بیٹی کا باقی نصف یعنی ایک پوتے کا ہوگا۔

۴۔ یا دو سے زیادہ ہوں۔

۵۔ تماثل۔ دو عددوں کا متحد ہونا، تداخل۔ یہ ھیکہ چھوٹا عدد بڑے عدد کو دو یا دو سے زیادہ مرتبہ میں فنا کردے۔ جیسے کہ تین اور چھ۔ توافق۔ یہ ہیکہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں عددوں کو فنا کرے۔ اور جتنی مرتبہ میں فنا کرتا ہے۔ اس کو وفق کہتے ہیں۔ جیسے کہ چھ اور آٹھ، ان دونوں میں توافق ہے کیونکہ ان دونوں کو دو بغیر کسی کسر کے پہلے کو تین مرتبہ میں اور دوسرے کو چار مرتبہ میں فنا کردیتا ہے۔ اس لیے چھ کا وفق تین ہے اور آٹھ کا وفق چار ہے۔ تباین یہ ھیکہ

دونوں کے درمیان نہ تماثل ہو اور نہ توافق ہو۔ جیسے کہ تین اور چار۔

۶۔ دونوں نصف کی اصل دو ہے۔

۷۔ چھٹا کا مخرج چھ اور تہائی کا مخرج تین ہے۔ اور دونوں کے درمیان تداخل کی نسبت ہے اس لیے بڑے مخرج یعنی چھ پر اکتفاء کیا جائیگا۔ اور ماں کا چھ کا چھٹا ایک، دونوں اخیافی بھائی یا بہنوں کا چھ کا تہائی دو ہوگا اور چھ میں سے جو تین باقی بچا وہ حقیقی یا علاتی بھائی کا ہوگا۔

۸۔ چھٹا کا مخرج چھ اور آٹھواں کا مخرج آٹھ ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان توافق کی نسبت ہے کیونکہ ہر ایک عدد دو سے پورا پورا تقسیم ہو جا رہا ہے اس لیے چھ کے وفق تین کو آٹھ میں یا آٹھ کے وفق چار کو چھ میں ضرب دیں گے حاصل ضرب چوبیس ہوگا۔ ماں کا چوبیس کا چھٹا چار، بیوی کا آٹھواں تین ہوگا اور باقی سترہ بیٹے کا ہوگا۔

۹۔ تہائی کا مخرج تین اور چوتھائی کا مخرج چار ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔ اس لیے ایک کو دوسرے میں ضرب دیں گے۔ حاصل ضرب بارہ ہوگا۔ بارہ کا تہائی چار ماں کا، چوتھائی تین بیوی کا اور باقی پانچ بھائی کا ہوگا۔

کسی ایک صنف کے سہام میں کسر واقع ہونے کی صورت میں مسائل کی تصحیح:

بسا اوقات اصل مسئلہ کی تصحیح ۱۔ کی ضرورت پڑتی ہے اور تصحیح کی ضرورت اسی وقت پڑتی ہے جبکہ کسی ایک صنف یا چند صنفوں کے سہام میں کسر واقع ہوتا ہے۔ اگر کسی ایک صنف کے سہام میں کسر واقع ہو تو اس کے سہام اور صنف کے افراد میں نسبت دیکھی جائیگی نسبت یا تو توافق کی ہوگی یا تباین کی ہوگی ۲۔ اگر نسبت توافق کی ہے تو صنف کے عدد کے وفق کو مسئلہ ۳۔ میں

ضرب دیں گے پھر جو حاصل ضرب ہوگا وہی مخرج صحیح ہوگا۔

مثلاً ماں اور چار چچا، اصل مسئلہ تین سے ہوگا، ماں کی تہائی کے بعد جو چار چچا کے لیے بچا اس میں کسر واقع ہو رہا ہے، اور ان دونوں ۴۔ کے درمیان توافق کی نسبت ہے۔ اس لیے چار کے وفق دو کو مسئلہ یعنی تین میں ضرب دیدیں، اب جو حاصل ضرب (یعنی چھ) ہوگا اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی ۵۔

اگر صنف کے افراد کی تعداد اور سہام کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو افراد کی تعداد کو مسئلہ میں ضرب دیدیں پھر جو حاصل ضرب ہوگا وہی مخرج صحیح ہوگا

مثلاً۔ بیوی اور دو حقیقی بھائی۔ اصل مسئلہ چار سے ہوگا۔ بیوی کی چوتھائی کے بعد دونوں بھائیوں کے جو تین سہام باقی بچ رہے ہیں اس میں کسر واقع ہو رہا ہے۔ اور دونوں (یعنی دو اور تین) کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔ اس لیے افراد کی تعداد دو کو مسئلہ چار میں ضرب دیدیں پھر جو حاصل ضرب (یعنی آٹھ) ہوگا اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی ۶۔

====================================

۱۔ تصحیح ایسے عدد کی تحصیل کو کہتے ہیں جس سے ہر وارث کا بغیر کسی کسر کے پورا پورا حصہ نکلے، تصحیح کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے جب کسی صنف کی تعداد پر سہام میں کسر واقع ہو۔

۲۔ کیونکہ تماثل میں بالکل کسر واقع نہیں ہوتا۔ اور تداخل میں بھی جب سہام کی تعداد افراد کی تعداد سے زیادہ ہوتی ہے کسر نہیں ہوتا جیسے کہ چھ سہام تین اشخاص کے لیے، اور جب افراد کی تعداد سہام سے زیادہ ہوتی ہے جیسے کہ تین سہام چھ اشخاص کے لیے، کسر واقع

ہوتا ہے۔لیکن اس وقت تعداد افراد کولیا جاتا ہے جس طرح متوافقین میں کیا جاتا ہے، کیونکہ ہر دو متداخل متوافق بھی ہوتے ہیں۔ دیکھئے جمل ج ۴ ص ۷ ۳

۳۔ اگر عولی ہے تو عول میں۔

۴۔ یعنی دو اور چار۔

۵۔ ماں کا دو، اور چچاؤں کا ایک ایک۔

۶۔ بیوی کا آٹھ کا چوتھائی دو اور باقی چھ دونوں بھائیوں کا تین تین۔

چند صنفوں کے سہام میں کسر واقع ہونے کی صورت میں مسائل کی تصحیح:

اگر دو یا دو سے زیادہ اصناف کے سہام میں کسر واقع ہو تو ہر صنف کے افراد کی تعداد میں نسبت دیکھی جائے گی پھر جس کے سہام اور عدد کے درمیان توافق کی نسبت ہوگی اسکے عدد کو اس کے وفق کی طرف پھیر دیا جائیگا اور جس کے سہام اور عدد کے درمیان تباین کی نسبت ہوگی اس کے عدد کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائیگا۔ پھر اگر دونوں عددوں ۱ میں تماثل ہے تو کسی ایک عدد سے ،تداخل ہے تو بڑے عدد سے، توافق ہے تو ایک کے عدد وفق کو دوسرے میں ضرب کے بعد حاصل ضرب سے، اور تباین ہے تو ایک کو دوسرے میں ضرب کے بعد حاصل ضرب سے مسئلہ میں ضرب دیا جائیگا ۲۔ اور ان تمام صورتوں میں جو حاصل ضرب ہوگا وہی مخرج صحیح ہوگا۔

مثالیں۔(۱) ماں، چھ اخیافی بھائی اور بارہ سگی یا علاتی بہنیں ۳۔

مسئلہ چھ سے اور عول سات سے ہوگا۔ بھائیوں کے دو سہام اور ان کے عدد چھ کے درمیان توافق بالنصف کی نسبت ہے اس لیے ان کے عدد چھ کو عدد وفق تین کی طرف پھیر دیا جائیگا۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

اور بہنوں کے چار سہام اور ان کے عدد بارہ میں توافق بالربع نسبت ہے اس لیے ان کے عدد کو عدد وفق تین کی طرف پھیر دیا جائیگا پھر دونوں عددوں ۴ میں تماثل کی نسبت ہے اس لیے کسی ایک کو سات ۵ میں جو کہ اصل مسئلہ ہے ضرب دیا جائیگا۔ حاصل ضرب اکیس ہوگا اور اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔

سہام	چھٹا ۱	تہائی ۲	دو تہائی ۴	مسئلہ ۷
عدد	ماں	چھ اخیافی بھائی	۱۲ بہنیں	
وفق		۳	۳	۳ (مضروب فیہ)
حاصل ضرب	۳	۶	۱۲	۲۱

(۲) تین بیٹیاں اور تین سگے یا علاتی بھائی ۶۔

مسئلہ تین سے ہوگا۔ بیٹیوں کے دو سہام اور ان کے عدد تین کے درمیان تباین کی نسبت ہے اس لیے ان کے عدد کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائیگا اور بھائیوں کا ایک سہم اور ان کے عدد تین کے درمیان تباین کی نسبت ہے اس لیے ان کے عدد کو بھی اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائیگا۔ اور ان دونوں عددوں (یعنی بیٹیوں کا عدد تین اور بھائیوں کے عدد تین) میں تماثل کی نسبت ہے۔ اس لیے کسی ایک کو تین میں جو کہ اصل مسئلہ ہے ضرب دیا جائیگا ۷، حاصل ضرب نو ہوگا اور اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔

سہام	دو تہائی ۲	باقی ۱	مسئلہ ۳

عدد	۳ بیٹیاں	۳ بھائی	۳ (مضروب فیہ)
حاصل ضرب	۶	۳	۹

(۳) چھ بیٹیاں اور تین سگے یا علاتی بھائی ۸ ہے۔

مسئلہ تین سے ہوگا بیٹیوں کے دو سہام اور ان کے عدد چھ میں توافق بالنصف کی نسبت ہے اس لیے ان کے عدد چھ کو عدد وفق تین کی طرف پھیر دیا جائے گا اور بھائیوں کے ایک سہم اور ان کے عدد تین میں تباین کی نسبت ہے اس لیے اسے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائیگا اور ان دونوں عددوں (یعنی وہ تین جو چھ کا وفق ہے اور وہ تین جسے اپنی حالت پر چھوڑ دیا گیا ہے) میں تماثل کی نسبت ہے لہذا کسی ایک کو تین میں جو کہ اصل مسئلہ ہے ضرب دیا جائیگا اور حاصل ضرب یعنی نو سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔

سہام	دوتہائی ۲	باقی ۱	مسئلہ ۳
عدد	۶ بیٹیاں	۳ بھائی	......
وفق/مباین	۳ (وفق)	۳ (مباین)	۳ (مضروب فیہ)
حاصل ضرب	۶	۳	۹

(۴) چار بیویاں، تین بیٹیاں اور بارہ چچا ۹ ہے۔

مسئلہ ۲۴ سے ہوگا بیویوں کا تین سہام، بیٹیوں کا سولہ سہام اور چچاؤں کا پانچ سہام۔ ان سہام میں سے ہر ایک میں اور ان کے عدد میں تباین کی نسبت ہے اس لیے ہر عدد کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائیگا لیکن ان سب عددوں کا آپس میں تداخل ہے ۱۰ اس لیے سب سے بڑے عدد کو مسئلہ میں (یعنی بارہ کو چوبیس میں) ضرب دیا جائیگا حاصل ضرب دو سو اٹھاسی ہوگا اور اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔

سہام	آٹھواں ۳	دوتہائی ۱۶	باقی ۵	مسئلہ ۲۴
عدد	۴ بیویاں	۳ بیٹیاں	۱۲ چچا	۱۲ (مضروب فیہ)
حاصل ضرب	۳۶	۱۹۲	۶۰	۲۸۸
ہر ایک کا ماحصل	۹	۶۴	۵	......

(۵) نو بیٹیاں، چھ جدات، ایک سگا بھائی ۱۱ ہے۔

مسئلہ چھ سے ہوگا۔ بیٹیوں کا چار سہام، جدات کا ایک سہم اور بھائی کا بھی ایک سہم۔ بیٹیوں اور جدات کے سہام اور ان کے عدد کے درمیان تباین کی نسبت ہے اس لیے ان کے عددوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائیگا اور ان دونوں عددوں (یعنی بیٹیوں کا عدد چھ اور جدات کا عدد نو) میں توافق بالثلث کی نسبت ہے لہذا سب سے پہلے کسی ایک کے وفق کو دوسرے میں ضرب دیا جائیگا پھر حاصل ضرب یعنی اٹھارہ کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا جائیگا حاصل ضرب ایک سو آٹھ ہوگا اور اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔

سہام	دوتہائی ۴	چھٹا ۱	باقی ۱	مسئلہ ۶
عدد	۹ بیٹیاں	۶ جدات	۱ بھائی	
وفق	۳	۲	......	۱۸ (مضروب فیہ)
حاصل ضرب	۷۲	۱۸	۱۸	۱۰۸
ہر ایک کا ماحصل	۸	۳	۱۸	......

(٦) پانچ بیٹیاں تین جدات اور ایک سگا بھائی ۱۲ اے۔

مسئلہ چھ سے ہوگا بیٹیوں کا چار سہام، جدات کا ایک سہم اور بھائی کا بھی ایک سہم۔ بیٹیوں کے اور جدات کے سہام اور ان کے عدد کے درمیان تباین کی نسبت ہے اس لیے ان کے عدد کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائیگا اور ان دونوں عددوں (یعنی پانچ اور تین) میں تباین کی نسبت ہے اس لیے سب سے پہلے ایک کو دوسرے میں ضرب دیا جائیگا پھر حاصل ضرب یعنی پندرہ کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا جائیگا حاصل ضرب نوے ہوگا اور اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔

سہام	دوتہائی ۴	چھٹا ۱	باقی ۱	مسئلہ ۶
عدد	۵ بیٹیاں	۳ جدات	۱ بھائی	۱۵ (مضروب فیہ)
حاصل ضرب	۶۰	۱۵	۱۵	۹۰
ہر ایک کا ماحصل	۱۲	۵	۱۵	......

....

ا ۔ جن دونوں کو ان کے وفق کی طرف پھیرا گیا ہے یا دونوں کو ان کے حال پر باقی رکھا گیا ہے یا ایک کو وفق کی طرف پھیرا گیا ہے اور دوسرے کو اس کے حال پر باقی رکھا گیا ہے۔

۲ ۔ عولی ہے تو عول میں۔

۳ ۔ ماں کے لیے چھٹا، بھائیوں کے لیے تہائی اور بہنوں کے لیے دوتہائی۔

۴ ۔ یعنی وہ دونوں عدد جن کے سہام میں کسر واقع ہوا ہے، وہ دونوں عدد چھ اور بارہ ہیں، اور وفق کی طرف پھیرنے کے بعد دونوں کے درمیان تماثل کی نسبت ہوگی۔

۵ ۔ پھر ہر فریق کے سہام میں ضرب دیا جائے گا۔

٦ ۔ بیٹیوں کے لیے دوتہائی اور بھائیوں کے لیے باقی۔

۷ ۔ یوں ہی صنف کے سہام میں ضرب دیا جائے گا۔

۸ ۔ بیٹیوں کے لیے دوتہائی اور بھائیوں کے لیے باقی۔

۹ ۔ بیویوں کے لیے آٹھواں، بیٹیوں کے لیے دوتہائی اور چچاؤں کے لیے باقی۔

۱۰ ۔ یوں کہ چار اور تین، بارہ میں داخل ہیں

۱۱ ۔ بیٹیوں کے لیے دوتہائی، جدات کے لیے چھٹا اور بھائیوں کے لیے باقی۔

۱۲ ۔ بیٹیوں کے لیے دوتہائی، جدات کے لیے چھٹا اور بھائیوں کے لیے باقی۔

اہل فروض کے حالات

(۱) شوہر۔ اس کی دو حالتیں ہیں۔ (ا) نصف۔ فرع ا ۔ کے نہ ہونے کے وقت (۲) چوتھائی۔ فرع کے ساتھ۔

(۲) بیوی ۲ ۔ اس کی دو حالتیں ہیں۔ (ا) چوتھائی۔ فرع کے نہ ہونے کے وقت۔ (ب) آٹھواں۔ فرع کے ساتھ

(۳) باپ۔ اس کی تین حالتیں ہیں۔ (ا) صرف چھٹا۔ فرع کے ساتھ (ب) صرف عصبہ۔ فرع کے نہ ہونے کے وقت

(ج) چھٹا اور عصبہ۔ بیٹی یا پوتی کے ساتھ۔ چھٹا فرض کی وجہ سے اور بیٹی یا پوتی کے فرض کے

بعد باقی عصبہ ہونے کی وجہ سے۔

(۴) ماں۔ اس کی تین حالتیں ہیں۔ (ا) تہائی۔ فرع اور ایک سے زیادہ بھائی بہنوں ۳؎ کے نہ ہونے کے وقت (ب) چھٹا۔ فرع یا ایک سے زیادہ بھائی بہنوں کے ساتھ۔

(ج) فرض کے بعد مابقیہ کا تہائی۔ ان دو مسئلوں میں۔ (ا) ماں، باپ اور شوہر کے ساتھ ہو یا (۲) ماں، باپ اور بیوی کے ساتھ۔

(۵) بیٹی۔ اس کی تین حالتیں ہیں۔ (ا) نصف۔ صرف ایک بیٹی ۴؎ ہونے کے وقت (ب) دوتہائی۔ ایک سے زیادہ ہونے کے وقت (ج) عصبہ۔ اپنے بھائی کے ساتھ۔

(۶) پوتی۔ اس کی چار حالتیں ہیں۔ (ا) صرف ایک پوتی ہونے کے وقت (ب) ایک سے زیادہ ہونے کے وقت (ج) چھٹا ۵؎۔ ایک صلبی بیٹی کے ساتھ۔

(د) عصبہ۔ اپنے بھائی کے ساتھ۔

(۷) سگی بہن۔ اس کی تین حالتیں ہیں۔ (ا) نصف۔ صرف ایک ہونے کے وقت (ب) دوتہائی۔ ایک سے زیادہ ہونے کے وقت (ج) عصبہ۔ اپنے بھائی کے ساتھ۔

(۸) علاتی بہن۔ اس کی چار حالتیں ہیں۔ (ا) نصف صرف ایک ہونے کے وقت (ب) دوتہائی۔ ایک سے زیادہ ہونے کے وقت (ج) چھٹا۔ ایک سگی بہن کے ساتھ (د) عصبہ۔ اپنے بھائی کے ساتھ۔

(سگی بہنیں پھر علاتی بہنیں، بیٹیوں کے ساتھ عصبہ ہوجاتی ہیں۔ اس لیے بیٹیوں کے فرض کے بعد جو باقی بچے گا ان کا ہوگا۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

(۹) دادا۔ دادا کے مختلف حالات ہیں جن کا بیان عنقریب آرہا ہے۔

(۱۰) جدہ۔ جدہ کا چھٹا حصہ ہے۔ اگر وہ متعدد ہوں تو سب اسی چھٹے میں شریک رہیں گی۔

(۱۱) اخیافی بھائی، بہن۔ ان کی دو حالتیں ہیں۔ (ا) چھٹا۔ صرف ایک ہونے کے وقت (ب) تہائی۔ ایک سے زیادہ ہونے کے وقت۔

====================================

۱؎ یعنی ولد اور ولد الابن۔

۲؎ بیوی ایک ہو یا چند ہوں سبھی اسی چوتھائی یا آٹھویں میں شریک رہیں گی۔

۳؎ خواہ وہ بھائی بہن سگے ہوں، علاتی ہوں یا اخیافی ہوں

۴؎ اس کی بہن اور بھائی نہ ہوں۔

۵؎ پوتی ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں۔ سبھی پوتیاں اسی چھٹے میں شریک رہیں گی۔ ایک سے زیادہ صلبی بیٹیوں کے ساتھ پوتیوں کے لیے کچھ بھی حصہ نہیں جبکہ ان کو کوئی عصبہ بنانے والا نہ ہو۔

====================================

داداکے حالات:

(ا) عصبہ۔ بیٹا، پوتا، بھائی اور بہنوں کے نہ ہونے کے وقت۔

اگر وہ تنہا ہے تو پورے مال کو لے گا۔ اور بیٹی یا پوتی کے ساتھ چھٹا فرض کی وجہ سے، اور بقیہ عصبہ ہونے کی وجہ سے۔

(۲) چھٹا۔ بیٹے یا پوتے کے ساتھ جبکہ بھائی اور بہنیں نہ ہوں۔

(۳) اگر دادا کا حصہ تہائی سے کم نہیں ہو رہا ہے تو وہ (دادا) بھائی اور بہنوں کے ساتھ للذ کر مثل حظ الانثیین کی نسبت سے تقسیم کرے گا ۱؎۔ اور اگر تہائی سے کم ہو جا رہا ہے تو اسے تہائی بطور فرض دیا جائیگا ۲؎۔

(۴) بھائی، بہنوں کے ساتھ اور بیٹا، پوتا کے علاوہ کسی اہل فرض کے ساتھ تین امور میں سے جو زیادہ ہوگا وہ ملے گا۔ (۱) پورے ترکہ کا چھٹا (۲) فرض کے بعد باقی بچے ہوئے کا تہائی (۳) مقاسمہ۔

لہٰذا دو بیٹیاں، دو بھائی اور دادا کے مسئلے میں دادا کے لیے چھٹا حصہ بہتر ہے ۳؎، اور بیوی، تین بھائی اور دادا کے مسئلے میں دادا کے لیے بچے ہوئے کا تہائی بہتر ہے ۴؎ اور شوہر، ایک بھائی اور دادا کے مسئلے میں دادا کے لیے مقاسمہ بہتر ہے ۵؎۔

بسا اوقات دادا کے لیے صرف چھٹا بچتا ہے اس وقت بھائی اور بہن ساقط ہوجاتے ہیں۔

جیسے دو بیٹیاں، ماں، دادا اور بھائی۔ مسئلہ چھ سے ہوگا، دو بیٹیوں کا تہائی، ماں کا چھٹا، اور دادا کا بھی چھٹا۔

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دادا کے لیے فرض کے بعد چھٹا سے کم یا کچھ بھی نہیں بچتا۔ ان دونوں صورتوں میں دادا کو چھٹا دیا جاتا ہے اور مسئلہ عائلہ ہوجاتا ہے۔ اور بھائی بہن ساقط ہوجاتے ہیں۔

پہلے کی مثال۔ دو بیٹیاں، شوہر، دادا اور ایک بھائی ۶؎۔ اور دوسرے کی مثال شوہر، ماں، دادا اور ایک بھائی ۷؎۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

دادا بہنوں کے ساتھ بھائی ہی کی طرح ہوتا ہے۔ اس لیے انہیں دادا کے ساتھ صرف ایک مسئلہ شوہر، ماں، دادا اور سگی یا علاتی بہن ۸؎، میں حصہ ملتا ہے۔ اصل مسئلہ چھ سے ہوگا۔ شوہر کا نصف، ماں کا تہائی، دادا کا چھٹا اور بہن کے لیے کچھ بھی نہیں بچا اور نہ بہن کے لیے کوئی حاجب ہے اور نہ عصبہ بنانے والا اس لیے بہن کو نصف دیا جائیگا۔ مسئلہ نو سے عولی ہوگا اور مسئلہ کی تصحیح ستائیس سے ہوگی ۹؎۔ شوہر کا نو، ماں کا چھ دادا اور بہن کا للذ کر مثل حظ الانثیین کی نسبت سے بارہ۔

==============================

۱؎۔ اس طور پر کہ بھائی، بہنوں کے تعداد دونا ہو یا دونا سے کم ہو۔ اگر وہ دونا سے کم ہیں تو مقاسمہ سے دادا کا حصہ تہائی سے زیادہ ہوگا۔ جیسے دادا اور ایک بہن۔ اس مسئلہ میں دادا کا حصہ دو تہائی ہوگا۔

دادا اور ایک بھائی۔ اس مسئلہ میں دادا کا حصہ نصف ہوگا

دادا، ایک بھائی اور ایک بہن۔ اس مسئلہ میں دادا کا حصہ دو پانچواں ہوگا اور یہ (یعنی دو پانچواں) تہائی سے زیادہ ہے کیونکہ مسئلہ پندرہ سے ہوگا اور پندرہ کا دو پانچواں چھ اور دو تہائی پانچ ہے۔

اگر بھائی بہنوں کی تعداد دادا کا دونا ہے تو مقاسمہ اور تہائی مال دونوں برابر ہوں گے جیسے دادا اور دو بھائی۔

	دادا	بھائی	مسئلہ

تہائی	۱	۲	۳
مقاسمہ	۱	۲	۳

اور جیسے دادا، ایک بھائی اور دو بہنیں۔

	داد	بھائی	دو بہنیں	مسئلہ	تصحیح
تہائی	۲	۲	۲	۳	۶
مقاسمہ	۲	۲	۲	۶	......

اور اگر بھائی بہنوں کی تعداد، دادا کے دو نے سے زیادہ ہوں تو دادا کو تہائی مال ملے گا، کیوں کہ مقاسمہ کی صورت میں اس کا حصہ تہائی مال سے کم ہو جائے گا۔

	دادا	پانچ بہنیں	مسئلہ
تہائی	۱	۲	۳
مقاسمہ	۲	۵	۷

۲۔ اور باقی للذکر مثل حظ الانثیین کی نسبت سے بھائی بہنوں کا ہوگا۔

۳۔

	دو بیٹیاں	دو بھائی	دادا	مسئلہ
ثلث باقی	۶	۲	۱	۹
مقاسمہ	۶	۲	۱	۹

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

چھٹا	۸	۲	۲	۱۲

۴۔

	بیوی	تین بھائی	دادا	مسئلہ
ثلث باقی	۳	۶	۳	۱۲
مقاسمہ	۴	۹	۳	۱۶
چھٹا	۹	۲۱	۶	۳۶

۵۔

	بیوی	تین بھائی	دادا	مسئلہ
ثلث باقی	۳	۲	۱	۶
مقاسمہ	۲	۱	۱	۴
چھٹا	۳	۲	۱	۶

۶۔

اصناف	دو بیٹیاں	شوہر	دادا	بھائی	مسئلہ
فروض	دو تہائی	چوتھائی	چھٹا	_	۱۲
سہام	۸	۳	۲	_	عول ۱۳

۷۔

اصناف	دو بیٹیاں	شوہر	ماں	دادا	بھائی	مسئلہ
فروض	دوتہائی	چوتھائی	چھٹا	چھٹا	_	۱۲
سہام	۸	۳	۲	۲	_	عول ۱۵

اگر دادا کے ساتھ سگے بھائی اور علاتی بھائی جمع ہو جائیں تو علاتی بھائی کو دادا کے حق میں مقاسمہ کے وقت سگا شمار کیا جائیگا۔ پھر اگر سگے میں کوئی مذکر ہے تو باقی ترکہ سگے بھائیوں کا ہو۔ اور علاتی بھائی ساقط ہو جائیں گے۔ جیسے دادا ایک سگا بھائی اور ایک علاتی بھائی۔ مسئلہ ۳ سے ہوگا، دادا کا ایک اور سگے بھائی کا دو۔ ایک قسمت سے خود اس کا حصہ اور قسمت سے علاتی بھائی کا ایک (کیونکہ سگا بھائی علاتی بھائی کو مجحوب کر دیتا ہے اس لیے علاتی بھائی کا نفع اسی کی طرف لوٹ آئے گا)۔

اور اگر سگے میں مذکر نہ ہو بلکہ ایک یا ایک سے زیادہ سگی بہنیں ہوں تو ایک سگی بہن کے نصف کو علاتی بھائی پورا کرے گا اور باقی اس کا (علاتی بھائی کا) ہوگا۔ دو یا دو سے زیادہ سگی بہنوں کا دوتہائی علاتی بھائی مکمل کرے گا اس لیے اس کے لیے (یعنی علاتی بھائی کے لیے کچھ نہیں بچے گا)۔

پہلے کی مثال۔ دادا، ایک سگی بہن اور ایک علاتی بہن۔ اصل مسئلہ پانچ سے اور تصحیح مسئلہ دس سے ہوگا۔ دادا کا چار اور سگی بہن مقاسمہ سے دو لے گی پھر علاتی بھائی اپنے چار (سہام) میں سے تین، بہن کو دے گا تا کہ بہن کا نصف مکمل ہو جائے اور خود علاتی بھائی ایک سہم لے گا۔

دوسرے کی مثال۔ دادا، دو سگی بہنیں اور ایک علاتی بھائی۔ اصل مسئلہ چھ سے ہوگا۔ دادا کا دو، دونوں بہنیں مقاسمہ میں دو لیں گی پھر بہنوں کو علاتی بھائی مقاسمہ سے اپنا حصہ دو

دے گا ان کا دوتہائی مکمل ہو جائے پھر علاتی بھائی کے لیے کچھ نہیں رہے گا۔

۸ ـ اس مسئلہ کو مسئلہ اکدریہ کہا جاتا ہے۔

۹ ـ یوں کہ شوہر اور ماں کے فرض کے بعد نو میں سے جد اور بہن کے لیے چار بچا، اور چار کو جد اور بہن کے درمیان مذکر کے لیے مؤنث کا دونا کی نسبت سے تقسیم کیا گیا تو ان کے سہام میں کسر واقع ہوا اس لیے نو میں تین سے ضرب دیا گیا حاصل ضرب ستائیس ہوا۔

===

وصیت:

وصیت۔ وصیت کا لغوی معنی ایصال (پہونچانا) ہے اور شرعاً موت کے بعد کی طرف منسوب کرتے ہوئے کسی حق کے تبرع کو وصیت کہا جاتا ہے۔ وصیت سنت مؤکدہ ا؎ ہے اور اپنے مال کے تہائی سے زائد کی وصیت مکروہ ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"ماحق امرئ مسلم له شئی یوصیی فیه یبیت لیلة اور لیلتین الا وصیته مکتوبة عند راسه۔" (بخاری ومسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلم کے پاس وصیت کے لائق کوئی چیز ہو اس کا حق یہی ہے کہ وہ ایک یا دو رات اس حالت میں گذارے کہ اس کے سر کے پاس وصیت لکھی ہوئی موجود ہو ۲؎۔ بخاری ومسلم۔

وصیت کے ارکان:۔ وصیت کے ارکان چار ہیں (۱) موصی (وصیت کرنے والا)

(۲) موصیٰ لہ (جس کے لیے وصیت کی گئی ہے) (۳) موصیٰ بہ (جس چیز کی وصیت کی گئی ہے) (۴) صیغہ

شرائط:۔ وصیت کی شرطیں چھ ہیں ۔(۱) موصی کا مکلف، آزاد اور مختار ہونا۔(۲) موصیٰ لہ ۳؎ کا معصیت نہ ہونا(۳) اگر موصیٰ لہ جہت نہ ہوتا تو اس کا موجود، معین اور مالک بننے کا اہل ہونا ۴؎ (۴) موصی بہ مباح ہو اور وہ نقل کو قبول کرتا ہو ۵؎۔

(۵) صیغہ میں ایسے لفظ کا ہونا جو صراحتاً یا کنایۃً وصیت کا پتہ دیتا ہو۔صریح کی مثال۔

"میں نے اس کے لیے اس کی وصیت کی" اور کنایہ کی مثال۔ ''میرے مال میں سے وہ اس کے لیے ہے،، ۶؎ ۔کنایہ ہی میں کتابت بھی داخل ہے۔لہذا نیت کے ساتھ کتابت سے وصیت منعقد ہو جائے گی۔(۶) موصی کی موت کے بعد ہی موصی لہ معین کا قبول کرنا۔ اگر موصی لہ معین نے قبول کر لیا تو موت سے اس کی ملکیت ظاہر ہوگی۔اور اگر موصی لہ غیر معین ہو تو اس میں قبول کرنے کی شرط نہیں بلکہ موت سے وصیت لازم ہو جائے گی۔

==

۱؎۔سنت مؤکدہ اس وقت ہے جبکہ موصی لہ قربت ہو۔اور اگر مباح ہو جیسے مالداروں کے لیے وصیت تو مباح ہے۔

۲؎۔یعنی جس مسلمان کے پاس وصیت کے لائق کوئی چیز ہو اس کے لیے سمجھداری کی بات یہی ہے کہ وہ اسی حالت میں رات گزارے۔

۳؎۔خواہ موصی لہ معین ہو جیسے زید یا جہت ہو جیسے فقراء

۴؎۔" موصی لہ کا معصیت نہ ہونا" موصی لہ کے لیے شرط ہے خواہ موصی لہ جھت ہو یا غیر جھت ۔اور" موصی لہ کا موجود، معین اور مالک ہونے کا اہل ہونا" موصی لہ کے لیے شرط

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

ہے جبکہ موصی لہ غیر جہت ہو۔لہذا آئندہ ہونے والے حمل کے لیے وصیت درست نہیں اور نہ ہی ان دو میں کسی ایک شخص کے لیے اور نہ میت کے لیے درست ہے۔ہاں اس حمل کے لیے وصیت صحیح ہے جو حمل وصیت کرتے وقت موجود ہو۔

۵؎۔مالک ہو کر یا خاص کر کے

۶؎۔کنایہ نیت کا محتاج ہوتا ہے۔اگر کسی نے کہا کہ" میری موت کے بعد وہ اس کے لیے ہے" تو یہ صریح ہے کنایہ نہیں۔

==

وصیت کے احکام:

مستحب یہ کہ اپنے مال کے تہائی سے زائد کی وصیت نہ کی جائے۔اگر کوئی وارث ۱؎ وصیت کو رد کر دے تو تہائی سے زائد میں وصیت باطل ہو جائیگی۔اور اگر کوئی وارث جائز رکھے تو تہائی سے زائد کے اس کے حصہ میں وصیت صحیح ہے۔موصی کے وارث کے لیے وصیت موصی کی موت کے بعد باقی ورثہ کی اجازت کے ساتھ صحیح ہے۔اگر کسی نے سنگین بیماری میں تبرع ۲؎ کیا اور اسی بیماری میں مر گیا تو تہائی سے زائد میں وہ تبرع باطل ہوگا۔

اگر تہائی مال اس کے تبرعات سے کم پڑ جائے تو بالترتیب پہلا، دوسرا تیسرا......الخ مقدم ہوگا۔اگر چند تبرعات ایک ہی ساتھ واقع ہوئے ہوں تو تہائی مال سب کے درمیان برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔

اگر اپنے پڑوسیوں کے لیے وصیت کی تو ہر طرف سے چالیس چالیس گھر کے لیے وصیت ہوگی۔پھر اگر ہر ایک کو کم سے کم مال (یعنی جسے مال کہا جا سکتا ہے) حاصل ہو سکے تو ایک سو

ساٹھ پورا کرنا واجب ہے ۳؎ ورنہ (یعنی اگر ہر ایک کو کم سے کم مال حاصل نہ ہو سکے تو) جو سب سے قریب ہوگا وہ مقدم ہوگا پھر اس کے بعد جو قریب ہوگا (علی ھذا القیاس) اگر کسی نے علماء کے لیے وصیت کی تو یہ وصیت محدث، مفسر اور فقیہ کے لیے ہوگی اور ان میں ہر قسم سے تین کفایت کرے گا۔ اور اگر جاہل ترین انسان کے لیے وصیت کی تو یہ وصیت بت کے پجاریوں کے لیے ہوگی اگر جاہل ترین مسلمان کے لیے وصیت کی تو یہ ان لوگوں کے لیے ہوگی جو صحابہ کرام کو برا بھلا کہتے ہیں۔

وصیت سے رجوع کر لینے سے وصیت باطل ہو جاتی ہے۔ اور رجوع "میں نے اس سے (وصیت سے) رجوع کیا" جیسے الفاظ اور ہر تصرف لازم ناجز (فوراً نافذ ہونے والے) مثلاً بیچنے، بیچنے کے لیے پیش کرنے، پودا لگانے، عمارت بنانے اور دوسری چیزوں میں ملانے سے حاصل ہوتا ہے۔ میت کی طرف سے صدقہ کرنے اور اس کے لیے دعا کرنے سے بالاجماع اسے فائدہ پہونچتا ہے۔ یونہی مختار مذہب پر پڑھنے سے (بھی فائدہ پہنچتا ہے) اور اسی پر لوگوں کا عمل ہے۔

==========

۱؎۔ اگر وارث اجازت دینے کا اہل نہ ہو تو اگر اہل ہونے کی توقع ہے تو یہ وصیت موقوف رہے گی۔ اور اگر اہل ہونے کی توقع نہ ہو جیسے وہ پاگل جس کے افاقہ کی امید نہ ہو تو وصیت باطل ہو جائے گی۔

۲؎۔ وقف کر کے، آزادی دے کر، اور صدقہ وغیرہ کر کے۔

۳؎۔ یعنی اگر مال موصی بہ ایک سو ساٹھ کی وسعت رکھتا ہو۔

ودیعت ۱؎ (امانت):

جائز التصرف کی طرف سے کسی محترم چیز کا ودیعت کے طور پر جائز التصرف کے پاس رکھنا، اس طرح کہ ایک کی طرف سے لفظ ہو خواہ وہ لفظ صریح ہو جیسے "میں نے یہ تجھے ودیعت کے طور پر دی" یا نیت کے ساتھ کنایہ ہو جیسے "اسے لے لو" اور دوسری طرف سے رد نہ ہو صحیح ہے۔

اگر کوئی بچہ، پاگل یا بیوقوف کسی کامل کو کوئی چیز ودیعت کے طور پر دے تو وہ اسے قبول نہ کرے اگر اس نے قبول کر لیا تو وہ چیز اس کے ضمان میں آ گئی اور وہ جب تک اسے اس کے ولی کو لوٹا نہ دے اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کسی کامل نے ناقص کے پاس ودیعت رکھی تو وہ (ناقص) سوائے تلف کر دینے کے، ضامن نہیں ہوگا۔

جس شخص کو ودیعت کی چیز کی حفاظت کرنے پر قدرت ہو اور اپنی امانت پر بھروسہ ہو اس کو ودیعت قبول کر لینا مستحب ہے ۲؎۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "**ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا**،، بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔ کنزالایمان)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "**ادالامانة الی من ائتمنک ولا تخن من خانک**" (جو تمہارے پاس امانت رکھے اسے امانت کو سپرد کر دو جو تجھ سے خیانت کرو اس کے ساتھ خیانت نہ کرو)

ودیع (جس کے پاس امانت رکھی گئی ہے) پر عذر مثلاً سفر اور سنگین بیماری، کے وقت ودیعت کو اس کے مالک یا اس کے وکیل کے پاس، پھر قاضی پھر کسی امانت دار شخص کو لوٹانا واجب ہے۔ ودیع کا قبضہ امانت کا قبضہ ہے اس لیے ودیع ضامن نہیں ہوگا۔ ہاں تفریط (کوتاہی) مثلاً بغیر

اجازت اور عذر ۳ے کے دوسرے کے پاس ودیعت رکھنے، یا ودیعت کو ایسی جگہ رکھنے جو حرز مثل نہ ہو، مالک کے طلب کرنے کے وقت ودیعت سپرد کرنے میں تاخیر کرنے، پہن کر اور سوار ہو کر اس سے نفع اٹھانے یا ایسی چیز کے دفع کو ترک کرنے جس سے ودیعت تلف ہو سکتی ہے، ضامن ہوگا۔

وادع اور ودیع ہر کو ایک جب چاہے ودیعت فسخ کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی مر گیا، پاگل ہو گیا یا بے ہوش ہو گیا تو ودیعت فسخ ہو جائے گی۔ ودیعت سے انکار کرنے، رد کرنے، اور تلف ہو جانے میں یمین کے ساتھ ودیع کی تصدیق کی جائے گی۔

==============================

۱ے۔ ودیعت۔ ودیعت کے عقد کو بھی کہا جاتا ہے اور اس چیز کو بھی ودیعت کہتے ہیں جس کو ودیعت میں رکھی جائے۔

۲ے۔ اور جو حفاظت کرنے سے عاجز ہو اسے قبول کرنا حرام ہے اور جو حفاظت کرنے پر قادر ہو مگر اپنی امانت پر مطمئین نہ ہو اسے قبول کرنا مکروہ ہے۔

۳ے۔ عذر جیسے کہ وہ مذکورہ لوگوں کو سفر یا مرض کے وقت لوٹانے سے عاجز ہے۔

==============================

نکاح:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کے اندر اس کی اور اس کے نسل کی صلاح کے لیے کچھ نفسانی فطرتیں رکھی ہے۔ انہیں فطرتوں میں شہوت جنسیہ اور شہوت فرجیہ بھی ہے۔

اللہ کے دین نے ان فطرتوں کو نہ تو بغیر کسی حد اور قید کے بالکل آزاد چھوڑا ہے کہ انسان پستی میں گر کر حیوان کے درجہ تک پہونچ جائے اور شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن کر رہ جائے

اور نہ ان فطرتوں کو معطل اور محروم کر رکھا ہے کہ انسان راہبوں کی طرح گوشہ نشیں اور معطل ہو جائے۔ بلکہ اسلام نے انسان کو اس افراط اور تفریط کے درمیانی راہ پر چلایا ہے۔ چنانچہ ان فطرتوں کے لیے حد بندی اور مقید کرنے کے بعد ان کے استعمال کا حکم دیا کہ یہ فطرتیں انہیں حدود اور قیود کے اندر اور دائرہ میں رہ کر سیر وتفریح کریں۔ اسی لیے نکاح کو مشروع کیا اور زنا سے منع کیا ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ **"ومن اٰیته ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودةورحمة،ان فی ذالک لاٰیات لقوم یتفکرون"** ۱ے

(اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی بیشک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے۔ کنز الایمان)۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ **"یا معشر الشباب من استطاع منکم البائة فلیتزوج فانه اغض للبصرواحصن للفرج"**۔ بخاری ومسلم

(اے نوجوانو تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا ہے)

نکاح کا لغوی معنی ملانا اور وطی کرنا ہے، اور اصطلاح شرع میں نکاح ایسا عقد ہے جو شوہر بیوی میں سے ہر ایک کو کسی ایک کی موت تک لطف اندوزی کی اباحت کو شامل ہوتا ہے ۲ے۔

اور طلاق وغیرہ سے اس کا توڑنا جائز ہے۔ نکاح کے آرزومند اور اس کے خرچ ۳ے پر قادر مردوں کے لیے نکاح کرنا سنت ہے اور یونہی نکاح کے خواہاں، نفقہ کی محتاج اور زنا سے

خائفہ عورتوں کے لیے نکاح کرنا سنت ہے۔ نکاح کے فوائد بہت ہیں مثلاً سنت کا اتباع، لذت کی تکمیل، دین کی حفاظت اور نسل کی بقاء۔

==

ا۔ سورہ روم آیت نمبر ۲۱

۲۔ استمتاع (لطف اندوزی) کے علاوہ آثار نکاح مثلاً غسل دینا وارث ہونا موت کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔

۳۔ یعنی مہر، تمکین (قدرت دینے) کے موسم کا کپڑا اور تمکین کے دن اور رات کا نفقہ۔

اگر نکاح کے آرزومند، قادر نے نکاح کرنے کی نذر مانی تو نکاح کرنا واجب ہے اور غیر آرزومند خرچ سے عاجز کے لیے نکاح کرنا مکروہ ہے۔ نکاح کے خواہاں خرچ سے عاجز کو نکاح ترک کردینا مندوب ہے اور وہ اپنی شہوت کو روزہ رکھکر توڑے نہ کہ دوا کے ذریعہ۔

==

سفاح (زنا):

زنا حرام اور مہلک اعمال ہے۔ کیونکہ یہ ایسی برائی ہے جس سے نسب آپس میں خلط ملط ہوجاتے ہیں حرمتوں کا پردہ چاک ہوجاتا ہے اخلاق منہدم ہوجاتے ہیں خاندانوں کی گرہیں کھل جاتی ہیں اور بیماریاں پھیل جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **"ولاتقربوا الزنا انه كان فاحشة وساء سبيلا"** ا۔ (اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔ کنزالایمان)

اسلام نے زنا کو صرف حرام ہی قرار دینے پر اکتفاء نہیں کیا ہے بلکہ زنا کے سبھی دروازوں کو

بند اور تمام اسباب کو منقطع کر دیا ہے۔ چنانچہ اسلام نے دیکھنا چھونا، تنہائی میں رہنا، غیر شوہر کے لیے زینت کرنا اور آپس میں اختلاط جیسے ان تمام وسائل اور ذرائع کو حرام قرار دیا ہے جو زنا تک پہونچانے والے ہیں۔

لہٰذا مرد کو اگرچہ وہ بہت بوڑھا ہی کیوں نہ ہو کسی اجنبیہ مشتہات (شہوت والی) عورت کے بدن کے کسی حصہ کو قصداً دیکھنا حرام ہے اگرچہ وہ عورت بدصورت یا بوڑھی ہی کیوں نہ ہو یا یہ دیکھنا بغیر شہوت کے ہو یا وہ شخص فتنہ سے مامون ہو۔ یونہی یہ حکم معتمد مذہب پر عورت کا بھی اجنبی مرد کے بدن کے کسی حصہ کو قصداً دیکھنے کا ہے۔

ارشاد باری ہے۔ **"قل للمومنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذالك ازكى لهم ان الله خبير بما يصنعون، وقل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن ويحفظن فروجهن ولايبدين زينتهن الا ماظهر منها وليضربن بخمرهن على جيوبهن"** ۳۔ (مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔ اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں" کنزالایمان)

لواطت، سحاق ۴۔ اجنبی خوبصورت امرد کے بدن کے کسی حصہ کو قصداً دیکھنا، اس کو چھونا اور دو مردوں یا دو عورتوں کا برہنہ ایک بستر میں لیٹنا اگرچہ ایک دوسرے سے مس نہ ہوں، حرام ہے، اور جس چیز کا دیکھنا حرام ہے اس کا چھونا بھی حرام ہے ۵۔ اور ہر وہ جس کا متصلاً

دیکھنا حرام ہے جیسے عورت کے بال، مرد کے پیڑو کے بال، اس کا منفصلاً دیکھنا بھی حرام ہے لہذا ان کا (یعنی عورت کے بال اور پیڑو کے بال کا) چھپانا واجب ہے۔ اور جو چیزیں کام کے وقت ظاہر نہیں ہوتی ہیں ان چیزوں کا مسلمان عورت پر کافرہ عورت سے اور پاکباز عورت پر فاسقہ عورت سے چھپانا واجب ہے ۶۔ اور جب عورت کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے تو عورت کے لیے اپنی آواز کو بھونڈی بتانا مستحب ہے۔ لہذا عورت نرم آواز سے جواب نہ دے بلکہ اپنے منہ پر ہتھیلی کی پشت رکھ کر اپنی آواز کو موٹی بنائے ۷۔

==========

۱۔ سورہ اسراء آیت نمبر ۳۲

۲۔ غیر مشتہات چھوٹی بچی کو دیکھنا سوائے شرم گاہ کے حلال ہے اور ماں وغیرہ کے علاوہ کو بچی کی شرم گاہ دیکھنا حرام ہے۔ اور ماں وغیرہ کو دودھ پلانے اور تربیت کے زمانہ میں ضرورت کے لیے چھوٹے بچے اور بچی کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے۔

۳۔ سورہ نور آیت نمبر ۳۰۔۳۱

۴۔ لواطت: مرد کا مرد کے ساتھ بدفعلی کرنا، سحاق۔ عورت کا عورت کے ساتھ بدفعلی کرنا۔

۵۔ اس کا منطوق اور مفہوم اکثری ہے۔ لہذا کبھی صرف دیکھنا حرام ہوتا ہے چھونا حرام نہیں ہوتا ہے جیسے کہ اگر ڈاکٹر کا مرض کی تشخیص کرنا صرف چھو کر ممکن ہو۔
اور کبھی صرف دیکھنا حلال ہوتا ہے لیکن چھونا حلال نہیں ہوتا ہے۔ جیسے منگنی، گواہی اور تعلیم کے وقت دیکھنا۔

۶۔ جو کام کے وقت ظاہر ہوتا رہتا ہے یعنی سر کلائیوں تک دونوں ہاتھ اور ٹخنوں تک

دونوں پاؤں۔ اس کا چھپانا واجب نہیں۔

۷۔ دیکھئے مغنی اور شروانی ج ۷ ص ۱۹۲

==========

وہ چیزیں جن کا دیکھنا، چھونا مباح ہے

علاج کے لیے بقدر حاجت دیکھنا اور چھونا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ خلوت محرمہ نہ ہو اور علاج کے قابل جائز النظر (جس کا دیکھنا جائز ہے) مفقود ہوا۔ علاج میں جو زیادہ ماہر ہوگا وہ دوسرے پر مقدم ہوگا اگر چہ وہ شخص جو زیادہ ماہر ہے جنس اور دین میں مخالف ہو۔ اور اجرت مثل پر راضی شخص زیادہ طلب کرنے والے پر مقدم ہوگا۔ معاملات اور گواہی کے لیے بقدرت حاجت صرف چہرہ دیکھنا جائز ہے، اسی طرح علم مطلوب ۲ کی تعلیم کے لیے (جائز ہے) بشرطیکہ تعلیم کے قابل جائز النظر مفقود ہو، خلوت محرمہ نہ ہو اور پردہ کے پیچھے سے تعلیم دینا دشوار ہو۔

مماثل ۳ کے ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ کے علاوہ کا دیکھنا اور چھونا جائز ہے اور محرم ۴ کے ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصہ کے علاوہ کا دیکھنا جائز ہے یوں ہی حاجت اور شفقت کے لیے چھونا بھی جائز ہے۔ خاطب (نکاح کا پیغام دینے والا) اور مخطوبہ (جس لڑکی کو نکاح کا پیغام دیا گیا ہے) ہر ایک کو دوسرے کے ستر عورت کے علاوہ بدن کا دیکھنا جائز، بلکہ مسنون ہے جیسا کہ عنقریب آرہا ہے۔

شوہر اور بیوی میں سے ہر ایک کو دوسرے کے تمام بدن کو اس کی زندگی میں دیکھنا اور چھونا جائز ہے مگر شرم گاہ کی طرف نظر کرنا مکروہ ہے۔ اور موت کے بعد ستر عورت کے علاوہ بغیر

شہوت کے دیکھنا اور چھونا جائز ہے اور شہوت کے ساتھ دونوں (دیکھنا اور چھونا) حرام ہیں۔ اور ستر عورت کا بغیر کسی حائل کے چھونا مطلقاً (یعنی شہوت ہو یا نہ ہو) حرام ہے۔ اور بغیر شہوت کے دیکھنا جائز ہے۔

انسان کو اپنی ستر عورت کو بلاضرورت دیکھنا مکروہ ہے، اور عورت کی آواز سننا اور آئینہ وغیرہ میں عورت کا عکس دیکھنا، اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور شہوت بھی نہ ہو تو حرام نہیں ۵؎۔

==================================

۱؎۔ اگر علاج کے قابل جائز النظر جیسے شوہر، محرم اور مماثل موجود ہو یا خلوت محرمہ پائی جائے اس طور پر کہ علاج محرم، شوہر یا قابل اعتماد عورت کی موجودگی میں نہ ہو علاج کی غرض سے عورت کے لیے مرد کو دیکھنا اور مرد کے لیے عورت کو دیکھنا حرام ہے ہاں ضرورت کے لیے جائز ہے۔ عورت کے علاج کے لیے اس کے چہرہ اور ہتھیلیوں کو دیکھنے میں معمولی حاجت کافی ہے اور ان دونوں کے علاوہ کو دیکھنے میں اس چیز کی شرط ہے جو تیمم کو مباح کر دیتی ہے اور شرم گاہ کو دیکھنے میں اس سے بھی سخت تر حاجت کی شرط ہے ک اس حاجت کی وجہ سے شرم گاہ کھولنا بے حیائی شمار نہیں کی جاتی ہے۔

۲؎۔ واجب جیسے سورہ فاتحہ کی تعلیم اور ایسے پیشہ کی تعلیم جس کی وہ محتاج ہو۔

۳؎۔ مرد کا مماثل مرد ہے اور عورت کا مماثل عورت ہے۔

۴؎۔ نسب، رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے محرم۔

۵؎۔ اسی طرح جس چیز کا دیکھنا جائز ہے اس کو شہوت سے اور خوف فتنہ کے وقت، سوائے شوہر بیوی کے، دیکھنا حرام ہے۔ اور خوف فتنہ کا ضابطہ یہ ہے کہ اس کا نفس اس کو

برکاتِ شافعی حصہ سوم

(عورت کو) چھونے یا اس کے ساتھ تنہائی میں ہونے پر آمادہ کرے۔

==================================

نکاح کے ارکان:

نکاح کے ارکان پانچ ہیں۔ ۱) شوہر۔ ۲) بیوی۔ ۳) ولی۔ ۴) دو گواہ اور۔ ۵) صیغہ

صیغہ یعنی ایجاب اور قبول۔ ایجاب، ولی کا یہ کہنا" میں نے اپنی فلاں مولیہ سے تمہاری شادی یا نکاح کر دیا" اور قبول، مثلاً شوہر کا یہ کہنا" میں نے اس سے نکاح یا شادی کو قبول کیا۔"

صیغہ میں پانچ چیزوں کی شرط ہے:۔ ۱) صیغہ کا صریح ہونا اگر چہ عجمی میں ہو ا؎۔ لٰہذا کنایہ جیسے" میں نے اپنی بیٹی تمہارے لئے حلال کر دی" کافی نہیں ہوگا اور نہ ہی سوائے گونگے ۲؎ کے کتابت اور اشارہ کافی ہوگا۔ ۲) ایجاب اور قبول کے درمیان لمبی خاموشی یا کلام اجنبی اگر چہ کم ہو، سے فصل (جدائی) کا نہ ہونا۔ ۳) قبول کے وقت تک ایجاب کرنے والے کا اپنے ایجاب پر، اور اجازت دینے والی کا اپنی اجازت پر باقی رہنا ۳؎۔ ۴) معلق نہ ہونا۔ جیسے ولی کا یہ کہنا۔" اگر میری بیٹی کو طلاق دے دی گئی ہے اور اس نے عدت گزار لی ہے تو میں نے تیرے ساتھ اس کی شادی کر دی"۔ ۵) تعیین وقت نہ ہونا۔ چنانچہ نکاح متعہ صحیح نہیں ہے۔

متعہ:۔ اس شادی کو کہتے ہیں جو کسی مدت تک کے لئے ہو ۴؎۔

==================================

۱؎۔ مگر صرف عجمی زبان پر اقتصار کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں مذہب قوی کے خلاف کرنا ہے۔

۲؎۔ گونگے کی کتابت اور اشارہ سے نکاح صحیح ہے۔

۳۔لہذا اگر قبول سے پہلے ولی نے اپنے ایجاب سے یا عورت نے اپنی شادی کی اجازت سے رجوع کرلیا، یا دنوں نے پاگل پن کی وجہ سے اپنی اہلیت کھودی تو قبول ممتنع ہوجائے گی (قبول نہیں ہوسکتا)۔

۴۔یونہی محلل (حلالہ کرنے والے) کا نکاح صحیح نہیں ہے۔حلالہ یہ ہیکہ وہ کسی عورت سے اس لئے نکاح کرے کہ وہ اس عورت کو اس شخص کے لئے حلال کردے گا جس نے اس عورت کو تین طلاق دیدی ہے لیکن (محلل کے نکاح درست نہ ہونے کی) شرط یہ ہیکہ عقد ہی کے دوران طلاق کا ذکر کیا گیا ہو۔

==

شوہر کے شرائط:

۱۔تعیین۔اس لیے ولی کا یہ کہنا "تم دونوں میں سے ایک کے ساتھ میں نے اپنی بیٹی کی شادی کردی" باطل ہے ۱۔

۲۔اختیار۔لہذا بغیر کسی حق کے مجبور کیے گئے شخص کا نکاح صحیح نہیں ہے ۲۔

۳۔اس کا (شوہر کا) حلال ہونا حج کے احرام میں نہ ہونا۔لہذا محرم (جو حالت احرام میں ہو) کا نکاح مسلم شریف کی اس حدیث **"لا ینکح المحرم ولا ینکح"** (محرم اپنا نکاح کرسکتا ہے اور نہ کسی اور کا) وجہ سے صحیح نہیں ہے اگرچہ نکاح اس کے ولی کے ذریعہ ہو۔

۴۔اس کے نکاح میں عورت کی ۳۔کوئی محرمہ نہ ہو۔لہذا اگر کسی نے ایک عقد میں دو محرمہ کو جمع کیا تو دونوں سے نکاح باطل ہے یا دو عقدوں میں دو محرمہ کو جمع کیا تو دوسرے سے باطل ہے۔

۵۔اس کے نکاح میں چار بیویاں نہ ہوں ۴۔لہذا اگر کسی نے ایک ہی عقد میں پانچ

سے نکاح نکاح کیا تو سب میں نکاح باطل ہے اور اگر باری باری کیا تو پانچویں میں باطل ہے۔

۶۔اگر وہ خود عقد کرے تو وہ مکلف ہو۔لہذا غیر مکلف کے لیے قبول نکاح اس کا ولی کرے گا۔

==

۱۔اگرچہ ولی نے معین کی نیت کی ہو۔

۲۔اگر شوہر آزاد مکلف ہے، برخلاف آزاد صغیر کے کیونکہ باپ کے لیے آزاد صغیر کا جبراً شادی کرنا جائز ہے، اور غلام چھوٹا ہو یا بڑا، آقا کو اسے نکاح پر مجبور کرنا جائز ہے۔(دیکھئے ترشیح) ص ۳۰۷

۳۔یعنی شوہر کے نکاح میں مخطوبہ کی کوئی نسبی یا رضاعی محرمہ نہ ہو۔جیسے اس کی بہن، پھوپھی یا خالہ۔

دو عورتوں کے جمع کرنے کی حرمت کا ضابطہ یہ ھیکہ ان دونوں کے درمیان نسب یا رضاعت کا ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو مرد فرض کیا جائے تو ان دونوں کا آپس میں نکاح حرام ہو۔

۴۔اگر وہ آزاد ہے۔اور اگر غلام ہے تو اس کے نکاح میں دو عورتیں نہ ہوں۔

==

بیوی کے شرائط:

۱۔تعیین۔مثلاً "میں نے اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح تیرے ساتھ کیا" ۱۔

لہذا "میں نے اپنی بیٹیوں میں سے ایک کا تیرے ساتھ نکاح کیا" باطل ہے۔

۲۔وہ حلال ہو حج کے احرام میں نہ ہو۔

۳۔ دونوں کے درمیان نسب، رضاعت یا مصاہرت (دادا مادی کا رشتہ) کی وجہ سے حرمت کا رشتہ نہ ہو۔

۴۔ وہ نکاح اور عدت سے خالی ہو ۲؎۔

۵۔ وہ مسلمان ہو یا خالص کتابیہ ہو ۳؎۔ کتابیہ۔ وہ یہودی عورت جو تورات کی پیروکار ہو یا وہ نصرانی عورت جو انجیل کی پیروکار ہو۔

کتابیہ اسرائیلیہ کے لیے یہ شرط ہے کہ اس کے اول آباء کا اس کے دین کے منسوخ ہونے کے بعد اس دین میں داخل ہونا معلوم نہ ہو ۴؎، اور کتابیہ غیر اسرائیلیہ کے لیے یہ شرط ھیکہ اس کے اول آباء کا اس کے دین کے منسوخ ہونے سے پہلے اس میں داخل ہونا معلوم ہو ۵؎۔

۶۔ جنس ایک ہو۔ لہذا کسی انسان مرد کا نکاح جن عورت سے صحیح نہیں ہے جس طرح اس کا برعکس صحیح نہیں ہے ۶؎۔

==

۱؎۔ لہذا صرف "میں نے اپنی بیٹی کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا" کہنا کافی نہیں ہے، ہاں اگر اس کے علاوہ اس کی دوسری بیٹی نہ ہو (تو کافی ہے) اور نہ ہی بغیر معین عورت کی نیت کیے صرف "میں نے فاطمہ کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا" کہہ دینا کافی ہے کیونکہ فاطمائیں بہت ہیں۔

۲؎۔ دوسرے شوہر کی نکاح اور عدت سے خالی ہو۔

۳؎۔ لہذا غیر کتابیہ مثلا وثنیہ (بت پرست)، مجوسیہ سے اور اس عورت سے جو خالص کتابیہ نہ ہو جیسے کہ وہ عورت جس کا باپ کتابی ہے اور ماں وثنیہ ہے، نکاح حرام ہے۔

۴؎۔ اگر چہ ان کا دخول تحریف کے بعد ہوا اور وہ محرف (تحریف شدہ) سے بچتے بھی نہ

رہے ہوں۔

۵؎۔ اگر چہ ان کا (یعنی اول آباء کا) دخول تحریف کے بعد ہو مگر وہ محرف سے بچتے رہے ہوں۔

۶؎۔ اسی پر اکثر متاخرین ہیں۔

==

ولی کے شرائط:

ولی میں آٹھ چیزوں کی شرط ہے۔ (۱) مسلمان ہونا (۲) عاقل ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) مرد ہونا (۵) آزاد ہونا (۶) عادل ہونا ۱؎ (۷) مختار ہونا اور (۸) حج وعمرہ کے احرام میں نہ ہونا۔ کیونکہ کفر، پاگل پن ۲؎، بچپن، نسوانیت، غلامی اور فسق ہر ایک ولایت نکاح سے مانع ہے، اور ولایت نکاح کو ولی ابعد کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔ اور بغیر کسی حق کے اکراہ اور حج وعمرہ کے احرام میں ہونا صرف صحت نکاح کے لیے مانع ہیں ۳؎۔

اولیاء کی ترتیب:۔ باپ سب پر مقدم ہوگا پھر دادا پھر وراثت کی ترتیب ۴؎ پر نسبی عصبات پھر معتق (آزاد کرنے والا) پھر معتق کے عصبات پھر قاضی یا اس کا نائب پھر عادل محکم (فیصل) مجتہد ہو یا نہ ہو۔ اگر محکم مجتہد ہے یا قاضی صرف مال لے کر شادی کراتا ہے تو قاضی کے رہتے ہوئے بھی تحکیم (حکم بنانا) جائز ہے۔ تحکیم کے لیے دو شرطیں ہیں۔ (۱) ولی خاص ۵؎ مفقود ہو۔ (۲) زوجین میں سے ہر ایک کی طرف سے تحکیم کا صیغہ ہو جیسے ہر ایک کا یہ کہنا۔ "میں نے تجھے اپنا عقد نکاح کرنے کے لیے حکم بنایا"۔

سفر ہو کہ حضر ہو صرف عورتوں کے لیے کسی عادل شخص کو اپنی شادی کا ولی بنانا جائز ہے بشرطیکہ ولی خاص اور ولی عام مفقود ہو اور ایسا شخص مفقود ہو جو تحکیم ۶؎ کی صلاحیت رکھتا ہو۔

دادا کے علاوہ شخص واحد ایک نکاح میں ایجاب وقبول کا ولی نہیں ہوسکتا مگر دادا اپنی پوتی کا اپنے چھوٹے پوتے سے شادی کرانے میں ایجاب وقبول کا ولی ہوسکتا ہے ۷ ۔

===

۱۔ ولی کے عادل ہونے سے مراد صرف یہ ہیکہ وہ فاسق نہ ہو۔ اس لیے فاسق توبہ کرلے تو اسی وقت شادی کراسکتا ہے برخلاف گواہ کے عادل ہونے کے، کیونکہ گواہ کی عدالت ایسا ملکہ ہے جو گناہوں اور رذیل (گھٹیا) مباح چیزوں کے ارتکاب سے روکتا ہے۔ اس عدالت کا تحقق ہر کبیرہ (گناہ) اور صغیرہ کے اجتناب سے ہوتا ہے لہذا فاسق کی گواہی توبہ کرنے کے بعد ایک سال تک استبراء کے بعد ہی قبول کی جاسکتی ہے۔

۲۔ پاگل پن ہی کی طرح انتہائی بڑھاپے، تکلیف یا بیماری کی وجہ سے صحیح غور وفکر اور سوچ وچار میں اختلال پیدا ہوجاتا ہے۔ اور یونہی بیہوشی جب تین دنوں سے زائد ہوجائے۔

۳۔ یہ دونوں ولایت کے مانع نہیں ہیں اور ولایت کو ولی ابعد کی طرف منتقل نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ محرم کے مولیہ کی شادی حاکم، ولی کا نائب بن کر کرائے گا۔

۴۔ جیسا کہ فرائض کی بحث میں گزر چکا ہے۔

۵۔ جیسے باپ، دادا یا بھائی۔

۶۔ تحکیم اور تولیہ دونوں دو متغایر چیزیں ہیں، برخلاف ان لوگوں کے جنہیں دونوں کے اتحاد کا وہم ہے۔

۷۔ دادا کی ولایت کے قوی ہونے اور کمال شفقت ہونے کی وجہ سے۔ دادا اس طرح کہے گا۔" میں نے اپنی اس پوتی کی شادی اپنے اس پوتے سے کردی"۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

قاضی کے شادی کرانے کی صورتیں ۱ ۔

۱۔ حساً یا شرعاً ولی موجود نہ ہو ۲ ۔

۲۔ ولی اس طور پر مفقود ہو کہ اس کے مردہ یا زندہ ہونا معلوم نہ ہو ۳ ۔

۳۔ ولی حج یا عمرہ کے احرام میں ہو۔

۴۔ ولی کا اس مکلفہ عورت کے نکاح کرانے سے منع کردینا جس نے اس سے کسی کفو سے نکاح کرادینے کو کہا ہو ۴ ۔

۵۔ وہ مسافت قصر کے اندر نہ ہو ۵ ۔

۶۔ راستہ میں خوف یا (ولی کے) قید خانہ میں ہونے کی وجہ سے ولی تک پہنچنا دشوار ہو۔

۷۔ وہ روپوش ہو، یعنی وہ روپوش رہ کر نکاح کرانے سے باز رہے

۸۔ تعزز۔ یعنی ظاہر رہ کر اور قوت ہونے کے باوجود نکاح کرنے سے انکار کرے۔

۹۔ اس کا اپنے مولیہ سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو۔ جیسے کہ وہ اس عورت کے چچا کا بیٹا ہے ۶ ۔

۱۰۔ اس کا اپنے بچے سے مولیہ نکاح کرنے کا ارادہ ہو ۷ ۔

۱۱۔ ولی غیر مجبر (باپ دادا کے علاوہ) کا اپنے پوتے سے مولیہ کا نکاح کرنے کا ارادہ ہو ۸ ۔

۱۲۔ عورت پاگل بالغہ ہو اور اس کا باپ ہو نہ دادا ہو۔ اس صورت میں حاکم قریبی رشتہ داروں سے مشورہ کے بعد اس کی شادی کرادے گا۔

===

۱۔ بیس مسائل میں قاضی شادی کراسکتا ہے جس میں سے آٹھ کا تعلق باندیوں سے ہے اور بارہ کا تعلق آزاد عورتوں سے ہے۔ ہم صرف انہیں بارہ کے ذکر پر اکتفاء کررہے ہیں۔

۲۔ اگر ولی مر چکا ہے تو ولی کا حساً وجود نہیں ہے اور اگر ولی کے اندر موانع ولایت جیسے بچہ ہونا، پاگل ہو، فاسق ہونا یا بیوقوف ہونا، میں سے کوئی مانع موجود ہے تو ولی کا شرعاً وجود نہیں ہے۔

۳۔ اس کا مفقود ہونا اتنی مدت تک ہو جس میں قاضی اس کی موت کا حکم لگا دیتا ہے۔ (اگر اتنی مدت سے مفقود نہ ہو تو) قاضی اس کی شادی نہیں کرائے گا بلکہ ولایت ولی ابعد کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

۴۔ دو شرطوں کے ساتھ (۱) ولی کا شادی کرانے سے باز رہنا قاضی کے پاس ثابت ہو اور قاضی نے اس کا حکم دیا ہو (۲) اس کا شادی کرانے سے باز رہنا تین مرتبہ نہ ہو۔ اگر وہ تین مرتبہ شادی کرانے سے باز رہا تو فاسق ہو گیا، لہذا ولایت ولی ابعد کی طرف منتقل ہو جائیگی نہ کہ قاضی کی طرف۔

کیونکہ صغائر یا صغیرہ کی شادی کرانے سے باز رہنا جب تین مرتبہ ہو گیا تو اصرار ثابت ہو گیا اور وہ اس کی وجہ سے فاسق ہو گیا اور فسق ولایت کو ابعد کی طرف منتقل کر دیتی ہے

۵۔ اگر ولی مسافت قصر کے اندر موجود ہے تو ولی کی اجازت ضروری ہے۔

۶۔ اور اس کے برابر درجہ کا دوسرا موجود نہ ہو۔

۷۔ حاکم ایجاب کرے گا اور ولی بچہ کے لیے قبول کرے گا کیونکہ حاکم بچہ کے لیے قبول نہیں کر سکتا۔

۸۔ جب وہ ولی مجبر نہیں ہے تو وہ دونوں طرف کا ولی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے قاضی شادی کرائے گا اور ولی (دادا) اپنے پوتے کے لیے قبول کرے گا۔

گواہ کے شرائط:

نکاح کے دونوں گواہوں میں تیرہ چیزیں شرط ہیں۔ (۱) مسلمان ہونا (۲) مکلف ہونا (۳) آزاد ہونا (۴) مرد ہونا (۵) عادل ہونا (۶) عاقل ہونا (۷) صاحب مروت ۱۔ ہونا (۸) سننے والا ہونا (۹) دیکھنے والا ہونا (۱۰) بولنے والا ہونا (۱۱) بیدار مغز ہونا ۲۔ (۱۲) ولی اور شوہر کی زبان کو سمجھنے والا ہونا (۱۳) ولی متعین جیسے باپ یا تنہا بھائی کا نہ ہونا۔ لہذا اگر ولی متعین ۳۔ نے کسی کو شادی کرانے کا وکیل بنایا اور دوسرے کے ساتھ خود گواہ بن گیا تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا کیونکہ وہی ولی ہے اور وکیل سفیر محض ہے ۴۔، برخلاف اس کے کہ اگر مولیہ کے تین بھائی ہوں اور اس نے ایک کو اجازت دیدی اور دوسرے دونوں بھائی گواہ ہو گئے تو نکاح صحیح ہے۔

===

۱۔ عرف میں معیوب چیزوں جیسے غیر بازاری شخص کا بازار میں کھانا، پینا، اس میں ننگے سر چلنا اور کثرت سے ایسے کام کرنا جو لوگوں کے ہنسنے کا باعث بنتے ہوں، سے بچنے کو مروت کہتے ہیں۔

۲۔ بیدار مغزی یہ ہیکہ وہ الفاظ کو بغیر زیادتی اور کمی کے ضبط رکھتا ہو، لہذا اس شرط کی وجہ سے وہ شخص جس کے غور و فکر اور ضبط میں خلل ہو خارج ہو گیا۔

۳۔ ولی متعین جیسے باپ اور تنہا بھائی۔

۴۔ اسی طرح دونوں بھائیوں کے گواہ ہونے سے بھی نکاح صحیح نہیں ہے جبکہ ہر ایک عورت کی اجازت سے ولی ہو۔

===

نسبی محرمات:

نسب کی وجہ سے چچا، پھوپھی اور ماموں، خالہ کی اولاد کے علاوہ بقیہ تمام عورتیں حرام ہوجاتی ہیں۔اور وہ عورتیں ا؎ سات ہیں۔(۱) ماں (۲) بیٹی (۳) بہن (۴) پھوپھی (۵) خالہ (۶) بھتیجی (۷) بھانجی۔

(۱) ماں:۔اس میں ماں دادی اور نانی اگر چہ یہ کتنے ہی اوپر کی ہوں، داخل ہیں۔

(۲) بیٹی:۔اس میں حقیقی بیٹی، پوتی، اور نواسی اگر چہ یہ (پوتی، نواسی) کتنے ہی نیچے کی ہوں، داخل ہیں۔

(۳) بہن:۔اس میں حقیقی، علاتی، اور اخیافی بہنیں داخل ہیں۔

(۴) پھوپھی:۔اس میں باپ کی بہن اور دادا نانا کی بہن داخل ہیں۔۲؎

(۵) خالہ:۔اس میں ماں کی بہن، نانی اور دادی کی بہن داخل ہیں ۳؎۔

(۶) بھتیجی:۔اس میں حقیقی بھتیجی اور بھائی کی پوتی و نواسی داخل ہیں۔

(۷) بھانجی:۔اس میں حقیقی بھانجی اور بہن کی پوتی و نواسی داخل ہیں۔

==

ا؎۔یعنی وہ عورتیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوجاتی ہیں۔

۲؎۔لہٰذا نانا کی بہن پھوپھی ہوگی۔

۳؎۔لہٰذا دادی کی بہن خالہ ہوگی۔

==

رضاعی محرمات:

اگر کوئی دو سال سے کم عمر کا بچہ ایسی زندہ عورت کا جو حیض کی عمر کو پہنچ چکی ہے کا الگ الگ پانچ چسکی ا؎ دودھ بالیقین (یعنی اس میں کوئی شک وشبہ نہ ہو) پی لے رضاعت جو محرم نکاح ہے ثابت ہوجائیگی اور رضیع (دودھ پینے والا) اس عورت کا اور اس شخص کا جس سے دودھ پیدا ہوا ہے بیٹا ہوجائے گا خواہ پیٹ تک پہنچنے والا دودھ ہر مرتبہ قطرہ کی صورت میں پہونچا ہو یا دوسری چیز کے ساتھ ملکر پہونچا ہو یا دہی، مکھن اور پنیر کی شکل میں پہونچا ہو۔اور خواہ چھاتی چوسنے سے دودھ پیٹ تک پہنچا ہو یا رضیع کے منہ میں عورت کا دودھ ڈالنے سے پیٹ تک پہنچا ہو ۲؎۔

اس دودھ پینے سے وہ تمام عورتیں حرام ہوجاتی ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوجاتی ہیں۔ اور یہ سات عورتیں ہیں۔

۱۔ ماں:۔مرضعہ (دودھ پلانے والی)، مرضعہ کی ماں اور فحل ۳؎ کی ماں۔رضائی ماں ہیں۔یونہی نسبی یا رضاعی باپ یا ماں کی مرضعہ بھی رضاعی ماں ہیں

۲۔بیٹی:۔وہ عورت جس نے تیرا یا تیری اولاد ۴؎ کا دودھ پیا ہے (یعنی وہ دودھ جو تیری وجہ سے یا تیرے لڑکے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے یا تیری بیٹی کا دودھ پیا ہے) اور اس عورت کی بیٹی، تیری بیٹی ہے۔

۳۔بہن:۔وہ عورت جس نے تیرے نسبی یا رضاعی باپ یا ماں کا دودھ پیا ہے تیری رضاعی بہن ہے۔اسی طرح تیرے رضاعی باپ یا ماں کی بیٹی بھی (تیری بہن ہے)

۴۔ پھوپھی:۔فحل کی نسبی یا رضاعی بہن اور فحل کے نسبی یا رضاعی باپ کی نسبی یا رضاعی

بہن ۵؎ تیری پھوپھی ہیں، اسی طرح تیرے نسبی باپ کی رضاعی بہن بھی (تیری پھوپھی ہے)

۵۔خالہ:۔ تیرے مرضعہ کی نسبی یا رضاعی بہن اور تیرے مرضعہ کی نسبی یا رضاعی ماں کی نسبی یا رضاعی بہن تیری رضاعی خالہ ہیں ۶؎ یونہی تیری نسبی ماں کی رضاعی بہن (بھی تیری خالہ ہے)

۶؎ بھتیجی:۔ مرضعہ یا فحل کے نسبی یا رضاعی بیٹے کی نسبی یا رضاعی بیٹی اور نسبی بھائی کا دودھ پینے والی عورت۔ ان میں سے ہر ایک تیری بھتیجی ہے۔

۷۔ بھانجی:۔ مرضعہ یا فحل کی نسبی یا رضاعی بیٹی کی نسبی یا رضاعی بیٹی اور اس عورت کی نسبی یا رضاعی بیٹی جس نے تیری ماں یا تیرے باپ کا دودھ پیا ہے اور وہ عورت جس نے تیری بہن کا دودھ پیا ہے، ہر ایک تیری بھانجی ۷؎ ہے۔

==

۱؎ امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کے نزدیک ایک ہی چسکی کافی ہے۔

۲؎ بشرطیکہ چھاتی سے دودھ پانچ بار جدا ہوا ہو اور پانچ بار رضیع کے پیٹ تک پہونچا ہو۔ لہذا اگر عورت کا دودھ ایک مرتبہ نکالا گیا اور بچہ کے منھ میں پانچ بار ڈالا گیا، یا پانچ بار دودھ نکالا گیا اور کل دودھ ایک ہی مرتبہ میں بچہ کے منھ میں ڈال دیا گیا تو ان دونوں صورتوں میں ایک ہی دفعہ شمار کیا جائیگا۔ کیونکہ پہلی صورت میں جدائی کے وقت اور دوسری صورت میں (پیٹ میں) پہونچنے کے وقت نصاب مکمل نہیں ہے۔ پانچ کے ضبط میں یہاں پر اعتبار عرف کا ہے۔ (بتصرف یسیر)

۳؎ فحل سے مراد یہاں صاحب لبن ہے یعنی وہ شخص جس نے مرضعہ سے نکاح کی وجہ سے یا اپنی باندی ہونے کی وجہ سے وطی کیا ہے یا شبہ میں وطی کیا ہے۔ لہذا اس فحل کی نسبی یا رضاعی ماں تمہاری رضاعی ماں ہے۔

۴؎ اولاد لڑکا ہو یا لڑکی ہو۔

۵؎ فحل کے باپ کی بہن ہی کی طرح، مرضعہ کے باپ کی بہن ہے لہذا یہ مرضعہ کے باپ کے باپ کی بہن بھی تیری رضاعی پھوپھی ہے۔

۶؎ مرضعہ کی خالہ (مرضعہ کے ماں کی بہن) فحل کی خالہ ہے۔ لہذا یہ فحل کی خالہ بھی تیری رضاعی خالہ ہے۔

۷؎ باپ کا دودھ پینے والی عورت سے مراد وہ عورت ہے جس نے باپ کی موطوءۃ ک (جس سے باپ نے وطی کی ہے) اور دودھ پیا ہے اور دودھ باپ ہی کی وجہ سے اترا ہے۔

مصاہرت (سسرالی رشتہ) کی وجہ سے حرام ہونے والی عورتیں

مصاہرت کی وجہ سے یہ چار عورتیں حرام ہوجاتی ہیں۔

۱۔زوجہ اصل:۔ باپ یا ماں کی جہت سے نسبی یا رضاعی آباء میں سے ہر ایک اصل کہلاتا ہے۔ اگرچہ کتنے ہی اوپر درجہ کا ہو۔

۲۔زوجہ فصل:۔ ہر نسبی یا رضاعی ابن فصل کہلاتا ہے اگرچہ کتنے ہی نیچے درجہ کا ہوا؎۔

۳۔اصل زوجہ:۔ بیوی کی ہر نسبی یا رضاعی ماں اگرچہ کتنے ہی نیچے درجہ کی ہو اصل زوجہ ہے۔

۴۔فصل زوجہ:۔ بیوی کی ہر نسبی یا رضاعی بنت اگرچہ کتنے ہی نیچے درجہ کی ہو۔ بیوی کی فصل ہے ۲؎۔ یہ پہلی تین عورتیں، اگر عقد نکاح صحیح ۳؎ ہے تو عقد نکاح ہی سے حرام ہوجاتی ہیں اگر عقد نکاح صحیح ہو اور چوتھی عورت صرف وطی سے حرام سے ہوتی ہے اگرچہ وطی پیچھے

کے مقام میں ہو اور اگر چہ وطی عقد فاسد ہی کی وجہ کیوں نہ تھا (پھر بھی حرام ہو جاتی ہے) اگر شوہر نے اپنی بیوی سے وطی نہیں کی ہے تو بیوی کی بیٹی شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

حرمت کے ثابت ہونے میں ملک کی وجہ سے وطی بھی، نکاح کی وجہ سے وطی ہی کی طرح ہے۔ جس نے کسی عورت سے وطی بشبہ کیا مثلاً نکاح فاسد سے اس سے وطی کیا یا اسے اپنی بیوی ہونے کے گمان کی وجہ سے وطی کیا ۴؎ تو اس واطی سے نسب اور عدت ثابت ہو جائیگا۔ اور اس شخص پر اس عورت ۵؎ کی مائیں اور بیٹیاں حرام ہو جائیں گی اور وہ عورت ۶؎ اس وطی کے باپ، دادا، نانا، بیٹوں اور پوتوں، نواسوں پر حرام ہو جائیگی۔ مگر اس شخص پر اس عورت کی ماں، بیٹی کو دیکھنا، ان کو چھونا اور ان کے ساتھ خلوت حرام رہے گی ۷؎۔

==

۱؎۔ خواہ پوتا ہو یا نواسہ ہو۔

۲؎۔ خواہ پوتی ہو یا نواسی ہو۔

۳؎۔ ورنہ (یعنی عقد نکاح صحیح نہیں ہے تو) یہ عورتیں صرف وطی سے حرام ہوں گی کیونکہ یہ وطی بشبہ ہے جس کا بیان آرہا ہے۔

۴؎۔ پھر بعد میں ظاہر ہوا کہ نکاح فاسد ہے یا وہ عورت اس کی بیوی نہیں ہے

۵؎۔ یوں ہی اگر شبہ عورت کی طرف سے بھی پایا جائے تو مہر مثل بھی ثابت ہو جائیگا ورنہ (یعنی اگر عورت کی طرف سے شبہ نہ پایا جائے) اس کے لیے کوئی مہر نہیں کیونکہ وہ عورت زانیہ ہے۔ اور اگر شبہ صرف عورت کی طرف سے ہے تو صرف مہر مثل ثابت ہوگا، نسب اور عدت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ وہ شخص زانی ہے اور اگر کسی بھی جانب سے شبہ نہ پایا جائے تو

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

نسب، عدت اور مہر کچھ ثابت نہیں ہوگا کیونکہ دونوں زانی ہیں۔

۶؎۔ جس سے وطی شبہ کیا ہے۔

۷؎۔ کیونکہ وطی شبہ صرف نکاح کے حرام ہونے کو ثابت کرتا ہے، محرمیۃ ثابت نہیں کرتا، اور جس نے اپنی بیوی کی بیٹی سے وطی بشبہ کرلیا تو نکاح فسخ ہو گیا، پھر اگر ماں سے دخول کر چکا ہے تو دونوں (ماں، بیٹی) اس پر حرام ہیں ورنہ (یعنی اگر ماں سے دخول نہیں کیا ہے) صرف ماں حرام ہے۔

==

شادی کی سنتیں:

۱۔ زوجین میں سے ہر ایک کا دوسرے کو تین شرطوں کے ساتھ ستر نماز کے علاوہ کو دیکھنا۔ (الف) عورت کسی کے نکاح یا عدت میں نہ ہو۔ (ب) قبول کرنے کی امید ہو ۱؎۔ (ج) دیکھنا عزم نکاح اور پیغام (منگنی) کے درمیان ہو ۲؎۔

۲۔ ہر ایک کا دور کے قرابت دار ۳؎ میں سے دیندار، اچھے خاندان والے ۴؎، خوبصورت، خوب بچہ پیدا کرنے والے ۵؎، خوب محبت کرنے والے، ذہین اور خوش اخلاق کو اختیار کرنا۔ اگر ان صفات میں تعارض ہو تو مطلقاً دینداری کو مقدم کرے، پھر بالترتیب عقل، اچھے اخلاق، خوب پیدائش، نسب، بکارت (کنوارا پن) اور خوبصورتی کو مقدم کرے پھر اس کی رائے میں جس میں مصلحت ہو اس کو مقدم کرے۔

۳۔ پیغام سے پہلے خطبہ، پیغام قبول کرنے سے پہلے خطبہ ۶؎ اور ایجاب نکاح سے پہلے خطبہ کا ہونا۔

۴۔ نکاح سے سنت کی ادائیگی، دین کی حفاظت اور نیک اولاد کا قصد ہونا تا کہ اس پر

ثواب پائے۔

۵۔عقد کا مسجد میں ہونا۔

۶۔عقد کا، دن کے ابتداء ، جمعہ کے روز اور ماہ شوال میں ہونا۔

۷۔عقد سے پہلے ولی کا یہ کہنا۔ اللہ نے جو بھلائی کے ساتھ روک لینے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے، اس پر تجھ سے شادی کر رہا ہوں۔

۸۔عقد میں مہر کا بیان ہونا۔

۹۔عقد کے بعد حاضرین کا ۸ زوجین کے لیے یوں دعا کرنا۔ **"بارک لک و بارک علیک وجمع بینکمافی خیر"** ۹

(اللہ آپ کو برکت دے، اور آپ پر برکت نازل کرے اور دونوں کو خیر میں ملائے)

۱۰۔اول ملاقات کے وقت شوہر کا بیوی کے پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعا کرنا۔ **"بارک اللّٰہ لکل منافی صاحبہ"** (اللہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے ساتھی میں برکت عطا فرمائے)

۱۱۔عورت سے دخول ماہ شوال میں ہونا

۱۲۔دولہا کا عقد کے بعد ولیمہ کرنا۔ دخول کے بعد، رات میں اور بکری کا ولیمہ بہتر ہے۔ رشید (جس کے اندر دینی اور مالی صلاح اور سلامتی درستگی ہو) شوہر کے لیے اور غیر رشید شوہر کے ولی کے لیے اپنے مال سے ولیمہ کرنا سنت موکدہ ہے اگر دعوت مالداری، خوف اور کسی مرتبہ کی لالچ میں نہ ہو اور نہ حرام یا شبہ حرام کھانے کی دعوت ہو اور نہ ہی ایسی جگہ پر دعوت ہو جہاں غیر شرعی چیزیں ہوں اور اس کے حاضر ہونے سے وہ چیزیں دور نہیں ہوں گی تو معذور اور قاضی کے علاوہ پر شادی کے ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب ہے۔ اور دوسرے تمام

مسنون ولیموں مثلاً ختنہ، ولادت مسافر کے آنے اور ختم کے ولیموں میں دعوت قبول کرنا مستحب ہے۔

==

ا۔یعنی قبول نہ کرنے کا غلبہ ظن نہ ہو۔

۲۔عزم سے پہلے دیکھنا حرام اور منگنی کے بعد جائز ہے اور دونوں کے درمیان دیکھنا سنت ہے۔ اور جس کو خود دیکھنا میسر نہ ہو سکے اس کے لیے مستحب ہے کہ کسی ایسے شخص کو بھیجے جس کے لیے دیکھنا جائز ہے تاکہ دیکھ کر اس سے اس کی صفت بیان کر دے۔

۳۔اجنبیہ عورت قریبی رشتہ کی عورت یعنی چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کی بیٹی سے بہتر ہے۔

۴۔یعنی علماء اور صلحا کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے اس کی اصل مشہور اور عمدہ ہو۔

۵۔ہر ایک کا خوب بچہ پیدا کرنے والا اور خوب محبت کرنے والا ہونا اگر وہ کنوارا کنواری ہے تو اس کے قریبی رشتہ داروں سے معلوم ہوگا۔

۶۔پیغام دینے والا وظائف مسنونہ حمد، ثنا، درود، سلام اور تقوی کی وصیت کے بعد کہے۔ "میں بھی آپ کے پاس آپ کی شہزادی کی خواہش لے کر آیا ہوں" اور ولی یا ولی کا نائب وظائف مسنونہ کے بعد کہے۔ "میں بھی آپ سے اعراض نہیں کرتا"

۷۔ہاں اگر یہ مقصد ہو کہ جمعہ کے بعد عقد ہونے میں لوگوں کی کثرت ہوگی خاص طور پر علماء اور صالحین کی تو اس وقت تک تاخیر کرنا ہی بہتر ہے۔ دیکھئے تحفہ ج ۷ ص ۲۱۶

۸۔جو عقد کے وقت حاضر نہ ہو اس کے لیے دولہا سے ملاقات کے وقت دعاء کرنا مستحب ہے۔ اھ شروانی ج ۷ ص ۲۱۶

۹؎۔ بہتر یہ ہیکہ ان میں سے ایک شخص دعا کرے اور دوسرے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی پیروی میں آمین کہیں۔ ابن خلکان نے اپنی کتاب وفیات الاعیان (ج ۴ ص ۱۸۱ میں تخریج) کی ہے کہ محمد بن سیرین کی ماں صفیہ جو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آزاد شدہ باندی ہیں، کو تین ازواج مطہرات نے خوشبو لگایا اور ان کے نکاح میں (یعنی صفیہ کی سیرین سے نکاح میں) اٹھارہ بدری صحابہ رضی اللہ عنھم حاضر تھے انہیں میں ابی بن کعب بھی تھے جو دعاء کر رہے تھے اور لوگ آمین کہ رہے تھے۔

==================================

کفاءت:

باپ یا دادا ۱؎ کے علاوہ کسی ولی کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ عورت کو نکاح پر مجبور کرے۔

باپ دادا بغیر اجازت کے کنواری عورت کی شادی کرسکتا ہے۔

مگر بالغہ عورت سے اجازت لے لینا مستحب ہے۔ ولی غیر مجبر (یعنی باپ، دادا کے علاوہ) کنواری بالغہ کی شادی اس کی اجازت ہی سے کرسکتا ہے۔ کنواری عورت کا خاموش رہنا اس کی اجازت ہے۔ ثیبہ ۲؎ کے بالغ ہوجانے کے بعد کوئی بھی ۳؎ بغیر اس کے لفظ میں اجازت دیے شادی نہیں کراسکتا ہے ۴؎۔

کوئی بھی ولی غیر کفو سے عورت کی شادی، عورت اور تمام ولیوں ۵؎ کی رضامندی ہی سے کرسکتا ہے۔ اور حاکم غیر کفو سے بالکل نہیں کراسکتا اگرچہ عورت راضی ہی کیوں نہ ہو۔ لہذا اگر عورت کی شادی قاضی کرے تو نکاح کی صحت کے لیے کفاءت مطلقاً شرط ہے۔ اور اگر ولی کرے تو عدم رضا کے وقت شرط ہے۔

کفاءت میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے۔ (۱) آزادی (۲) پارسائی (۳) دینداری (۴)

نسب (۵) گھٹیا پیشہ سے سلامتی (۶) عیب نکاح ۶؎ مثلاً پاگل پن، برص اور کوڑھ سے سلامتی۔ لہذا غلام آزاد عورت کا، فاسق پارسا عورت کا، بدعتی سنیہ عورت کا، عجمی عربی عورت کا، بھنگی تاجر کی لڑکی کا، اور پاگل، برص یا کوڑھ والا ان امراض سے محفوظ عورت کا کفو نہیں ہوسکتا۔

==================================

۱؎۔ اس پر حد درجہ شفقت کی وجہ سے۔ ہر ایک باکرہ (کنواری) کے حق میں مجبر کے نکاح کی صحت کے لیے چار شرطیں ہیں۔ (۱) شوہر کفو ہو (۲) وہ مہر مثل پر قادر ہو (۳) شوہر اور عورت کے درمیان ظاہری یا پوشیدہ دشمنی نہ ہو (۴) عورت اور اس کے ولی کے درمیان ظاہری دشمنی نہ ہو۔

۲؎۔ ثیبہ سے یہاں مراد وہ عورت جس کی بکارت وطی سے زائل ہوگئی ہے، اور باکرہ (کنواری) سے مراد وہ عورت جس کی بکارت وطی سے زائل نہیں ہوئی ہے اگرچہ انگلی وغیرہ سے زائل ہوگئی ہے، یا بغیر بکارت ہی پیدا ہوئی ہے۔

۳؎۔ ولی مجبر نہ کہ دوسرا۔

۴؎۔ ہاں اگر ثیبہ پاگل ہو تو صغیرہ ہونے کی صورت میں مصلحتاً صرف مجبر شادی کرسکتا ہے اور کبیرہ ہونے کی صورت میں مصلحت اور حاجت کی وجہ سے صرف مجبر اور ولی مجبر کے فقدان کے وقت صرف حاجت کے لیے حاکم کرسکتا ہے۔

۵؎۔ یعنی ان تمام ولیوں سے جو اس سے (یعنی غیر کفو سے شادی کرانے والے ولی سے) درجہ میں برابر ہوں۔ جیسے متعدد بھائی۔ اور دور کے ولیوں کی رضامندی کا کوئی اعتبار نہیں۔ حیض یا منی آنے کی وجہ سے بلوغ کے دعوی میں بغیر یمین کے عورت کی تصدیق کی

جائیگی، اورعمر کی وجہ سے بلوغ کے دعوی میں کسی ایسی تجربہ کارعورت کے بینہ سے تصدیق کی جائیگی، جوسالوں کے عدد کو یادرکھتی ہو۔

۶؎۔یعنی ایسا عیب جس کی بناپر نکاح کی حالت میں اس (عیب) سے ناواقف شخص کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ وہ عیوب سات ہیں جن کا بیان آگے آرہا ہے۔مگر کفاءت میں صرف ان تین (عیوب) کا اعتبار ہوتا ہے جومرداورعورت کے درمیان مشترک ہیں۔ وہ تین عیوب یہ ہیں۔(۱) برص (۲) جنون (۳) جذام (کوڑھ)۔ان عیوب کا اعتبارنہیں جو عورتوں کے ساتھ خاص ہیں یعنی رتق اورقرن، کیونکہ مرد کا ان دونوں سے محفوظ ہونے کا کوئی معنی نہیں، اورنہ ہی ان عیوب کا اعتبار ہے جومردوں کے ساتھ خاص ہیں یعنی جب اورعنہ۔ کیونکہ عورت کا ان دونوں سے محفوظ ہونے کا کوئی معنی نہیں۔

==

صداق (مہر):

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔"**وآتوا النساء صدقاتھنّ نحلة**"۱؎ (عورتوں کوان کے مہرخوشی سے دے دو۔ اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کے خواہش مند شخص سے فرمایا۔"**التمس ولو خاتمامن حدید**" (بخاری ومسلم) (تلاش کرواگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو)

صداق:۔ جو چیز نکاح یاوطی سے ۲؎واجب ہوتی ہے اسے صداق کہتے ہیں،صداق کو مہر بھی کہا جاتا ہے۔جس چیز کا ثمن ہونا صحیح ہے اس کا صداق ہونا بھی صحیح ہے۔ ہاں صداق کا

چاندی ہونا، دس درہم ۳؎سے کم اور پانچ سو درہم ۴؎سے زیادہ نہ ہونا سنت ہے۔مہر کا عقد میں بیان کرنا اور کچھ مہر کا دخول سے پہلے سپرد کردینا مسنون ہے۔

دخول یا زوجین میں سے کسی کے مرجانے سے پورا مہر لازم ہوگا اور دخول سے پہلے طلاق سے مہر آدھا ہوجائیگا۵؎۔ اور دخول سے پہلے جدائی اگرعورت کی جانب سے ہو یا عورت جدائی کا سبب بنے مثلاً عورت کا مرتد ہوجانا،عورت کا نکاح کو فسخ کردینا، یا شوہر کا عورت میں عیب کی وجہ سے نکاح کا فسخ کردینا،تومہر ساقط ہوجائیگا۔

دخول سے پہلے عورت کا مہر غیر مؤجل ۶؎ لینے کے لیے خود کو روک لینا جائز ہے کوئی ولی چھوٹی بچی کی شادی مہرمثل سے کم پرنہیں کرسکتا اورنہ چھوٹے بچے کی شادی مہرمثل سے زائد پر کرسکتا ہے۔ ولی کو جس طرح اپنے مولیہ کے دوسرے قرضوں اورحقوق کو معاف کرنے کا اختیار حاصل نہیں اسی طرح اسے اس کے مہر کو بھی معاف کرنے کا اختیارنہیں۔ مکلفہ کی جانب سے مہر کا تبرع صحیح ہے۔

==

۱؎۔سورہ نساء آیت نمبر ۴۔

۲؎۔ یاقہراً بضع کو فوت کردینے سے،مثلاً دودھ پلادینا یا گواہوں کا رجوع کرلینا۔

پہلے کی مثال۔ کسی شخص کی کبیرہ بیوی نے اس کی صغیرہ بیوی کو دودھ پلادیا اب صغیرہ بیوی اس پرحرام ہوگئی۔لہذا دودھ پلانے والی بیوی پرشوہر کے لیے مہرمثل کا نصف واجب ہوگا۔

دوسرے کی مثال۔طلاق کے گواہوں کا قاضی کے تفریق کے فیصلہ کے بعد رجوع کرلینا۔ اس صورت میں بھی گواہوں پرشوہر کے لیے مہرمثل کا نصف واجب ہوگا۔

۳۔ کم سے کم مہر جس کا بیان کرنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے۔

۴۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں اور حضرت ام سلمہ کے علاوہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کی مہروں سے زائد نہ ہو۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کے لیے نجاشی اصحمہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ وسلم کی تعظیم وتکریم میں آپ کی طرف سے چارسو مثقال مہر دیا تھا۔

۵۔ اگرچہ (دخول سے پہلے) شوہر کے بیوی کو طلاق سپرد کردینے سے طلاق واقع ہو یا خلع سے طلاق ہو۔ شوہر کے مرتد ہوجانے کی وجہ سے نکاح کا فسخ ہوجانا شوہر کے طلاق دینے ہی کی طرح ہے۔

۶۔ یعنی جو مہر معین ہو یا جس کا ادا کرنا فوراً ہو۔ اور اگر مہر موجل ہے یا شوہر نے عورت کی پوری رضامندی سے وطی کرلیا تو عورت کو اپنے آپ کو روکنے کا حق نہیں۔

================================

فسخ نکاح کا خیار:

اگر اسباب خیار میں سے کوئی سبب ثابت ہوجائے تو نکاح کو فسخ کرنا جائز ہے۔ نکاح میں اسباب خیار پانچ ہیں۔

اول عیب نکاح:۔ زوجین میں سے اگر کوئی دوسرے کے اندر عیوب نکاح ۱۔ میں کوئی عیب پائے تو اسے فوراً (نکاح کے فسخ کرنے کا) خیار حاصل ہوتا ہے۔ عیوب نکاح سات ہیں۔ ۱) جنون (پاگل ہونا)۔ ۲) برص (سفید داغ)۔ ۳) جذام (کوڑھ)۔ ۴) رتق ۲۔ ۵) قرن۔ ۶) جبّ۔ ۷) عنّۃ ۳۔

دوم خُلف شرط:۔ اگر عقد میں زوجین میں سے کسی کے اندر خوبصورتی، مالداری، جوانی اور پرہیزگاری وغیرہا کسی صفت کی شرط لگائی گئی، پھر وہ شرط سے کم درجہ کا نکلا تو دوسرے کو خیار حاصل ہے۔

سوم خلف ظن:۔ اگر زوجین میں سے کسی نے دوسرے کو عیوب سے محفوظ ہونے کا گمان کیا مگر وہ عیب دار ظاہر ہوا تو اسے خیار حاصل ہے۔ کفاءت کی دوسری چیزوں اور دوسرے اوصاف میں خلف ظن کی وجہ سے خیار حاصل نہیں، کیوں کہ تلاش وجستجو اور شرط کو ترک کرکے اسی نے تقصیر اور کوتاہی کی ہے ۴۔

چہارم شوہر کا تنگ دست ہونا:۔ اگر شوہر نفقہ، کپڑا، گھر یا مہر ۵۔ دینے سے عاجز ہے اگرچہ (یہ عجز) اس وجہ سے ہے کہ اس کا مال مسافت قصر پر ہے یا اپنا قرض وصول کرنے یا کمانے سے معذور ہے، تو مکلفہ عورت کو اپنے نکاح کو فسخ کرنے کا خیار حاصل ہے۔ قاضی یا حکم کے پاس شوہر کے تنگ دست ثابت ہونے سے پہلے فسخ نہیں ہوسکتا۔ اگر مذکورہ چیزیں اس کے (یعنی قاضی یا حکم کے) پاس ثابت ہوجائیں تو وہ شوہر کو تین دن کی مہلت دے گا ۶۔ پھر قاضی خود فسخ کردے گا یا عورت اس کی اجازت سے فسخ کردے گی۔ اگر جس جگہ پر عورت ہے وہاں قاضی یا حکم متعذر رہوں یا ان کے پاس ثابت کرنا متعذر رہو تو عورت فسخ پر گواہ بنا کر فسخ کرنے میں مستقل ہے۔

غیر تنگ دست اگر اپنی بیوی کی نفقہ نہ دے تو معتمد مذہب پر مطلقا فسخ ممتنع ہے ۷۔ (یعنی فسخ نہیں ہوسکتا ہے) مگر اس صورت میں کہ جب عورت کی ضروریات شوہر کے مفقود الخبر ہونے کی وجہ دشوار ہے تو بعض فقہا نے فسخ کے جواز کا قول کیا ہے۔ اور بہتوں نے ایسے غائب شوہر میں فسخ کو اختیار کیا ہے جس سے نفقہ کی تحصیل دشوار ہے اگرچہ مفقود الخبر

نہ ہو کیونکہ نفقہ تک رسائی کا متعذر رہنا شوہر کے تنگ دست ہونے کے حکم میں ہے۔

غلام کی بیوی کا آزاد ہوجانا: آزاد مرد پر باندی سے نکاح کرنا حرام ہے ۸۔ ہاں اگر وہ شخص باندی کے علاوہ سے نکاح کرنے سے عاجز ہو، زنا کا اندیشہ ہو اور باندی مسلمان ہو تو جائز ہے۔ اور آزاد عورت کا غلام سے شادی کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ غلام آزاد عورت کا کفو نہیں ہے، ہاں اگر عورت اور اس کا ولی اقرب دونوں راضی ہوں (تو درست ہے)۔ غلام اپنے آقا کی اجازت سے شادی کرسکتا ہے پھر اگر غلام کی بیوی آزاد کردی گئی تو (اب اسے آزاد ہوجانے کی وجہ سے) فسخ نکاح میں خیار حاصل ہوگا۔

==

۱۔ اگرچہ دونوں عیب میں ایک دوسرے کے مثل ہیں۔ ہاں دو پاگلوں میں اختیار نہ ہونے کی وجہ سے خیار متعذر (دشوار) ہے۔

۲۔ رتق یعنی جماع کے منفذ (سوراخ) کا گوشت سے بند ہوجانا، قرن یعنی اس کا (منفذ کا) ہڈی سے بند ہوجانا، جبّ یعنی آلہ کا کٹا ہونا اور عنّہ یعنی وطی سے عاجز ہونا۔

۳۔ پہلے تین عیوب نکاح مشترک ہیں ان کی وجہ سے ہر ایک کو مطلقا خیار ثابت ہوتا ہے اور ولی کے لیے خیار ثابت ہوتا ہے جبکہ یہ عیوب عقد کے مقارن (ملے ہوئے) ہوں اگرچہ عورت ان عیوب پر راضی ہو۔ رتق اور قرن دونوں عورت کے ساتھ خاص لہذا ان دونوں کی وجہ سے شوہر کو خیار حاصل ہوگا۔ اور جب وعنہ شوہر کے ساتھ خاص ہیں اس لیے ان کی وجہ سے عورت کو خیار حاصل ہوگا۔ بشرطیکہ ان میں سے ہر ایک میں فسخ حاکم یا حکم کے سامنے ہو۔ ہاں اگر کوئی حاکم یا حکم نہ ملے تو ضرورتاً عورت کا فسخ نافذ ہوگا۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

۴۔ برخلاف عیب ظاہر ہونے کے۔ کیونکہ لوگ اکثر عیب سے محفوظ ہوتے ہیں۔ لہذا تلاش وجستجو یا شرط کو ترک کردینے میں کوئی کوتاہی نہیں۔ لہذا خلف ظن کی وجہ سے عیب کی صورت میں خیار حاصل ہوگا۔

۵۔ نفقہ اور کپڑا اسے مراد ان کا سب سے کم درجہ ہے، گھر سے مراد وہ جو عورت کی حالت کے مناسب ہو اور مہر سے مراد وہ مہر ہے جو ابتدا میں تھا۔ کیونکہ مہر سے عجز کی صورت میں خیار فسخ کے لئے یہ شرط ہے کہ مہر سے عجز، وطی سے پہلے ہو۔ وطی کے بعد مہر سے عاجز ہونے کی صورت میں خیار حاصل نہیں۔

۶۔ سوائے مہر سے عجز کی وجہ سے خیار میں۔ کیونکہ مہر سے عجز کی وجہ سے خیار فوراً حاصل ہوتا ہے۔ مذکورہ تمام صورتوں میں فسخ اسی شرط کے ساتھ جائز ہے کہ عورت گھر کو لازم پکڑے رہے، نافرمان نہ ہو اور عورت ملازمت بیت اور نافرمان نہ ہونے پر حلف لے اور اس بات پر حلف لے کہ شوہر کے پاس مال موجود نہیں ہے اور اس نے کوئی نفقہ نہیں چھوڑا ہے۔

۷۔ شوہر حاضر ہو یا غائب ہو، مفقود الخبر ہو یا مفقود الخبر نہ ہو۔

۸۔ کیونکہ باندی کی اولاد باندی کے آقا کی غلام ہوتی ہے۔

==

مہر مثل

وہ مہر جو اس عورت کے عصبات ۱۔ پھر ذوارحام پھر اجنبیہ ۲۔ عورتوں میں سے اس جیسی نسب اور صفت والی عورت کا مہر ہوتا ہے مہر مثل کہلاتا ہے۔

جن عورتوں کے لئے مہر مثل لازم ہوتا ہے وہ یہ عورتیں ہیں۔

۱) وہ غیر رشیدہ عورت جس کے ولی نے اس کی شادی مہرِ مثل سے کم پر کر دی ہو۔

۲) وہ رشیدہ عورت جس کے ولی نے اس کی شادی مہرِ مثل سے کم پر کر دی جبکہ اس نے مہر مثل سے کم پر کرنے کی اجازت نہ دی ہو۔

۳) وہ رشیدہ عورت جس نے ولی کے لئے کوئی مقدار معین کر دیا ہو مگر ولی نے عقد میں اس مقدار سے مہر کو کم کر دیا ہو۔

۴) وہ عورت جس کی شادی میں مہر کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔

۵) وہ عورت جس کے نکاح کو کسی شخص نے اپنے چھوٹے بچے کے لئے اسی بچے کے مال سے مہرِ مثل سے زیادہ پر قبول کیا ہو۔

۶) وہ عورت جس کے بیان کردہ مہر کو مہر میں اختلاف کی وجہ سے فسخ کر دیا گیا ہو ۳؎۔

۷) وہ عورت جس سے وطی بشبہ کی گئ ہو جیسے نکاح فاسد (میں وطی کی گئیہو)۔

==================================

۱؎۔ سگی بہن سب پر مقدم ہوگی، پھر علاتی بہن مقدم ہوگی پھر سگے بھائی کی بیٹی، پھر علاتی بھائی کی بیٹی، پھر سگی پھوپھی پھر علاتی پھوپھی مقدم ہوگی۔

۲؎۔ یعنی اگر اس کے عصبات کا مہر معلوم نہ ہو تو صرف ماں کی طرف کی ذوارحام عورتوں کا اعتبار ہوگا (برخلاف میراث میں ذوارحام کے) ماں سب پر مقدم ہوگی پھر ماں کی قرابت مقدم ہوگی۔ اور اگر ذوارحام عورتوں کا بھی مہر معلوم نہ ہو تو اس عورت کا مہرِ مثل اجنبیہ عورت سے ہوگا۔

۳؎۔ اس طور پر کہ شوہر اور بیوی کے درمیان مہر کی مقدار یا صفت میں اختلاف

پیدا ہو جائے اور کسی کے پاس اپنے دعوی پر بینہ نہ ہو تو دونوں سے حلف لیا جائے گا پھر بیان کردہ مہر کو فسخ کر دیا جائے گا اور مہرِ مثل واجب ہوگا۔

(تتمہ) بسا اوقات عورت پر مرد کے لئے مہرِ مثل واجب ہوتا ہے۔ مثلا بغیر کوئی عوض ذکر کئے ہوئے یا عوض فاسد سے خلع ہوا (تو عورت پر مرد کے لئے مہرِ مثل واجب ہوگا)۔

==

بیوی کا نان ونفقہ:

بیوی کے نان ونفقہ پر بیوی کو قادر بنا دینا شوہر پر واجب ہے۔ نان ونفقہ میں دس چیزیں آتی ہیں۔

۱۔ طعام (کھانا)۔ بیوی کے شہر ۱؎ کے غالب اناج سے تنگ دست پر ایک مد، متوسط پر ڈیڑھ مد اور خوشحال شخص پر دو مد۔

۲۔ اس کے (بیوی کے) شہر کے غالب ادم (سالن) سے ادم معتاد (مروج سالن) ۲؎ مثلاً تیل، گھی اور سرکہ۔ ہر موسم میں وہی واجب ہے جو اس موسم کے مناسب ہو۔

۳۔ گوشت۔ مقدار اور وقت میں عورت کے محلے کی عادت ۳؎ اور شوہر کے خوشحالی تنگ دستی کے اعتبار سے۔

۴۔ اتنا لباس جو اس کو کفایت کرے۔ لباس کی تعداد ٹھنڈی اور گرمی میں اس کی بستی کے محل کے اعتبار سے مختلف ہو سکتی ہے۔ اور لباس کی کوالٹی بھی شوہر کے خوشحال اور تنگ دست ہونے کے اعتبار سے مختلف ہو سکتی ہے۔ لباس میں قیمص، شلوار، پائجامہ، دوپٹہ، جاڑے کا لحاف اور جوتی چپل شامل ہے۔

۵۔اس کے بیٹھنے کے لیے جاڑے اور گرمی کے مناسب چٹائی، دری وغیرہ۔

۶۔وہ چیزیں جس پر وہ سو سکے اور اوڑھ سکے جیسے گدا، بسترم اوڑھن وغیرہ۔

۷۔کھانے، پینے اور پکانے کے سامان۔جیسے پیالہ، پیالی، گھڑا، ہانڈی، لکڑی

۸۔صفائی ستھرائی کے سامان۔جیسے کنگھی، تیل، صابن، مسواک اور خلال (دانتوں کے خلال کے لیے سیخ)۔

۹۔ایسا گھر جو عادتاً بیوی کے لائق ہو، اگرچہ کرایہ یا منگنی پر ہو۔

۱۰۔خادم دینا[۴]۔ اگر عورت ان میں سے ہے جن کی عموماً ان کے گھر پر خدمت کی جاتی ہے یا بیماری یا بوڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے خدمت کی حاجت ہے۔

۱؎۔مراد وہ جگہ جہاں پر عورت اقامت پزیر ہے۔

۲؎۔ ہمارے شہروں میں مروج سالن مچھلی ہے۔مچھلی کو گوشت میں جس کا بیان آرہا ہے، شامل کیا جاسکتا ہے۔

۳؎۔اگر عادت ہفتہ میں ایک بار کی ہے تو ایک بار اور دو بار کی عادت ہے تو دو بار (واجب ہے)۔گوشت کو سالن میں شامل ہونے کے باوجود، اس کے شرف وعظمت کی وجہ سے خاص طور پر الگ سے ذکر کیا، جیسا کہ حدیث میں ہے جسے ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔"**سید ادم اھل الدنیا والآخرۃ اللحم**" (اہل دنیا وآخرت کے سالنوں کا سردار گوشت ہے)

۴؎۔خدمت کرنے کے لیے ایسے کو دے جس کا بیوی کو دیکھنا جائز ہو۔جیسے بچہ، عورت اور بیوی کا محرم۔خدمت کرنے والا اجرت پر ہے تو اجرت مثل واجب ہے اور اگر خادم شوہر کا مملوک (غلام) ہے تو وہ واجب ہے جو اس خادم کو کفایت کرے اور اگر خادم نہ اجرت پر ہے اور نہ اس کا مملوک ہے تو لباس کے ساتھ خوشحال شخص پر ایک مد اور دو تہائی مد (۱-۳۲) اور تنگ دست پر ایک مد واجب ہے۔

نان ونفقہ کے احکام:

کھانا، سالن اور گوشت دن بدن، لباس ہر چھ مہینے میں، جن جن اوقات میں نئے سامان کی عادت ہو ان اوقات میں بیٹھنے، سونے، کھانے، پینے، پکانے اور صفائی ستھرائی کے (نئے) سامان اور گھر و خادم ہمیشہ (دینا) واجب ہے۔عورت بیماری کے دنوں کا کھانا، سالن، کپڑا اور صفائی ستھرائی کے سامان کے حقدار ہے۔گھر اور خادم صرف نفع اٹھانے کے لیے ہیں، ان کا مالک بنانا نہیں ہے۔

لہذا یہ دونوں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ساقط ہوجائیں گے عورت کو ان میں (خادم اور گھر میں) تصرف کرنے کا حق نہیں۔ان دونوں کے علاوہ چیزوں ۱؎ کی بیوی مالک ہے لہٰذا گھر اور خادم کے علاوہ میں بیوی بیع، ہبہ وغیرہ جس طرح چاہے تصرف کرسکتی ہے۔

جو شخص دور دراز کے سفر کا ارادہ کرے اسے اپنی بیوی کو طلاق دینے یا ایسے شخص کو وکیل بنانے کا حکم دیا جائیگا جو مال موجود سے بیوی پر خرچ کرے۔

عورت کا شوہر کے ساتھ کھانے پینے سے، کسی شخص کا شوہر کی تعظیم وتکریم میں بیوی کی ضیافت کرنے سے اور نافرمانی (نشوز) سے اگرچہ نافرمانی لمحہ بھر کے لیے ہو پورا کا پورا نان ونفقہ ساقط ہوجاتا ہے جب تک شوہر ناشزہ بیوی سے لطف اندوز نہ ہو ۲؎ تب تک اس دن کا نفقہ اور اس موسم کا لباس دینا ساقط ہوجاتا ہے۔

شوہر کی فرمانبرداری سے نکل جانا۔ جیسے بغیر کسی عذر مثلاً حیض اور بیماری ۳؎ کے، شوہر کو لطف اندوزی سے روک دینا بغیر شوہر کی رضا مندی وگمان رضا مندی اور بغیر کسی عذر ۴؎ کے اس گھر سے نکل جانا جس گھر میں اس کی اقامت پر شوہر راضی ہے، نشوز کہلاتا ہے۔

==========

۱؎۔ یعنی نفقہ اور لباس وغیرہ۔

۲؎۔ کیونکہ ناشزہ عورت سے لطف اندوز ہونا گویا کہ اس کے نشوز (نافرمانی) کو معاف کردینا ہے

۳؎۔ اور قبل وطی مہر معجّل کو لینے کے لیے اپنے آپ کو روک لینا، اور شوہر کے آلہ کا بڑا ہونا (عذر میں شامل ہے)

۴؎۔ لہذا اگر کسی عذر کی وجہ سے نکلی تو نشوز نہیں۔ جیسے کہ اپنی جان یا مال کا خوف ہونے کی وجہ سے اس کا نکلنا، قاضی سے اپنا حق طلب کرنے کے لیے نکلنا، علوم عینیہ کا علم حاصل کرنے، مسئلہ دریافت کرنے کے لیے نکلنا جبکہ ثقہ شوہر یا عورت کا محرم وغیرہ اس کے لیے نکلنے سے بے نیاز نہ کردے۔ اور اگر شوہر تنگ دست ہے تو تجارت کے ذریعہ نفقہ حاصل کرنے، کمائی کرنے یا سوال کرنے کے لیے نکلنا، اور قریبی سے ملاقات اور عیادت کے لیے نکلنا جبکہ شوہر شہر میں نہ ہو اور اپنے شہر سے نکلنے سے پہلے یا بعد میں عورت کو شہر سے نکلنے سے منع نہ کیا ہو۔

==========

عورتوں کے درمیان عدل:

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

مرد کو جتنی عورتیں بھائیں دو دو، تین تین، اور چار چار ا؎ سے نکاح کرنا جائز ہے اگر ایک سے زیادہ کی حاجت نہ ہو یا عورتوں کے حقوق ادا نہ کرسکنے کا اندیشہ ہو تو ایک ہی عورت پر اکتفاء کرنا بہتر ہے، چار سے زائد عورتوں کا جمع کرنا حرام ہے ۲؎۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "**فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدةً**" ۳؎ (تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو، تین تین اور چار چار اگر ڈرو کہ دو بیویوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک کرو) (کنزالایمان)۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "**اذاکان عندالرجل امراتان فلم یعدل بینهما جاءیوم القیامة وشقه مائل او ساقط**" (ابوداؤد) اگر مرد کے پاس دو عورتیں ہوں پھر دونوں میں عدل نہ کرے تو قیامت کے دن اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کا آدھا دھڑ مائل یا ساقط (بیکار) ہوگا جس شخص کے نکاح میں چند عورتیں ہوں اس پر ان کے لیے باری مقرر کرنا یعنی ٹھرنے میں ان کے درمیان عدل کرنا واجب ہے۔ لہذا نئی بیوی کے مدت زفاف کے علاوہ اگر کسی بیوی کے پاس کسی مدت تک ٹھہرا رہا تو اس پر واجب ہے کہ باقی دوسری عورتوں کے پاس اتنی ہی مدت تک ٹھہرے ۴؎ باکرہ عورت کے لیے مدت زفاف ۵؎ بغیر قضاء کے سات دن اور ثیبہ عورت کے لیے بغیر قضاء کے تین دن اور قضاء کے ساتھ سات دن ہے ۶؎۔

نافرمان، صغیرہ، وطی بشبہ سے عدت گزارنے والی اور اپنے حاجت کے لیے شوہر کی اجازت سے سفر کرنے والی عورت کے لیے کوئی باری نہیں۔ عورتوں کے درمیان لطف اندوزی کے تمام اقسام میں برابری کرنا مسنون ہے ۷؎۔ باری کی شروعات قرعہ اندازی سے کرنا واجب ہے ۸؎۔ سب سے کم اور سب سے افضل ہر ایک کے لیے ایک رات ہے

اور زیادہ سے زیادہ تین ہے۔ لہذا بغیر عورتوں کی رضامندی کے تین سے زیادہ جائز نہیں۔

قسم (یعنی باری مقرر کرنے میں) دن میں کام کاج کرنے کے لیے اصل رات اور رات میں کام کاج کرنے والے کے لیے اصل دن ہے ۹۔ غیر اصل میں مقدار اقامت میں برابری واجب نہیں کیونکہ غیر اصل تردد کا وقت ہوتا ہے۔ شوہر ایک عورت کی اصل میں دوسری عورت کے پاس ضرورت کے لیے جا سکتا ہے مثلاً اہل وعیال کے جل جانے کا اندیشہ ہو۔ اور غیر اصل میں دوسرے کے پاس حاجت کے لیے مثلا کوئی سامان لینے کے لیے جا سکتا ہے ۱۰۔ اگر اول میں (یعنی ضرورت کے لیے داخل ہونے میں) ٹھرنا دراز ہو گیا یا قدر ضرورت سے زیادہ ٹھرا رہا تو پورے کی قضا کرے (یعنی باقی بیویوں کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرا رہے)، اور اگر دوسری صورت میں (یعنی حاجت کے لیے داخل ہونے میں) ٹھہرنا طویل ہو گیا تو کوئی قضا نہیں، اور اگر اس نے خود حاجت سے زیادہ طویل کر دیا تو صرف (قدر حاجت سے) زائد کی قضا کرے ۱۱۔

==============================

۱۔ یہ حکم آزاد مردوں کے لیے ہے غلاموں پر دو سے زیادہ بیویاں جمع کرنا حرام ہے

۲۔ مرد کے لیے جائز ہے کہ وہ سوائے ان باندیوں سے جن سے نکاح حرام ہے جتنی باندیوں سے چاہے وطی کرے۔ کیونکہ جن سے نکاح کرنا حرام ہے ان سے اپنی باندی ہونے کی وجہ سے وطی بھی حرام ہے۔ اور یہ تسری (باندی سے وطی کرنا) غلامی کو ختم کرنے اور استرقاق (یعنی غلام کا مالک بننے) کو رفع کرنے کا سب سے نفع بخش ذریعہ ہے کیونکہ آقا سے باندی کی اولاد آزاد ہوتی ہے اور باندی بھی آقا کی موت کے بعد آزاد ہو جاتی ہے۔

۳۔ سورہ نساء آیت نمبر ۳۔

۴۔ خواہ باقی عورتوں کے ساتھ کوئی عذر مثلاً بیماری اور حیض ہو یا نہ ہو۔ (ٹھرنا واجب ہے)

۵۔ مدت زفاف واجب ہے۔

۶۔ لہذا اگر ثیبہ عورت کے پاس مدت زفاف تین (دن یا رات) گزارا تو دوسری عورتوں کے لیے کوئی قضا نہیں، اور اگر سات (دن یا رات) گزارا تو ہر ایک کے لیے سات (دن یا رات) کی قضا کرے (یعنی ہر ایک کے پاس سات دن یا رات گزارے)

۷۔ کسی ایک بیوی کی طرف میلان قلب کی وجہ سے شوہر سے مواخذہ نہیں۔

۸۔ اگر تمام عورتیں کسی ایک کے پاس سے باری کی شروعات کرنے پر راضی نہ ہوں۔

۹۔ پہلی صورت میں (یعنی دن میں کام کاج کرنے والے کے لیے) دن (رات کے) تابع ہے اور دوسری صورت میں (یعنی رات میں کام کاج کرنے والے کے لیے) رات (دن کے) تابع ہے۔

مسافر میں اعتبار اس کے نزول (قیام کرنے) کا وقت ہے، اگر دوران سفر اس نے خلوت نہ کی ہو ورنہ اسی سفر کا اعتبار ہے۔ اور قسم کا اعتبار پاگل میں اس کے افاقہ کا وقت ہے۔

۱۰۔ اور اس وقت شوہر کے لیے جماع کے علاوہ ہر طرح کی لطف اندوزی جائز ہے اور جماع حرام ہے۔

۱۱۔ جماعت اور جنازہ وغیرہ کے لیے نکلنے میں باری کی راتوں کو برابر برابر کرنا واجب ہے۔

==============================

معاشرتِ زوجین:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" **وعاشروھنّ بالمعروف** "ا؎ (اوران کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" **والرجل راع علی اھله ومسئول عن رعیته والمرأة راعیة علی بیت زوجھا ومسئولة عن رعیتھا**" (بخاری ومسلم)

ترجمہ: اور مرد اپنے اہل کا نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی اور عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگہبان ہے اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

اور فرمایا "**لایفرک مومن مؤمنة انکرہ منھا خلقا رضی منھا آخر** "(مسلم) (مسلمان مرد، عورت مؤمنہ کو مبغوض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت بری معلوم ہوتی ہے تو دوسری پسند ہوگی)۔ اور فرمایا :**ایما امرأة ماتت وزوجھا عنھا راض دخلت الجنة** (ترمذی)۔ جو عورت اس حال میں مری کہ شوہر راضی تھا وہ جنت میں داخل ہوگی۔

زوجین پر ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ کرنا واجب ہے، ہر ایک دوسرے کی ناپسند چیز سے پرہیز کرے، رضا اور خندہ پیشانی کے ساتھ دوسرے کے حقوق ادا کرے۔مگر ایسا نہ ہو کہ اس پرہیز اور حقوق کی ادائیگی میں وہ خود کلفت اور مشقت میں پڑ جائے۔

شوہر کے بیوی پر چار حقوق ہیں:۔۱) شوہر کی فرمانبرداری کرے۔ ۲) اس کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ ۳) اپنے آپ کو شوہر کے سپرد کردے۔ ۴) ہمیشہ گھر میں رہے۔ اور بیوی کے بھی شوہر پر چار حقوق ہیں:۔۱) بیوی کے ساتھ حسن سلوک ۔ ۲) نان ونفقہ۔ ۳) مہر۔ ۴) قسم (باری مقرر کرنا)۔

اگر بیوی کی طرف سے نافرمانی ۲؎ کے آثار ظاہر ہوں تو شوہر کے لئے اسے اپنی خواب گاہ سے الگ کر دینا ۳؎ اور غیر مبرح ۴؎ مار جائز ہے اور معاف کر دینا اور نصیحت پر اکتفا کرنا بہتر ہے۔گالی دینا نافرمانی میں داخل ہے۔ ہاں اگر بیوی شوہر کو گالی دے تو شوہر کے لئے بیوی کو تادیباً سزا دینا جائز ہے۔شوہر پر اپنی بیوی سے جماع کرنا ۵؎ واجب نہیں، ہاں اس کو خواب گاہ اور جماع سے دور رکھنا مستحب ہے۔

اگر شوہر بیوی کا کوئی حق ادا نہ کرے تو حاکم شوہر کو وہ حق ادا کرنے پر مجبور کرے یا بغیر کسی سبب کے تکلیف دے تو حاکم پہلے اسے منع کرے پھر اگر دوبارہ تکلیف دے تو حاکم اس کی تعزیز کرے۔ اگر ہر ایک دوسیرے کی زیادتی کا دعوی کرے، تو حاکم دونوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے کسی ثقہ (بھروسہ مند شخص) کو بھیجے، پھر ان میں سے ظالم کو اس کے ظلم سے روکے، اگر آپس میں ناچاقی سخت ہوجائے تو حاکم ہر ایک کے لئے ایک فیصل جس سے وہ راضی ہو بھیجے، بہتر یہ ہے کہ ایک فیصل شوہر کے گھر والوں میں سے ہو اور ایک فیصل بیوی کے گھر والوں میں سے ہو، پھر دونوں فیصل صلح یا تفریق (جدائی) میں سے جو بہتر ہو کریں۔ اگر دونوں فیصلوں میں اختلاف پیدا ہوجائے تو حاکم دوسرے دو فیصلوں کو بھیجے یہاں تک کہ دونوں تفریق یا جدائی میں سے کسی ایک پر راضی ہوجائیں۔

==

ا؎۔ سورہ نساء آیت نمبر ۱۹۔

۲؎۔ نافرمانی یعنی شوہر کی فرمانبرداری سے نکل جانا۔ مثلا بغیر شوہر کی اجازت گھر سے نکل جانا، شوہر کو اپنے سے لطف اندوز ہونے سے روک دینا، شوہر پر اندر سے دروازہ بند

کر دینا یا جب شوہر اپنے گھر میں بلائے تو بغیر کسی عذر کے نہ جانا۔

۳۔ کیونکہ بغیر کسی عذر شرعی کے تین دن سے کم بات چیت ترک کرنا مکروہ اور تین دن سے زیادہ ترک کرنا حرام ہے، مگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے ترک کرنا مستحب ہے۔

۴۔ مبرح:۔ ایسی مار جس سے سخت تکلیف ہو۔ غیر مبرح چہرہ اور مقتل (قتل کی جگہ) کے علاوہ پر اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ مار شوہر کے گمان میں فائدہ مند ہوگی اور وہ چالیس ضرب سے آگے نہ بڑھے۔

۵۔ کیونکہ جماع کرنا شہوت کے مقتضیات سے سے ہے اور یہ شہوت شوہر کے اختیار میں نہیں۔

=====================================

طلاق:

طلاق کا لغوی معنی رسی کھولنا اور اصطلاح شرع میں نکاح کے بندھن کو اس چیز سے کھول دینا جو فراق جدائی پر دلالت کرے، طلاق کہلاتا ہے۔ ہر مکلف مختار مرد کا طلاق دینا صریح الفاظ سے مطلقاً اور کنایہ کے الفاظ سے نیت کے ساتھ صحیح ہے۔ صریح وہ لفظ ہے جو طلاق، فراق (جدائی) یا سراح (رہا کرنا) سے مشتق ہو (یعنی بنا ہوا ہو) یا اس مشتق کا ترجمہ ہو۔ جیسے یہ کہنا **طلقتک** (میں نے تجھے طلاق دی)، **فارقتکِ** (میں نے تجھے جدا کیا) یا **سرحتکِ** (میں نے تجھے رہا کیا) یا یہ کہنا **انت مطلقة** (تو طلاق والی ہے)، **انت مفارقة** (تو جدا ہے) یا **انت مسرحة** (تو رہا ہے)۔ کنایہ کے الفاظ۔ **انت علی حرام** (تو مجھ پر حرام ہے)، **خذی طلاقکِ** (اپنی طلاق لے)، **لا حاجة لی فیکِ** (مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں) یا **ترکتکِ** (میں نے تجھے چھوڑا)

ہازل کے لفظ اور معتدی (حد سے تجاوز کرنے والا) کے نشہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے طلاق میں توکیل (وکیل بنانا)، **تملیک** (مالک بنانا)، تعلیق اور استثناء جائز ہے ا۔

لہٰذا اگر شوہر نے کسی کو وکیل بنایا تو جب وکیل طلاق دیگا تبھی واقع ہوگی۔ اور وکیل جب چاہے طلاق دے سکتا ہے۔ اگر شوہر نے بیوی کو طلاق کا مالک بنا دیا تو طلاق اسی صورت میں واقع ہو سکتی ہے جب کہ عورت فوراً خود کو طلاق دے۔ اور اگر شوہر نے طلاق کو معلق کیا ہے تو طلاق اس شرط کے پائے جانے کے وقت واقع ہوگی جس پر طلاق کو معلق کیا ہے۔ اور اگر شوہر نے طلاق میں استثناء کیا ہے تو صرف وہی طلاق واقع ہوگی جو استثناء کے بعد باقی بچا ہے اور جب تک عورت کی عدت ختم نہ ہو، طلاق رجعی واقع ہوگی ۲۔

=====================================

ا۔ توکیل۔ جیسے شوہر کا دوسرے شخص سے یہ کہنا۔ "میں نے تجھے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا وکیل بنایا"۔ تملیک۔ شوہر کا اپنی بیوی کو طلاق سپرد کرنا جیسے شوہر کا اپنی بیوی سے یہ کہنا ''میں نے تیری طلاق تیرے حوالے کر دی''۔ تعلیق۔ جیسے شوہر کا یہ کہنا ''تو گھر سے نکلی تو تجھے طلاق ہے''۔ استثناء جیسے "میں نے تجھے تین طلاق دی سوائے دو کے یا سوائے ایک کے"۔ دو کے استثناء میں ایک طلاق واقع ہوگی اور ایک کے استثناء میں دو طلاق واقع ہوگی۔

۲۔ برخلاف طلاق بائن یا اس رجعی کے جس کی عدت گزر چکی ہو۔ کیونکہ ان دونوں میں طلاق واقع نہ ہوگی۔

=====================================

احکام طلاق:

طلاق دینا واجب، مستحب، مباح، حرام اور کبھی مکروہ ہے۔ اول (طلاق واجب) جیسے اس مولی کا طلاق دینا جس کا وطی کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ مولی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے یہ قسم کھائی ہوا۔ کہ وہ اپنی بیوی سے مطلقاً قربت نہیں کرے گا یا چار مہینہ سے زیادہ دنوں تک قربت نہیں کرے گا۔ پھر جب چار مہینہ ہوجائے تو عورت مولی سے قربت (وطی) یا طلاق کا مطالبہ کرسکتی ہے اگر شوہر انکار کرے تو قاضی شوہر کی طرف سے عورت کو طلاق دے۔ اور اگر مولی نے اللہ کی قسم کھائی ہے اور قربت کرلی تو اس پر کفارہ یمین لازم ہے ۲۔

دوسری (طلاق مستحب) مثلاً کسی شخص کا اپنی بیوی کے حق میں کوتاہی ہونے کے اندیشہ کی وجہ سے طلاق دینا، یا پاکدامن نہ ہونے یا بدخلق ہونے کی وجہ سے نہ ہونے کی وجہ سے طلاق دینا ۳۔ تیسری (طلاق مباح) مثلاً کسی کا اپنی بیوی کی طرف میلان نہ ہونے کی وجہ سے طلاق دینا۔ چوتھی (طلاق حرام) مثلاً طلاق بدعی دینا ۴۔ پانچویں (طلاق مکروہ) جیسے ایسے شخص کا طلاق دینا جس کی حالت مذکورہ تمام صورتوں سے محفوظ ہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "**ابغض الحلال الی اللہ الطلاق**" (ابوداؤد) (تمام حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے)

==

۱۔ اللہ کی قسم کھائی، یا طلاق دینے کی قسم کھائی یا کسی قربت کے التزام کی قسم کھائی

۲۔ اگر اس نے طلاق دینے کی قسم کھائی ہے، طلاق واقع ہوجائیگی اور اگر اس نے کسی قربت کے التزام کی قسم کھائی ہے تو وہ قربت یا کفارہ یمین دونوں میں سے کوئی ایک لازم ہوگا

۳۔ اس کے ساتھ کہ اس کا نفس بغیر اسے لطف اندوزی کے نان ونفقہ کی اجازت نہ دے۔

۴۔ مدخول بہا کو حیض یا نفاس میں یا ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں وطی کی ہے طلاق بدعی کہلاتا ہے۔ کیونکہ پہلی اور دوسری صورت میں عدت کی مدت لمبی ہو جائیگی اور تیسری صورت میں ہوسکتا ہے کہ عورت اسی وطی سے حاملہ ہوجائے اور طلاق ندامت وشرمندگی کا باعث بنے۔

==

عدد طلاق:

کم سے کم طلاق ایک بار اور زیادہ سے زیادہ تین بار ا ہے، اور بلاضروت طلاق دینا جیسا کہ گزر چکا مکروہ ہے۔ اور ایک ساتھ تین طلاق دینا سخت مکروہ ہے۔ لہذا مرد ایک یا دو طلاق پر بس کرے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ ”**الطلاق مرتان فامساک بمعروف اوتسریح باحسان**،، ۲۔ (طلاق دوبار ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا)۔ جس نے طلاق کو مطلق رکھا ہے تو وہی طلاق واقع ہوگی جس کی اس نے نیت کی ہے، اگر اس نے کسی عدد کی نیت نہیں کی ہے تو ایک واقع ہوگی۔ اگر کسی شخص کو طلاق دینے میں شک ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی، اور اگر تعداد میں شک ہے تو اقل طلاق واقع ہوگی (یعنی ایک اور دو میں شک ہے تو ایک، اور اگر دو اور تین میں شک ہے تو دو واقع ہوگی) مگر احتیاط ہی بہتر ہے ۳۔

اگر کسی نے اپنی موطوٴہ کو بغیر کسی عوض کے بدلے میں طلاق دی ۴ تو وہ اس عورت سے عدت ختم ہونے سے پہلے کسی منجز ۵۔ لفظ سے رجعت کرسکتا ہے جیسے" میں نے اپنی بیوی کو

اپنے نکاح میں واپس لیا"۔ رجعت پر گواہ بنالینا مسنون ہے اور اگر عدت گزر گئ تو کوئی رجعت نہیں۔ ہاں عقد جدید سے اس عورت سے نکاح کرنا حلال ہے۔ اگر اس نے رجعت کرلیا یا اس سے نکاح جدید کرلیا تو وہ عورت اس مرد کے پاس بچی ہوئی باقی طلاق کے ساتھ لوٹ آئے گی۶؎۔ وہ عورت جسے طلاق رجعی دی گئ ہو وہ وراثت اور نفقہ میں بیوی کے مثل اور نظر ومباشرت کی حرمت میں بائنہ کے مثل ہے۔

اگر کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی تو اسی شوہر کے لئے وہ عورت ان پانچ شرطوں کے ساتھ ہی حلال ہوسکتی ہے۔ ۱) پہلے شوہر سے اس کی عدت ختم ہوجائے۔ ۲) دوسرے شخص سے اس کی شادی ہو۔ ۳) دوسرا اس سے دخول کرے۔ ۴) دوسرا اسے طلاق دے ۵) دوسرے شوہر سے اس کی عدت ختم ہوجائے۔

==

۱؎۔ طلاق کی یہ اکثر تعداد آزاد مرد کے لئے ہے۔ اور غلام صرف دو طلاق کا مالک ہوسکتا ہے۔ لہٰذا اگر غلام نے دو طلاق دیدی تو اس کی عورت بغیر حلالہ کے جس کا بیان نیچے آرہا ہے، اس کے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔

۲؎۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۹

۳؎۔ اکثر جس کا احتمال ہے اسی کو اختیار کرنے میں ہی احتیاط ہے۔

۴؎۔ لہٰذا خلع کے ذریعہ جدائی سے رجعت کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ عوض کے بدلے میں جدائی ہے۔

۵؎۔ یعنی وہ معلق نہ ہو۔

۶؎۔ یونہی خلع کے ذریعہ فرقت کی وجہ سے بھی بچی ہوئی باقی طلاق کے ساتھ لوٹے گی۔ لہٰذا اگر اس سے نکاح جدید کیا تو شوہر صرف باقی طلاق کا مالک رہے گا۔

==

خلع:

کسی عوض کے بدلے میں جدا ہونے کو خلع کہتے ہیں۔ جس شخص کا طلاق دینا صحیح ہے اس کا لفظ طلاق، خلع یا مفاداۃ ۱؎ (فدیہ لینا) سے خلع کرنا بھی صحیح ہے۔ جن جن چیزوں کا نکاح میں مہر بنانا صحیح ہے ان کا خلع میں عوض (بدلہ) بنانا بھی صحیح ہے۔ بغیر کسی عذر ۲؎ کے خلع کرنا مکروہ ہے۔ اگر خلع میں عوض کا ذکر نہ ہو تو مہر مثل واجب ہے۔

اگر کسی نے کہا کہ "میں نے تجھے ایک ہزار کے بدلے میں طلاق دیا" یا "اگر تم مجھے ایک ہزار دوگی تو تجھے طلاق ہے" تو شرط ہے کہ عورت فوراً قبول کرے۔ اور پہلی صورت میں عورت کے قبول کرنے سے پہلے شوہر رجوع کرسکتا ہے۔ مگر دوسری صورت میں نہیں کرسکتا۔ اور اگر شوہر نے کہا "جب تم مجھے ایک ہزار دوگی تب تمہیں طلاق ہے" تو نہ عورت کے فوراً قبول کرنے کی شرط ہے اور نہ ہی شوہر رجوع کرسکتا ہے۔ اور اگر بیوی نے کہا "تو مجھے ایک ہزار کے بدلے میں طلاق دیدے" یا "اگر ۳؎ تو مجھے طلاق دے گا تو تیرا میرے اوپر ایک ہزار

ہوگا" تو شرط ہے کہ شوہر فوراً قبول کرے، بیوی شوہر کے قبول کرنے سے پہلے رجوع کرسکتی ہے۔

===

۱۔ جیسے" میں نے تجھے ایک ہزار کے بدلے میں طلاق دیا" یا" ایک ہزار پر خلع کیا" یا "میں نے تجھے ایک ہزار فدیہ لے کر چھوڑا"۔

۲۔ مثلاً زوجیت کے حقوق ادا نہ کرسکنے کا اندیشہ ہونا، یا جس شخص نے تین طلاق دینے کی قسم کھائی ہے اس کا اس قسم سے چھٹکارہ کا قصد کرنا۔

۳۔ یہاں پر کلمہ "اگر" کلمہ "جب" کی طرح ہے۔ برخلاف شوہر کی جانب سے کلمہ "جب" کے کیونکہ معاوضہ اکثر بیوی کی طرف سے ہوتا ہے اور معاوضہ فوریت کو مستلزم ہوتا ہے۔

===

عدت:

عدت اس مدت کو کہتے ہیں جس میں عورت اپنے شوہر سے جدائی کے بعد اپنے آپ کو روکے رکھتی ہے ۱۔ اصلاً ۲۔ عدت برأت رحم کی معرفت اور نسب کے اختلاط واشتباہ سے حفاظت کے لئے مشروع ہے۔ عدت تین سببوں سے واجب ہوتی ہے۔ ۱) وطی کے بعد طلاق یا فسخ کی وجہ سے شوہر سے جدائی۔ ۲) وطی بالشبہ ۳۔ ۳) شوہر کی موت ۴۔

فرقت اور وطی بالشبہ کی عدت اگر عورت کو حیض آتا ہے تو تین قروء ۵۔ اور اگر اسے حیض نہیں

آتا ہے یا حیض سے ناامید ہوچکی ہے ۵۔ تو چاند کے تین مہینے ہیں۔ اور اگر حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے بشرطیکہ وہ حمل صاحب عدت کا ہو اور پورا حمل جدا ہوجائے۔ لہذا اگر جڑواں بچوں میں سے ایک بچہ پیدا ہوا تو جب تک دوسرا بچہ پیدا نہ ہوجائے عدت ختم نہیں ہوگی۔

جب عورت کا حیض بند ہوگیا ہے تو جب تک اسے حیض نہ آنے لگے یا حیض سے مایوس نہ ہوجائے (یعنی سن ایاس کو پہونچ جائے) اور پھر عدت نہ گزار لے اس وقت تک شادی نہیں کرسکتی۔ مذہب قدیم میں جو کہ مالک اور احمد کا بھی مذہب ہے اگر عورت کا حیض نامعلوم سبب ۷۔ کی وجہ سے بند ہوا ہے تو وہ عورت نو مہینے تک خود کو روکے رکھے پھر تین مہینے گزارے۔ اور وہ عورت جسے دخول سے پہلے طلاق دی گئ ہے اس پر کوئی عدت نہیں۔

وفات کی عدت اگر عورت حاملہ ہے تو وضع حمل ورنہ چار مہینے دس دن ہے۔ عدت وفات میں سوگ واجب ہے۔ خوشبو کرنے ۸۔، رنگین کپڑے پہننے، زینت کرنے، دن میں زیور پہننے، بغیر حاجت سر میں تیل لگانے اور چہرے وہاتھ پاؤں کو رنگنے کو ترک کردینا سوگ کہلاتا ہے اور غسل کے ذریعہ نظافت حاصل کرنا، کنگھی کرنا، زیرناف بال مونڈنا، ناخن کاٹنا اور پان کھانا حلال ہے۔

خلع، فسخ یا تین طلاق والی بائنہ عورت اور اس رجعی طلاق والی عورت کے لئے جسے اس کی زینت کی وجہ سے شوہر کے لوٹنے اور رجعت کرنے کی امید نہ ہو سوگ مستحب ہے۔

===

۱۔ یعنی انتظار کرتی ہے اور اس میں دوسری شادی کرنے سے باز رہتی ہے۔

۲۔ کبھی عدت اس شوہر پر رنج وغم کے اظہار کے لئے ہوتی ہے جس سے اس کی جدائی

موت، طلاق یا فسخ سے ہوگئ ہے، اور کبھی محض تعبد کے لئے ہوتی ہے اور یہ تعبد کے لئے عدت صغیرہ اور اس عورت میں ہوتی ہے جو حمل اور ولادت سے ناامید ہوچکی ہے حالانکہ ان عورتوں کو شوہر سے جدائی پر کوئی رنج وغم نہیں ہوتا۔

۳؎۔ یعنی شبہ وطی کرنے والے کی طرف سے ہو اگرچہ شبہ عورت کی طرف سے نہ پایا جائے۔ اس وقت پانی کے احترام کی وجہ سے عدت واجب ہے۔

۴؎۔ اگر شوہر کی وفات دخول سے پہلے ہوئی ہے یا رجعی طلاق کی عدت کے درمیان میں ہوئی ہے تو عدت، عدت وفات کی طرف منتقل ہوجائے گی اور عورت سے طلاق کی عدت ساقط ہوجائے گی۔ برخلاف بائنہ عورت کے کہ وہ طلاق کی عدت گزارے گی کیونکہ وہ اس کی بیوی ہے ہی نہیں۔

۵؎۔ قروء سے مراد یہاں پر وہ طہر ہے جو حیض یا نفاس کے دونوں خون کے درمیان ہے (برخلاف استبراء میں قروء کے کہ وہاں پر قروء سے مراد حیض ہے)۔

۶؎۔ یوں کہ وہ باسٹھ سال کی ہوگئ ہے۔

۷؎۔ جس کا حیض کسی سببِ معلوم جیسے دودھ پلانے یا بیماری کی وجہ سے بند ہوا ہے، اسے جب تک حیض نہ آجائے یا آئسہ نہ ہوجائے اور پھر عدت نہ گذار لے بالاتفاق وہ شادی نہیں کرسکتی۔

۸؎۔ دن میں، کپڑے میں، کھانے میں، مشروب میں یا سرمہ میں خوشبو کرنے کو ترک کردینا۔ عورت کے ساتھ عدت شروع کرنے کے وقت جو خوشبو تھی اس کو دور کرنا عورت پر لازم ہے۔

==

عدت کے احکام:

شوہر پر معتدہ (عدت گزارنے والی عورت) کے لئے رہنے کا مکان دینا واجب ہے ۱؎ اگرچہ کرایہ پر لے کر دے۔ شوہر پر اس کے ساتھ خلوت (تنہائی) میں ہونا ایک ساتھ رہنا سہنا ۲؎ اور اس کے پاس جانا حرام ہے مگر محرم وغیرہ کے ساتھ جانا حرام نہیں۔ عورت پر عدت کے ختم ہونے تک اس گھر میں رہنا لازم ہے جس گھر میں وہ شوہر سے فرقت یا اس کی موت کے وقت موجود تھی۔ اس گھر سے وہ صرف ضرورت کے اور حاجت کے لئے نکل سکتی ہے۔ یہ حکم (ضرورت اور حاجت کے لئے نکلنا) رجعیہ اور بائنہ حاملہ کے علاوہ میں ہے، اور یہ دونوں (یعنی رجعیہ اور بائنہ حاملہ) صرف ضرورت کے لئے شوہر کی اجازت سے نکل سکتی ہیں، کیونکہ شوہر پر ان دونوں کے نان ونفقہ کا انتظام کرنا واجب ہے۔

اگر کسی عورت پر شخص واحد کی دو عدتیں جمع ہوجائیں تو ان میں سے آخر والی عدت کافی ہوگی ۳؎ اور پہلی عدت کا بقیہ دوسری عدت میں شامل ہوجائیگا ۴؎ اور اگر کسی عورت میں دو شخصوں کی دو عدتیں جمع ہوجائیں ۵؎ تو دونوں عدتیں ایک دوسرے میں داخل نہیں ہوں گی بلکہ وہ ہر ایک عدت کو پورا پورا گزارے گی اور طلاق کی عدت کو مقدم کرے گی ۶؎۔

اگر رجعی طلاق دینے والا شوہر مہینوں یا پاکی کی عدت میں اس عورت سے معاشرت رکھے (مل جل کر رہے) تو عدت منقطع ہوجائے گی ۷؎۔ مگر جب معاشرت زائل ہوجائے گی تو از سر نو عدت واجب نہیں ہوگی بلکہ جو عدت گزر چکی ہے اسی پر بنا کرے گی۔

جب تک عورت دوسرے سے شادی نہ کرلے ۸؎۔ وضع حمل یا پاکی سے عدت کے ختم ہونے میں قسم کے ساتھ عورت کی تصدیق کی جائیگی جبکہ عدت کا ختم ہونا ممکن ہو۔ حمل کی کم سے کم مدت چھ مہینہ اور زیادہ سے زیادہ چار سال ہے لہذا عدت والے کی وطی ۹؎ سے چار

سال تک بچہ کو عدت والے سے لاحق کیا جائے گا۔ ہاں اگر عورت نے دوسری شادی کر لی اور دوسرے کی وطی سے چھ مہینہ پر بچہ پیدا ہوا تو بچہ دوسرے شوہر سے لاحق کیا جائیگا، اور اگر بچہ دوسرے کی وطی ۱۰؎ کے بعد چھ مہینہ سے پہلے اور پہلے کی وطی کے چار سال بعد پیدا ہوا تو بچہ ان میں سے کسی کے ساتھ لاحق نہیں کیا جائے گا۔

==

۱؎۔ خواہ عدت طلاق رجعی کی ہو، طلاق بائن کی ہو، فسخ کی ہو یا موت کی ہو۔ یہ (گھر دینا) وہاں پر واجب ہے جہاں پر اگر شوہر بیوی کو جدا نہ کرتا تو اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہوتا، لہذا ناشزہ (نافرمان عورت) کے لئے اور اس عورت کے لئے جو خود کو شوہر کے سپرد نہ کرے مثلاً صغیرہ، گھر دینا واجب نہیں۔

۲؎۔ جبکہ مکان (کمرے) اور ضروریات کی چیزیں (مثلاً باورچی خانہ، غسل خانہ، گزرگاہ وغیرہ) متعدد نہ ہوں (اگر مکان اور ضروریات کی چیزیں متعدد ہوں تو ایک گھر کے الگ الگ مکانوں میں حرام نہیں)۔

۳؎۔ لیکن اگر وہ عورت حاملہ ہے تو دونوں عدتیں وضع حمل سے پوری ہو جائیں گی۔

۴؎۔ لیکن جب طلاق کی عدت باقی نہ ہو تو رجعت نہیں ہو سکتی۔

۵؎۔ مثلاً ایک شخص نے اپنی مطلقہ سے وطی بالشبہ کر لیا اور دوسرے شخص نے بھی اسی عورت سے وطی بالشبہ کر لیا۔

۶؎۔ لیکن اگر دونوں شخصوں میں سے اگر کسی سے حمل پایا گیا تو حمل کی عدت کو مقدم کرے گی۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

۷؎۔ لہذا اگر وہ اس کے ساتھ اس طرح معاشرت رکھتا ہے جس طرح بیوی کے ساتھ رکھا جاتا ہے اگر چہ وطی نہ کرے تو معاشرت رکھنے کی مدت اور ان اوقات کو جو خلوت سے خالی ہیں عدت سے شمار نہیں کیا جائے گا، لیکن اگر اصلی عدت ختم ہو چکی ہے۔ تو وہ عورت رجعت نہ ہونے، نان ونفقہ نہ پانے، خلع کے صحیح نہ ہو (نہایہ کے مطابق یونہی وراثت جاری نہ ہونے برخلاف تحفہ کے)۔ اور اگر شوہر مر گیا تو اس کا عدت وفات کی طرف منتقل نہ ہونے میں بائنہ عورت کی طرح ہے، اگر چہ عدت صوریہ ختم ہو چکی ہو۔ اور یہ عورت ان سب کے باوجود طلاق کے لاحق ہونے، وطی سے حد جاری نہ ہونے، سکنی کے واجب ہونے اور اس کی بہن وغیرہ سے نکاح اور اس کے علاوہ چوتھی عورت سے نکاح کے حرام ہونے میں رجعیہ عورت کی طرح ہے۔

۸؎۔ کیونکہ اس کا شادی سے راضی ہونا عدت کے ختم ہونے کے اعتراف کو شامل ہے لہذا عدت کے ختم نہ ہونے میں اس کی تصدیق نہیں کی جائیگی۔

۹؎۔ وہ وطی تفریق سے پہلے ہو بشرطیکہ حمل ٹھہرنے کا امکان ہو۔

۱۰؎۔ وہ وطی نکاح کے بعد ہو بشرطیکہ حمل ٹھہرنے کا امکان ہو۔

==

نکاح کفار:

کافروں کے نکاح پر صحت کا حکم ہے پھر اگر دونوں ایک ساتھ ایمان لائیں تو ان کا نکاح برقرار رہے گا۔ اور اس سے کوئی ضرر نہیں پڑتا کہ وہ نکاح ایسے مفسد سے ملا ہوا ہے جو اسلام لانے کے وقت دور ہو گیا ہے ۱؎ اگر کافر اسلام لایا اور اس کے نکاح میں کتابیہ عورت ہے تو

اس کا نکاح مطلقا برقرار رہے گا ۲؎ یا اسلام لایا اور اس کے نکاح میں کافرہ غیر کتابیہ ہے اور وہ کفر پر مصر (اڑی) ہے تو اگر اس کا اسلام قبول کرنا عورت سے دخول سے پہلے ہے تو فوراً فرقت (جدائی) ہو جائیگی اور اگر اس کا اسلام لانا دخول کے بعد ہے تو اگر وہ عدت کے اندر اسلام قبول کرلے نکاح برقرار رہے گا ورنہ شوہر کے اسلام لانے کے وقت سے فرقت ہوگی۔

اگر کسی کافر کی بیوی اسلام لائی ۳؎ اور شوہر کفر پر مصر ہے تو اگر عورت کا ایمان لانا دخول سے پہلے ہے فوراً فرقت ہوجائیگی اور اگر عورت کا ایمان لانا دخول کے بعد ہے تو اگر شوہر عدت کے اندر اسلام قبول کرلے تو نکاح برقرار رہے گا ورنہ بیوی کے اسلام قبول کرنے کے وقت سے فرقت ہوگی۔ جس شخص کے پاس چار سے زیادہ بیویاں ہیں اور وہ ایمان لایا تو وہ ان میں سے چار کو اختیار کرے۔

==========

۱؎ جیسے کہ مرد نے عورت سے عدت میں نکاح کیا پھر وہ عدت اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی ختم ہوگئی۔

۲؎ خواہ اس کا اسلام قبول کرنا دخول سے پہلے ہو یا دخول کے بعد ہو۔

۳؎ خواہ ان دونوں میں کوئی کتابی ہو یا نہ ہو۔

==========

اطعمہ (کھانے کی اشیاء):

اللہ عزوجل فرماتا ہے: **یٰاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا** ۱؎ اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے۔ (کنزالایمان)۔

اور فرماتا ہے۔ "**وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا**" ۲؎ اور کھاؤ جو کچھ تمہیں

اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ۔ (کنزالایمان)۔ اور فرماتا ہے: "**وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ**" ۳؎ اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا (کنزالایمان)۔ لہٰذا پاکیزہ ستھری چیز حلال ہے اور ہر گندی چیز حرام ہے، نجس چیزوں کا کھانا حرام ہے۔ اور پاک چیزوں کا کھانا سوائے ان چیزوں کے جن کا بیان آگے آرہا ہے حلال ہے۔

۱) آدمی۔ ۲) بجو، لومڑی اور یربوع ۴؎ کے علاوہ ہر کیلے والا درندہ ۵؎ شیر، بھیڑیا، ہاتھی، بندر، گیدڑ اور بلی ۶؎ حرام درندوں میں شامل ہیں۔ ۳) ہر پنجہ والا ۷؎ یا مردار کھانے والا پرندہ۔ پہلی قسم میں وہ پرندے آتے ہیں جو دوسرے پرندوں کا شکار کرتے ہیں جیسے شکرہ اور عقاب، اور دوسری قسم میں گدھ، عقعق ۸؎ اور کوا ۹؎ آتے ہیں۔

۴) ہر وہ حیوان جس سے گھن کیا جاتا ہے۔ جیسے گوبریلا، گرگٹ، چھپکلی کیڑا ۱۰؎ اور جیسے کہ وہ حیوان جو خشکی اور پانی دونوں میں رہتے ہیں مثلاً مینڈک، مگرمچھ، کچھوا، کیکڑا۔

۵) ہر وہ جسے قتل کرنے حکم دیا گیا ہے جیسے چیل، چوہا، سانپ، بچھو، پسو، بھڑ، کھٹمل، جوں ۱۱؎۔

۶) ہر وہ جس کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ جیسے خطاف ۱۲؎، ہدہد، چمگاڈر، الو، طوطا، مور، شہد کی مکھی، چونٹی ۱۳؎۔

۷) ہر وہ جانور جو حرام اور حلال جانور کے ملاپ سے پیدا ہو۔ جیسے سمع اور خچر

۱۴؎۔

۸) ہر جماد جس سے گھن ہوتی ہے ۱۵؎ جیسے منی، رینٹھ، تھوک اور پسینہ۔

۹) ہر وہ چیز جو بدن یا عقل کو نقصان پہونچاتی ہو۔ بدن کو نقصان پہونچانے والی چیزوں میں پتھر، مٹی اور زہر ہے، نشہ آور چیزیں عقل کو نقصان پہنچانے والی ہیں جیسے افیم اور بھنگ کی کثیر مقدار۔

لہٰذا اونٹ، ہرن، شتر مرغ، بطخ، مرغی، کبوتر، قطاط ۱۶؎، گوریا، زرزور (starling) اور مچھلی کھائے جانے والے حلال جانور ہیں ۱۷؎۔ مضطر کو اگر ہلاک ہوجانے کا اندیشہ ہو تو حرام چیزوں کا کھانا اگرچہ مسکر (نشہ آور) ہی کیوں نہ ہو، اور اگر ایسے ضرر کا اندیشہ ہے جس سے تیمم کرنا مباح ہوجاتا ہے تو مسکر کے علاوہ حرام چیزوں کا کھانا لازم (ضروری) ہے۔ ہر ایسا کسب جس سے بلا واسطہ نجاست کا حصول ہوتا ہو مکروہ ہے جیسے حجامت کا کام، گوبر اٹھانے کا کام اور قصاب کا کام۔ ایسا کسب جسے لوگ گھٹیا شمار کرتے ہیں مکروہ نہیں۔ جیسے نائی، چوکیدار اور جولاہے کا کسب۔ سب سے بہتر کسب کھیتی کھیتی کے بعد صناعت ۱۸؎ پھر تجارت کا درجہ ہے۔ جس شخص کا اکثر مال حرام ہو اس سے معاملہ کرنا حرام نہیں بلکہ مکروہ ہے ۱۹؎۔

=====================================

۱؎۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۶۸۔ ۲؎۔ سورہ مائدہ آیت نمبر ۸۸۔ ۳؎۔ سورہ اعراف آیت نمبر ۱۵۷۔

۴؎۔ ایک قسم کا چوہا جس کی اگلی ٹانگیں چھوٹی اور پچھلی بڑی ہوتی ہیں (مصباح اللغات)۔

۵؎۔ ایسے قوی کیلے کے دانت جس سے وہ دیگر جانوروں پر حملہ آور ہوتا ہے۔

۶؎۔ اور بھالو، چیتا، تینڈوا۔

۷؎۔ ایسا قوی پنجہ جس سے وہ دیگر جانوروں پر حملہ آور ہوتا ہے۔

۸؎۔ کوے کی شکل کا ایک پرندہ، کوا۔ عوام اسے قعق کہتے ہیں اور عرب اس سے بدفالی لیا کرتے تھے (مصباح اللغات)۔

۹؎۔ زاغ کے علاوہ جسے کھیت کا کوا بھی کہا جاتا ہے کوے کی سبھی قسمیں حرام ہیں۔

۱۰؎۔ اور گدھا، جھینگر۔

۱۱؎۔ جن جانوروں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے انھیں میں سے غراب ابقع (سیاہ سفید کوا بھی ہے)۔

۱۲؎۔ ابابیل کے مانند ایک پرندہ (مصباح اللغات)۔

۱۳؎۔ چونٹی سے مراد نمل سلیمانی (سلیمانی چونٹی) ہے جو کاٹتی نہیں۔ اور مینڈک بھی انہیں جانوروں میں سے ہے جن کا قتل کرنا حرام ہے۔ مگر ہم نے یہاں پر اس کو ترک کردیا کیونکہ اس کو چوتھی قسم میں شمار کیا جاچکا ہے۔

۱۴؎۔ سِمع۔ وہ درندہ جو بھیڑیا اور بجو کو ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ خچر۔ گھوڑی اور گدھے کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔

۱۵؎۔ اکثر سلیم الطبع اشخاص کی طرف نسبت کرتے ہوئے جس کی اصل ہی گھن والی ہو۔ برخلاف اس کے جس کی اصل گھن والی نہ ہو۔ جیسے ہاتھ کا دھون، منھ کالعاب۔

١٦۔ کبوتر کے برابر ایک پرندہ۔ (مصباح اللغات)۔

١٧۔ یوں ہی گھوڑا، نیل گائے، جنگلی گدھا، بجو، لومڑی، گلہری، یربوع، سمور (ایک جانور جو نیولے کے مشابہ اور اس سے کچھ بڑا ہوتا ہے اور رنگ سرخ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ (مصباح اللغات)، گوہ، مرغابی، سارس اور چکور کھائے جانے والے حلال جانور ہیں۔

١٨۔ ہاتھ سے کام کرنا۔ ١٩۔ دیکھئے تحفۃ المحتاج جلد ٩ صفحہ ٣٨٩۔

===

ذبح حیوان:

حیوان کو تفریحاً قتل کرنا حرام ہے۔ غیر ماکول (جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے) کو ذبح نہ کیا جائے۔ اگر کوئی شخص غیر ماکول کے کھانے پر مجبور ہے تو بہتر ہے کہ اسے ذبح کرے کیونکہ ذبح کرنے سے بدبو دور ہوجاتی ہے اور روح آسانی سے نکلتی ہے ١۔ ٹڈی اور مچھلی کے علاوہ ماکول جانوروں کا کھانا ذبح کے بعد ہی حلال ہوسکتا ہے۔ ٹڈی اور مچھلی کا ذبح کرنا مکروہ ہے۔ ہاں ایسی بڑی مچھلی جو طویل زمانے تک باقی رہتی ہے اس کو ذبح کرلینا مسنون ہے۔

ذبح کے ارکان۔ ذبح کے ارکان چار ہیں۔ (١) ذابح (ذبح کرنے والا) (٢) مذبوح (جسے ذبح کیا جائے) (٣) آلہ (٤) ذبح۔ ذابح میں یہ شرط ہیکہ وہ مسلمان ہو یا ایسا کتابی ہو (جس کے مذہب کی عورتوں سے) نکاح کیا جاسکتا ہے۔ اور مذبوح میں یہ شرط ہے کہ وہ ماکول ہو، اور

اگر کوئی ایسا سبب پایا جائے جس کی طرف مذبوح کی ہلاکت کو منسوب کیا جاسکتا ہے جیسے مہلک گھاس کھالینا، درندہ کا زخمی کردینا یا عمارت کا گرجانا، تو اس میں ابتداً ذبح کے وقت حیات مستقرہ موجود ہو ٢۔، اور اگر کوئی ایسا سبب نہ پایا جائے تو حیات مستمرہ ہی کافی ہے۔ یوں کہ وہ مرض یا بھوک کی وجہ سے مذبوح کی حرکت کو پہونچ گیا ہو تو اس کو آخری رمق (سانس) میں ذبح کردینے سے حلال ہوجائے گا۔ حیات مستقرہ ایسی حیات کو کہتے ہیں جس کے ساتھ اختیاری حرکت اور اختیاری احساس ہو۔ اسکی علامت حرکت کی شدت اور ذبح کے بعد خون کے فوارے کا پھوٹ پڑنا ہے۔ اور حیات مستمرہ ایسی حیات کو کہتے ہیں جو ذبح وغیرہ کی وجہ سے روح نکلنے تک باقی رہتی ہے اسکی علامت صرف سانس کا باقی رہنا ہے۔ مذبوح کی حرکت، حرکتِ اضطراری ہوتی ہے جس کے ساتھ کوئی اختیار نہیں ہوتا آلہ میں یہ شرط ہے کہ وہ دھار دار ٣۔ زخم کرنے والا ہو ناخن، دانت ٤۔، اور ہڈی نہ ہو لھذا وہ جسے تھکا کر، زہر دے کر بندوق سے مار کر، بوجھ لاد کر یا گلا دبا کر قتل کیا گیا ہو یا وہ جسے ناخن، دانت، یا ہڈی سے ذبح کیا گیا ہو حلال نہیں۔ ذبح میں شرط یہ ھیکہ اگر مذبوح مقدور علیہ ہے تو حلقوم اور مری ٥۔ میں سے ہر ایک بالقصد اور ایک کے بعد دوسرا کٹے اور وہ جو اڑنے یا بدکنے کی وجہ سے مقدور علیہ نہ ہو وہ دھار دار آلہ سے مار کر یا جارحہ ٦۔ معلمہ چھوڑ کر بدن کے کسی حصہ کو زخمی کردینے سے حلال ہوجائے گا، پھر اگر وہ اس کو (غیر مقدور علیہ کو) اس حالت میں پالے کہ اس کے اندر حیات مستقرہ ہے اور اس کو ذبح کرنا ممکن ہے تو ذبح کرنا واجب ہے ورنہ بغیر

ذبح کیے حلال ہے[۷]۔

=====================================

۱۔ دیکھئے شروانی جلد نمبر ۹ ص ۳۲۳

۲۔ یہ اس وقت ہے جب کہ کاٹنے میں دیری کر کے کوتاہی نہ کرے یہاں تک کہ وہ ذبح کے تمام ہونے سے پہلے وہ مذبوح کی حرکت کو پہونچ جائے، ورنہ (یعنی اگر دیری کر کے کاٹنے میں کوتاہی کرے تو) یہ شرط ھیکہ ذبح کے تمام ہونے تک حیات مستقرہ باقی رہے۔

ماں کے ذبح کر دینے سے وہ جنین (پیٹ کا بچہ) جو پیٹ میں مر گیا ہے یا مذبوح کی حرکت کی حالت میں نکلا اور فوراً مر گیا، حلال ہے۔

۳۔ وہ جس کی دھار لوہا، پیتل، سونا، چاندی، بانس، لکڑی یا شیشہ وغیرہ کی ہو۔

۴۔ ہاں جس کو جارحہ نے اپنے ناخن یا اپنے کیلے (کچلی) سے قتل کیا ہو حلال ہے۔

۵۔ حلقوم جس سے سانس آتی جاتی ہے اور مری جس سے کھانا پانی جاتا ہے

۶۔ جارحہ۔ وہ درندہ یا پرندہ جو اپنے کیلے یا پنجے سے شکار، کسب اور زخمی کرتا ہے۔

غیر مقدور علیہ میں وہ بھی داخل ہے جو کواں وغیرہ میں گر گیا ہو اور اس تک پہونچنا ممکن نہ ہو، لیکن یہ جارحہ چھوڑنے سے حلال نہیں ہوگا بلکہ صرف تیر یا تلوار وغیرہ کے ذریعہ مہلک مارسے حلال ہوگا۔

۷۔ اگر حیات غیر مستقرہ کی حالت میں پائے تو مذبح (ذبح کرنے کی جگہ) پر چھری پھیرنا مستحب ہے۔

=====================================

ذبح کی سنتیں:

۱۔ ذبح کرنے والا مسلمان عاقل مرد ہو[۱]۔

۲۔ آلہ کی دھار کو اس طرح تیز کرے کہ مذبوح آلہ کو نہ دیکھ سکے۔

۳۔ مذبوح کو پانی پلا لے اور نرمی کے ساتھ ہانک کر لائے۔

۴۔ اونٹ کھڑا ہوا اور دوسرے جانور بائیں پہلو پر لیٹے ہوں[۲]۔

۵۔ ذبح کرنے والا قبلہ رو ہو اور ذبیحہ (جسے ذبح کیا جا رہا ہے) کے ذبح کی جگہ کو قبلہ کی طرف کرلے۔

۶۔ ذبح کرتے وقت یہ پڑھے۔ **"بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد"**

۷۔ جن جانوروں کی گردن لمبی ہوتی ہے انھیں نحر کرے[۳] اور دوسروں کو ذبح کرے۔ پہلی قسم جیسے اونٹ، شتر مرغ، مرغابی اور بطخ۔ اور دوسری قسم جیسے گائے اور بکری۔

۸۔ ودجین[۴] کا کٹنا۔

۹۔ کاٹنے میں کنٹرول کے اندر تھوڑی تیزی کرے۔

=====================================

۱۔ ذبح کرنے میں سب سے بہتر مرد ہے اس کے بعد عورت پھر باشعور (بچہ) پھر

کتابی پھر نشہ والا پھر بے شعور (بچہ) کا نمبر ہے۔

۲۔اونٹ کا بایاں گھٹنا باندھے۔اور بکری، گائے جیسے جانوروں کے دائیں پیر کے علاوہ بقیہ تینوں پیر باندھے۔

۳۔گردن کے اوپری حصہ کے کاٹنے کو ذبح اور نیزہ سے لبہ کے کاٹنے کو نحر کہتے ہیں۔گردن کے نچلے حصہ میں ایک گڈھا ہوتا ہے جس کو لبہ کہا جاتا ہے۔ ذبح اور نحر دونوں میں حلقوم اور مری ہر ایک کا کٹنا واجب ہے۔

۴۔گردن کے دونوں طرف کی دونوں نسیں۔

==

ذبح کے مکروہات:

۱۔قصداً تسمیہ (بسم اللہ پڑھنا) کا ترک کرنا۔

۲۔جس جانور کو ذبح کیا جانا ہے اس کے سامنے دوسرا جانور ذبح کرنا یا اس کے سامنے چھری تیز کرنا۔

۳۔داہنے پہلو، رات میں یا سرے راہ ذبح کرنا۔

۴۔جس کا کٹنا مطلوب ہے اس سے زیادہ کاٹنا[۱]۔

۵۔سر کا الگ کر دینا۔

۶۔مرنے سے پہلے حرکت دینا، دوسری جگہ منتقل کرنا، چمڑا چھیلنا یا اس کی کسی چیز کا کاٹنا۔

۷۔تڑپنے سے روکنا۔

گدی کی طرف سے یا گردن کے اگل بغل سے یا کان سے ذبح کرنا حرام ہے اور جس جانور کو پاگل، نشہ والا، بے شعور یا اندھے نے ذبح کیا ہے وہ مکروہ ہے[۲]۔

==

۱۔حلقوم، مری اور ودجین کا کٹنا مطلوب ہے۔

۲۔مکروہ ہونا مقدور علیہ میں ہے اور غیر مقدور علیہ مثلاً شکار، جسے اندھے نے قتل کیا ہے حرام ہے۔

==

اضحیہ (قربانی)

قربانی کا حکم:۔قربانی ہر مسلمان، مکلف، آزاد، رشید اور قادر[۱] کے لیے سنت موکدہ ہے۔اس لیے ایسے شخص کے لیے قربانی چھوڑنا مکروہ ہے[۲]۔ایک سالہ[۳] بھیڑ، دو سالہ بکری، دو سالہ گائے یا پانچ سالہ اونٹ کی قربانی ذبح کرنے کے وقت یا (قربانی کے لیے) متعین کرتے وقت قربانی کی نیت کر لینے سے قربانی صحیح ہے[۴]۔ باشعور مسلمان کو نیت کرنے کا اور ذبح کرنے کا وکیل بنانا جائز ہے۔کوئی بھی شخص زندہ کی طرف سے صرف اس کی اجازت سے اور مردہ کی طرف سے صرف اس کی وصیت سے ہی قربانی کر سکتا ہے۔اگر کسی نے (بغیر اجازت یا وصیت کے) قربانی کر دی تو قربانی صحیح نہیں ہوئی۔اور اگر کسی نے یہ کہا کہ "میری طرف سے قربانی کر دو"۔اور دوسرے نے اس کی

طرف سے قربانی کردی تو یہ قربانی صحیح اور کافی ہے ۵ے۔

۲۔قربانی کا جانور:۔ایک بکری صرف ایک ہی شخص کی طرف سے کفایت کرے گی اور ایک گائے یا ایک اونٹ سات لوگوں کی طرف سے کفایت کرے گا ۶ے۔مگر ہر قربانی کرنے والے کے لیے سات بکریوں کی قربانی کرنا افضل ہے اس کے بعد ایک اونٹ پھر ایک گائے پھر ایک بھیڑ پھر ایک بکری پھر اونٹ کا ساتوں پھر گائے کے ساتواں کا درجہ ہے۔قربانی کے جانور میں یہ شرط ہیکہ وہ صحیح وسالم ہو۔لہٰذا لنگڑا، کانا، اپاہج، بیمارے ے، خارشی، حاملہ یا جس جانور نے حال ہی میں بچہ جنا ہو، کی قربانی کفایت نہیں کرے گی۔اور نہ اس جانور کی قربانی کافی ہوگی جس کا کان، دم یا تھن کا کچھ حصہ کٹا ہوا اور نہ ہی اس کی قربانی کافی ہوگی جس کے دانت گر گئے ہوں ۸ے۔نر، خوبصورت، موٹے، سینگ والے، سفید پھر زرد ۹ے کی قربانی سب سے افضل ہے۔

۳۔قربانی کا خرچ کرنا:۔قربانی صرف نذر سے واجب ہوتی ہے۔اور نذر ۱۰ے کی وجہ سے واجب قربانی کے تمام اجزاء کا صدقہ کرنا واجب ہے یہاں تک کہ چمڑا بھی ۱۱، برخلاف تطوع کی قربانی (سنت قربانی) کے کہ اس کا کچھ حصہ صدقہ کرنا واجب ہے لیکن بطور تبرک کھانے کے لئے ایک لقمہ کے علاوہ تمام کا یہاں تک کہ جلد کا بھی صدقہ کردینا افضل ہے ۱۲ے۔بہتر یہ ہے کہ یہ لقمہ جگر سے ہو۔قربانی کی کسی چیز کا، اگر چہ چمڑا ہی کیوں نہ ہو بیچنا، تلف کرنا، قصاب کو بطور اجرت دینا اور دوسرے شہر کو منتقل کرنا ۱۳ے جائز نہیں ۱۴ے۔اس کا دودھ پینا کراہت کے ساتھ اور اس کی کسی چیز کا جمع کرنا

بلا کراہت جائز ہے ۱۵ے۔

۴۔قربانی کا وقت اور اس کا مصرف:۔قربانی کا وقت یوم النحر کو چاشت ۱۶ے کے وقت سے لیکر آخری ایام تشریق تک ہے۔اور اس کا مصرف مسلمان فقراء اور مساکین ہیں ۱۷ے۔لیکن سنت کی قربانی میں اغنیا کو کچا یا پکا ہوا کھلانا جائز ہے مگر انہیں کسی چیز کا مالک بنانا جائز نہیں۔

۵۔قربانی کی سنتیں:۔جو قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ جب تک قربانی نہ کرلے بال اور ناخن نہ کاٹے۔۲) بینا مضبوط مرد خود ذبح کرے اور دوسرا ۱۸ے کسی کو وکیل بنائے۔۳) جس نے وکیل بنایا ہے وہ قربانی کے وقت حاضر رہے۔۴) جو امام نہ ہو وہ اپنے گھر میں گھر والوں کے سامنے قربانی کرے۔۵) تسمیہ (یعنی بسم اللہ پڑھنا) وغیرہ ذبح کے آداب بجالائے۔۶) چھ تکبیریں کہے تین تکبیریں تسمیہ سے پہلے اور تین تکبیریں تسمیہ کے بعد اور یہ کہے **"اللھم ھذہ منک والیک فتقبل منی"** (اے اللہ یہ تیری نعمت سے ہے اور تیرے ہی بارگاہ میں پیش ہے پس تو اسے میری طرف سے قبول فرما۔

==

۱ے۔یوں کہ وہ قربانی کو اپنی حاجت اور عید کے دن ورات کی خرچ سے فاضل پائے۔

۲ے۱۔گر گھر میں چند لوگ نہ ہوں تو قربانی کرنا سنت عین ہے۔اور اگر چند لوگ ہوں تو سنت کفایہ ہے لہٰذا کسی ایک فرد کے قربانی کر دینے سے کراہیت ساقط ہو جائے گی۔

۳۔ یا آگے کے دانت ٹوٹے ہوں۔

۴۔سنت قربانی میں "**نویت اضحیة المسنونة**" میں نے مسنون قربانی کی نیت کی) یا "**نویت اداءسنة التضحیة**" (میں قربانی کی سنت کے ادا کرنے کی نیت کی) دل میں کہنا واجب اور زبان سے مستحب ہے،اور جو ابتداء نذر کی وجہ سے متعین ہے اس میں نیت واجب نہیں۔

۵۔کیونکہ یہ **ضحِّ عنی** (تو میری طرف سے قربانی کردو)۔خریدنے اور نیت کے ساتھ ذبح کرنے کی اجازت کو شامل ہے۔اصل کا اپنے مال سے اپنی فرع کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے۔

۶۔ ہر ایک پر اپنے حصہ سے صدقہ کرنا واجب ہے سب کی طرف سے کسی ایک کا صدقہ کردینا کافی نہ ہوگا۔اگر گائے یا اونٹ میں سات سے زیادہ لوگوں نے شرکت کی تو یہ قربانی کفایت نہیں کرے گی۔

۷۔ بشرطیکہ لاغر ہونا،لنگڑا ہونا،کانا ہونا،اور بیمار ہونا خوب ظاہر ہو۔خصی کی قربانی کرنا کفایت کرے گا۔

۸۔سبھی دانت گر گئے ہوں اگر چہ دانت چرنے میں مؤثر نہ ہوں یا اکثر گر گئے ہوں اگر چرنے میں مؤثر ہوں۔

۹۔پھر مٹمیلا (جو خوب سفید نہ ہو) پھر سرخ پھر چتکبرا (جس کا کچھ حصہ سفید اور کچھ حصہ کالا ہو) پھر کالا افضل ہے۔

۱۰۔نذر، حقیقی ہو یا حکمی ہو نذر حقیقی جیسے" اللہ کے لئے مجھ پر قربانی ہے" پھر جب وہ اس

برکاتِ شافعی حصہ سوم

کو متعین کردے گا اس کے ذمہ میں متعین ہوجائیگا۔نذر حکمی جیسے" میں نے اس کو قربانی کے لئے کیا" یا" یہ قربانی کے لئے ہے" یہ قربانی کے لئے کردینے سے واجب اور حکم میں نذر کے ہے۔

۱۱۔ یوں ہی اس تطوع میں جس کو دوسرے کی طرف سے ذبح کیا ہو تمام کا صدقہ کرنا واجب ہے جب کہ اس نے کھانے کی اجازت نہ دی ہو۔

۱۲۔ایسا کرنا سب سے افضل ہے پھر ایک تہائی کا کھانا اور دو تہائی کا صدقہ کرنا پھر ایک تہائی کا کھانا، ایک تہائی کا صدقہ کرنا اور ایک تہائی ہدیہ میں دینا افضل ہے۔

۱۳۔قربانی کرنے والے اور اس کے نائب پر قربانی کی کسی چیز کا بیچنا حرام ہے اور فقیر کو جو حاصل ہوا اسے کسی مسلم کے ہاتھ بیچنا جائز ہے۔تحفہ جلد ۹ صفحہ ۳۶۴ کی طرف رجوع کیجئے۔

۱۴۔قربانی (کا گوشت وغیرہ) منتقل کرنا حرام ہے، لیکن یہ حکم واجب قربانی میں اور مندوب قربانی کے بقدر واجب میں ہے۔

۱۵۔دیکھئے تحفہ مع شروانی جلد ۹ صفحہ ۳۶۵ و ۳۶۶

۱۶۔قربانی کا وقت سورج نکلنے اور کم از کم دو رکعت نماز اور دو خطبہ کے مقدار میں وقت گزر جانے کے بعد داخل ہوتا ہے اور افضل ایک نیزہ کے برابر سورج بلند ہوجانے (تقریباً بیس منٹ) اور عید کی نماز ادا ہوجانے کے بعد ہے اگر وقت سے پہلے یا وقت کے بعد ذبح کیا تو قربانی نہیں ہوگی۔ ہاں اگر واجب (اگر چہ ذمہ میں ہو جیسے" مجھ پر ایک بکری کی قربانی ہے") کو ذبح نہیں کیا یہاں تک کہ وقت نکل گیا تو قضاء میں اس کو ذبح کرنا واجب ہے اور اس کا مصرف بھی قربانی کا مصرف ہے۔

۱۷۔کفار کو قربانی سے کچھ دینا اگر چہ مستحب قربانی ہی کیوں نہ ہو جائز نہیں۔ یوں ہی

جس فقیر یا غنی کو قربانی سے کچھ دیا گیا اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی کافر کو اس سے کھلائے۔

۱۸ا۔ یعنی عورت، ہجڑا، اندھا اور کمزور (دوسرے کو وکیل بنائے)۔

عقیقہ:

خوشی کے اظہار اور نسب کی افزائش کے لئے مولود (پیدا ہونے والے) کی طرف سے جس کو ذبح کیا جاتا ہے۔ اسے عقیقہ کہا جاتا ہے۔ اگر باپ کو نفاس کے وقت میں عقیقہ کرنے کی استطاعت ہوا۔ تو اس کے لئے اپنی اولاد کی طرف سے عقیقہ کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اس کا وقت ولادت سے لے کر بالغ ہونے تک ہے جب اولاد بالغ ہوجائے تو دوسرے سے مطالبہ ساقط ہوجائیگا اور اولاد کے لئے اپنی طرف سے عقیقہ کرنا مسنون ہوگا۔ عقیقہ تمام احکام میں قربانی کی طرح ہے مگر عقیقہ میں کچھ بھی کچا صدقہ کرنا واجب نہیں اور نہ ہی کسی وقت کے ساتھ مقید ہے۔ عقیقہ سے جو غنی کو ہدیہ دیا جائیگا غنی اس کا مالک ہوجائیگا۔

ا۔ نفاس کی مدت ولادت سے ساٹھ دن تک ہے، اگر والد اس مدت میں تنگ دست ہے تو اس سے عقیقہ کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

عقیقہ کی سنتیں:

۱) لڑکا کی طرف سے دو بکریاں ا۔ اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کرنا۔

۲) ذبح کے تمام آداب بجالانا۔

۳) ذبح کے وقت یہ پڑھنا **"باسم اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللھم لک والیک۔ اللھم ھذہ عقیقۃ فلان"**۔

۴) ولادت کے ساتویں روز ۲۔ سورج نکلنے کے وقت، بچہ کا نام رکھنے کے بعد اور سر مونڈنے سے پہلے ذبح کرنا ۳۔

۵) جہاں تک ممکن ہو ہڈیوں کو نہ توڑنا۔

۶) دایہ کو کچا داہنا پاؤں دینا۔

۷) میٹھا پکا گوشت صدقہ کرنا ۴۔

۸) گوشت کو شوربے کے ساتھ فقراء کے پاس بھیجنا ۵۔

ا۔ اصل سنت ایک بکری یا ایک اونٹ کے ساتویں یا ایک گائے کے ساتویں سے ادا ہوجائیگی۔ اور اقل کمال لڑکے کی طرف سے دو برابر بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔ اور افضل سات بکریاں ہیں اس کے بعد ایک اونٹ پھر ایک گائے پھر ایک دنبہ پھر ایک بکری پھر ایک اونٹ کا ساتواں پھر ایک گائے کا ساتواں ہے۔

۲۔ شمار میں پیدائش کا دن داخل ہوگا برخلاف ختنہ کے کہ اس میں پیدائش کا دن سات میں شمار نہیں ہوگا۔

۳۔ کیونکہ تسمیہ خوانی اور سرمونڈنا بھی ساتویں ہی دن مطلوب ہے لیکن یہ سب چیزوں کو اس ترتیب سے انجام دیا جائیگا۔ سب سے پہلے تسمیہ خوانی پھر ذبح پھر سرمونڈنا۔ اگر ساتویں دن ذبح نہ کرسکا تو پھر چودھویں دن پھر اکیسویں دن۔ اسی طرح ایک ایک ہفتہ بڑھاتے رہیں گے۔

۴۔ پورے گوشت کا صدقہ کرنا واجب قربانی میں واجب اور مندوب میں سوائے اس کے جس کو تبرک کے لیے رکھ لیا ہے مندوب ہے۔

۵۔ بجائے اس کے کہ فقراء کو بلائے خود ان کے پاس بھیج دے۔

==

جنایات اور حدود

دین و دنیا کا معاملہ بغیر امن و شانتی کے قائم نہیں رہ سکتا، اور وہ شانتی صرف جان، دین، نسب، عقل اور مال کی حفاظت سے ہی قائم رہ سکتی ہے۔ اس لئے اسلام نے ان امور (یعنی جان، دین، نسب، عقل اور مال) میں جنایت پر حدود کو مشروع کیا ہے۔ لہذا جان کی حفاظت کے لئے قصاص، دین کی حفاظت کے لئے ردت کی حد، نسب کی حفاظت کے لئے زنا کی حد، عقل کی حفاظت کے لئے شراب نوشی کی حد اور مال کی حفاظت کے لئے چوری کی حد مشروع کی ہے۔ حدود میں سفارش اور معافی جائز نہیں۔

جنایت اقرار کرنے یا بینہ سے ثابت ہوتی ہے۔ اور مقر (اقرار کرنے والا) اپنے اقرار سے رجوع کرسکتا ہے اور قاضی مقر کو اپنے اقرار سے رجوع کرنے پر اور گواہوں

سے گواہی میں توقف کرنے پر تعریض کرسکتا ہے (یعنی اشارتاً کہہ سکتا ہے) [۱]۔ یہ سب (رجوع، توقف اور ابھارنا) حق اللہ مثلاً زنا اور شراب نوشی کی حد اور چور میں ہاتھ کے کاٹنے میں جائز ہے۔ برخلاف حق عبد کے مثلاً چوری کا مال، قصاص اور قذف کی حد کیونکہ ان میں رجوع ہے نہ توقف اور نہ ہی ابھارنا۔

==

۱۔ قاضی رجوع کرلینے پر تعریض کرتا رہے یہاں تک کہ وہ پوشیدہ طور پر توبہ کرلے۔

قصاص

ظلماً [۱] قتل کرنا کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔ اس میں قصاص واجب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **"یاایھاالذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ"** [۲] (اے ایمان والو، قصاص یعنی جو ناحق قتل کیے گئے ان کا بدلہ تم پر فرض کیا گیا۔) قتل کی قسمیں۔ قتل کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) عمد (۲) شبہ عمد (۳) خطا

۱۔ قتل عمد۔ کسی فعل اور شخص کا ایسی چیز سے قصد کرنا جو چیز غالباً قتل کرتی ہو قتل عمد کہلاتا ہے جیسے تلوار سے مارنا، اور مقتل [۳] (قتل کی جگہ) سوئی چبھونا۔

۲۔ قتل شبہ عمد:۔ کسی فعل اور شخص کا ایسی چیز سے قصد کرنا جو چیز غالباً قتل نہ کرتی ہو قتل شبہ عمد کہلاتا ہے۔ مثلاً غیر مقتل میں ہلکے کوڑے وغیرہ سے مارنا جبکہ مسلسل نہ ہو۔

۳۔ قتل خطا:۔ کسی فعل اور شخص کا قصد نہ کرنا [۴] قتل خطا کہلاتا ہے جیسے کوئی شخص پھسل کر کسی کے اوپر گر پڑا یا کسی ہدف پر نشانہ لگا رہا تھا (کہ نشانہ خطا کرکے) کسی

انسان کو لگ گیا۔ قصاص صرف قتل عمد میں ہے خواہ قتل ۵؎ (خود کرے) جیسے کسی کا گردن کاٹ دینا یا قتل کا سبب بنے جیسے کسی کو قتل کرنے پر مجبور کرنا ۶؎ یا جھوٹی گواہی دے کر قتل کروا دینا یا بھوکا رکھ کر قتل کرنا۔

قتل میں شرط ہے کہ قتل بالقصد اور ظلما ہو جیسا کہ اوپر گذرا ا اور قتیل (جسے قتل کیا گیا ہے) ایمان یا امان کی وجہ سے معصوم ہو ۷؎۔ لہذا حربی، مرتد، محصن زانی، ڈاکو اور تارک نماز کے قتل پر قصاص نہیں۔ لیکن حربی کے علاوہ غیر معصوم اپنے مثل پر معصوم ہے لہذا اگر محصن زانی نے نماز ترک کرنے والے ۸؎ کو قتل کر دیا تو وہ اس کے بدلے میں قتل کیا جائیگا، اور جس کے اوپر قصاص واجب ہے وہ قصاص کے طلب گار ۹؎ کے علاوہ پر معصوم ہے۔ قاتل میں شرط ہیکہ وہ مکلف اور احکام کا پابند ہو اور قتیل کے مساوی ہو ۱۰؎۔ لہذا حربی کسی کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائیگا کیونکہ وہ ہمارے احکام کا پابند نہیں، اور نہ ہی مسلم، کافر کے بدلے میں، ذمی حربی کے بدلے میں، آزاد غلام کے بدلے میں، اصل فرع کے بدلے میں اور آقا غلام کے بدلے میں قتل کیا جائیگا۔ اگر کسی نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا تو کسی ایک کے بدلے میں اس سے قصاص لیا جائیگا اور باقی کے بدلے میں دیت لی جائیگی ۱۱؎، اور اگر کسی شخص کو بہت سے لوگوں نے قتل کیا تو سب کو قتل کیا جائیگا اگر چہ ان کی جنایتوں میں فرق ہو قصاص صرف سلطان یا اس کے نائب کی موجودگی میں لیا جاسکتا ہے لہٰذا اگر کسی نے بغیر اس کی اجازت کے قصاص لے لیا تو اس کی تعزیر کی جائے گی۔ ہر اس زخم میں جو ہڈی تک پہونچ جائے اور ان اعضاء ۱۲؎ میں

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

جن میں بغیر ظلم کے قصاص لینا ممکن ہو جیسے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، اور کان قصاص واجب ہے ۱۳؎۔

==================================

۱؎۔ ظلماً قتل وہ قتل ہے جو بغیر کسی حق کے قصداً کیا گیا ہو۔

۲؎۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۷۸

۳؎۔ مقتل جیسے دماغ، کوکھ، مثانہ اور عجان (خصیہ اور پیچھے کے مقام کے درمیان کی جگہ)

۴؎۔ نہ ایسی چیز کے ساتھ قصد ہو جو غالباً قتل کرتی ہو اور نہ ایسی کے ساتھ جو غالباً قتل نہ کرتی ہو۔

۵؎۔ فعل مزہق کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) مباشرۃ (۲) تسبّب (۳) شرط۔
جو فعل تلف میں موثر ہو اور اس سے تلف کا حصول بھی ہو وہ مباشرت ہے جیسے کسی کی گردن کاٹ دینا۔ اور جو فعل تلف میں موثر تو ہو لیکن اس سے تلف کا حصول نہ ہو سبب ہے جیسے مہمان کو زہر آلود کھانا دینا۔ اور جو فعل تلف میں بھی موثر نہ ہو اور نہ اس سے تلف کا حصول ہوتا ہو لیکن دوسری کی تاثیر اس پر موقوف ہو وہ شرط ہے جیسے گڈھا کھودنا۔ کیونکہ جس چیز سے تلف کا حصول ہو رہا ہے وہ گڈھا میں گرنا ہے اور گڈھا میں گرنا موقوف ہے گڈھا کھودنے پر۔ مباشرت اور سبب میں قصاص ہے شرط میں نہیں۔

۶؎۔ مکرِہ (قتل کرنے پر مجبور کرنے والے) اور مکرَہ (جسے قتل کرنے پر مجبور کیا گیا ہے) دونوں پر قصاص واجب ہے اول یعنی مکرِہ مسبّب ہے اور دوسرا یعنی مکرَہ مباشر ہے۔

۷؎۔ جیسے ذمی، معاہد یا مستامن مطلق۔

۸؎۔ بشرطیکہ وہ امام کے حکم دینے کے بعد بھی نماز نہ پڑھے۔

٩۔ لہذا اگر بیٹے نے امام کی اجازت سے اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر دیا تو قصاص ہے نہ تعزیر، اور اگر بغیر امام کی اجازت کے قتل کر دیا تو قصاص نہیں مگر امام سے اجازت نہ لینے کی وجہ سے اس کی تعزیر کی جائیگی۔ اور اگر اس قاتل کو کسی اجنبی شخص نے قتل کر دیا تو اس پر (قاتل کے قاتل پر) قصاص واجب ہے۔

١٠۔ یوں کہ قتیل کو قاتل پر اس کے اسلام، امان، آزادی، اصل ہونے یا آقا ہونے کی وجہ سے فضیلت نہیں دی جائیگی۔

١١۔ اگر اس نے باری باری قتل کیا ہے تو پہلے مقتول کے لیے قصاص لیا جائیگا اور اگر ایک ہی مرتبہ میں سب کو قتل کیا ہے تو جس کے لیے قرعہ نکلے گا اس کے لیے قصاص لیا جائیگا اور باقی کے لیے دونوں صورتوں میں دیت ہے۔

١٢۔ ان شرطوں کے ساتھ جو جان کے قصاص میں مذکور ہوئیں اور مزید یہ کہ داہنا بائیں کے بدلے میں اور صحیح شل (بے کار) کے بدلے نہیں کاٹا جائیگا۔

١٣۔ ہڈی میں قصاص نہیں۔ لہذا اگر کسی نے بیچ کلائی سے ہاتھ کاٹ دیا تو قصاص میں کلائی سے ہاتھ کاٹا جائیگا۔

==

قتل کی دیت اور اس کا کفارہ

مندرجہ ذیل صورتوں میں قصاص ساقط ہو جاتا ہے

١۔ جب قصاص کے طلب گار قصاص کو بغیر کسی عوض کے معاف کر دیں [١]۔

٢۔ کسی دیت کے بدلے میں معاف کر دیں۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

٣۔ قصاص لینے سے پہلے قاتل مرجائے۔

٤۔ قاتل قتیل کا اصل ہو۔

٥۔ قتل غیر عمد ہو۔

شرع میں دیت ایسے مال کو کہتے ہیں جو جنایت کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔ دیت مسلم آزاد مرد میں سو اونٹ اور اونٹ نہ ملے تو اس کی قیمت ہے اور قتل عمد کی دیت جنایت کرنے والے پر فوراً اور شبہ عمد وخطا میں جنایت کرنے والے کے عاقلہ پر تین سال کی مدت میں واجب ہے۔ جنایت کرنے والے کے اصل وفرع کے علاوہ نسب یا وِلاء کی وجہ سے تمام مکلف مذکّر عصبات کو جو اجماعاً وارث ہیں عاقلہ کہا جاتا ہے۔ ذمّی میں دیت مسلم کی دیت کی تہائی، عورت میں مرد کا آدھا اور غلام میں اس کی قیمت ہے۔ ہر اس تنہا عضو کو کاٹنے میں جس سے خوبصورتی اور منفعت ہو پوری دیت ہے۔ اسی طرح ایک جنس کے ہر دو عضو میں ایک دیت اور ان کے ایک میں آدھی دیت ہے۔ لہذا دونوں آنکھوں میں پوری دیت اور ایک آنکھ میں آدھی دیت ہے۔ ہر انگلی میں دس اونٹ اور ہر دانت میں پانچ اونٹ ہیں۔ ہر قاتل پر جس نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا قتل کرنا حرام ہے [٢] کفارہ واجب ہے۔ کفارہ ایک مومنہ باندی کا آزاد کرنا اور یہ نہ ہو سکے تو مسلسل ساٹھ روزے رکھنا ہے۔

==

١۔ یوں ہی مطلقاً معاف کر دینا۔

۲۔ "جس کا قتل حرام ہے" اس میں وہ خود بھی داخل ہے کیونکہ وہ اپنے آپ پر معصوم ہے اور" ہر قاتل" میں وہ بھی داخل ہے جس نے قصداً قتل کیا ہے اور وہ بھی داخل ہے جس نے بذاتِ خود اپنے فعل (مباشرہ) سے، سبب بنکر یا فعل شرط سے بغیر قصد کے قتل کیا ہے۔

==

رِدّت (اللہ کی پناہ)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "**ومن یرتد دمنکم عن دینه فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرة واولئک اصحٰب النار ھم فیھا خلدون**" ا۔ (اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا) (کنزالایمان)

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **من بَدَّلَ دینه فاقتلوه**" (جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کردو۔) (بخاری) رِدَّت کا لغوی معنی رجوع (لوٹنا) ہے اور شرع میں کسی مسلم مکلف، مختار کا عزمِ کفر ۲ ۔ یا اعتقاد یا عناد کے ساتھ یا استہزا کے طور پر قول کفر یا فعل ۳ ۔ کفر سے رشتۂ اسلام کو کاٹ دینا رِدَّت کہلاتا ہے۔

رِدَّت کفر کی بدترین قسم ہے جو شخص مرتد ہو گیا اس کے اعمال کا ثواب اکارت گیا۔

اس کا نکاح ممنوع، اس کا ذبیحہ حرام، اس کے مال میں اس کے تصرفات باطل اور اس کے مال سے اس کی ملکیت زائل ہو گئی اب نہ وہ کسی کا وارث ہو سکتا ہے اور نہ کوئی دوسرا اس کا وارث ہو سکتا ہے اور نہ اس کے لیے حفاظت ہے اور نہ امان، بلکہ اگر توبہ کے مطالبے کے بعد تائب نہ ہو تو فوراً بغیر کسی مہلت کے قتل کر دیا جائے گا۔ رِدَّت کے بہت سے اسباب ہیں جیسے صانع (بنانے والے) کی نفی کرنا (یعنی انکار کرنا)، متفق علیہ ضروریات دین مثلاً فرض نمازوں کا واجب ہونا، خرید وفروخت کا حلال ہونا، زنا ولواطت کا حرام ہونا اور رواتب وعید کا مندوب ہونا، میں سے کسی کا بغیر کسی تاویل کے انکار کرنا۔ اور انہیں اسباب میں سے کفر میں پس وپیش کرنا بغیر کسی تاویل کے کسی کافر کو مسلمان کہنا، کسی مخلوق کو سجدہ کرنا، کفار کے لباس میں ان کے عبادت خانوں میں جانا، کے اعجاز یا اس کے کسی حرف کا انکار کرنا، جس چیز میں یا شرعی علم یا اسم اعظم ہوا سے گندی جگہ ڈالنا، شرع کو حقیر سمجھ کر کسی فقیہ کے فتوی کو پھینک دینا، ہنسی مذاق میں یہ کہنا "جب سے میں نماز پڑھ رہا ہوں کوئی بھلائی نہ پایا" درازی مرض کی وجہ سے یہ کہنا "مجھے اسلام کی حالت میں یا اگر تو چاہتا ہے تو کفر کی حالت میں موت دیدے" اور کفر سے راضی ہونا جیسے کسی شخص کا اس شخص سے جو کلمہ کی تلقین کو طلب کر رہا ہے یہ کہنا "تھوڑی دیر صبر کرو تا کہ میں اپنے کام سے فارغ ہو جاؤں"۔

==========================

ا۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۱۷

۲۔ اسی وقت کفر کا عزم ہو یا آئندہ کفر کا عزم ہو۔ اگر آئندہ کافر ہوجانے کا عزم کیا تو فوراً اسی وقت مرتد ہوجائیگا۔

۳۔ فعل میں فعل قلبی بھی داخل ہے۔ اعتقاد، عناد یا استہزا کی قید کا تعلق عزم، قول اور فعل ہر ایک سے ہے۔

==

زنا کی حد

زنا۔ زندہ مرد یا عورت کے فرج محرم قبل (آگے کے مقام) یا دبر (پیچھے کے مقام) میں حرام ہونے کا علم ہونے کے باوجود حشفہ کا داخل کرنا زنا کہلاتا ہے۔ زنا اقرار کرنے یا بینہ سے ثابت ہوتا ہے۔ اور بینہ یہاں پر یہ ہے کہ چار مرد یہ گواہی دیں کہ انھوں نے اس مکلف مختار کو فلاں عورت کی فرج میں زنا کے طور پر اپنا حشفہ داخل کرتے دیکھا ہے۔ زنا قتل کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے اور اس کی حد اگر زانی محصن ہے تو رجم ا۔ ہے اور اگر بکر ہے تو سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی۔ محصن سے مراد یہاں وہ مکلف آزاد مرد جس نے نکاح صحیح سے قبل میں ابھی تک وطی نہ کی ہو اور وہ مکلف آزاد عورت ہے جس سے نکاح صحیح میں قبل میں ابھی تک وطی نہ کی گئی ہو۔

حد امام یا اس کا نائب جاری کرے گا۔ بہت زیادہ گرمی یا سردی ہونے کی وجہ سے کوڑے لگانے میں تاخیر کرنا واجب ہے اور مرض کی وجہ سے بھی اگر اچھا ہونے کی امید

برکاتِ شافعی حصہ سوم

ہو تاخیر کرنا واجب ہے اگر اچھا ہونے کی امید نہ ہو تو کھجور وغیرہ کے ایسے گچھے سے جس میں سو ٹہنیاں ہوں حد لگائی جائیگی۔ جاہل معذور کے دعوی سے جس نے حلال ہونے کا گمان کرلیا ہے، کسی بے لگام عالم کے حلال کردینے کی بنیاد پر شبہ اباحت کی وجہ سے، مقر کے اپنے اقرار سے رجوع کرلینے سے، زوجیت کا دعوی کرنے سے یا کسی عورت کو اپنی بیوی گمان کرلینے سے حد ساقط ہوجاتی ہے۔ غلام کی مطلقاً حد ۳۔ بکر کی حد کی آدھی ہے، لہذا اسے پچاس کوڑے لگائے جائیں اور نصف سال جلاوطن کیا جائیگا۔

==

ا۔ زانی کو ڈھیلا یا پتھر سے اس قدر مارنا کہ وہ مرجائے رجم کہلاتا ہے۔

۲۔ "بے لگام" زجر و توبیخ کے طور پر کہا گیا ہے۔

۳۔ غلام بکر ہو یا بکر نہ ہو۔ اس کے حق میں رجم نہیں۔

==

قذف کی حد

قذف کا لغوی معنی رمی (پھینکنا، مارنا) ہے اور شرع میں برائی بیان کرتے وقت لفظ صریح جیسے "تو نے زنا کیا" یا "تو نے لواطت کی" یا نیت کے ساتھ کنایۃ جیسے "اے فاجر" یا "اے خبیث" سے زنا کی تہمت لگانے کو قذف کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "**والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة**" ا۔ اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ

لائیں تو انہیں اسّی کوڑے لگاؤ۔ (کنزالایمان)

اگر مکلف مختار غیر حربی نے کسی محصن پر جو اس کی اولاد نہ ہو ۲۔ بغیر اس کی اجازت سے زنا یا لواطت کی تہمت لگائی اگر وہ تہمت لگانے والا آزاد ہے تو اسے اسّی کوڑوں کی حد اور اگر غلام ہے تو چالیس کوڑوں کی حد لگائی جائے گی ۳۔ محصن سے یہاں مراد مکلف، آزاد مسلم پاک دامن ۴۔ شخص ہے۔

اگر کسی نے دو زنا کی تہمت لگائی تو ایک ہی حد لازم ہوگی، اور اگر بہت سے لوگوں پر تہمت لگائی اور ان سب کا زانی ہونا ممکن ہو جیسے یہ کہنا" فلاں قبیلے کے سبھی لوگ زانی ہیں" تو ہر ایک کے لیے ایک حد لازم ہوگی۔ اور اگر سب کا زانی ہونا ممکن نہ ہو جیسے یہ کہنا" شہر کے تمام لوگ زانی ہیں" تو حد نہیں لگائی جائے گی بلکہ تعزیر کی جائے گی۔ یوں ہی اگر حد جاری ہونے کے بعد دوبارہ کسی محصن کو تہمت لگائے (تو حد نہیں لگائی جائیگی بلکہ تعزیر کی جائیگی) اگر چار سے کم مردوں نے زنا یا لواطت کی گواہی دی یا عورتوں، غلاموں یا ذمیوں نے گواہی دی تو سب پر حد لگائی جائیگی۔ اگر دو لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے پر تہمت لگائی تو دونوں برابر برابر نہ ہوں گے بلکہ دونوں پر حد لگائی جائے گی۔ مقذوف (جس پر تہمت لگائی گئی ہے) کے مطالبہ پر حد امام یا اس کا نائب ہی قائم کرسکتا ہے ۵۔

==========

ا۔ سورہ نور آیت نمبر ۴۔

برکاتِ شافعی　　حصہ سوم

۲۔ بیٹے پر باپ کے تہمت لگانے میں حد نہیں ہے بلکہ اس میں تعزیر ہے۔

۳۔ لیکن اگر محصن مقذوف نے قاذف (تہمت لگانے والے) پر حد لگنے سے پہلے زنا کرلیا تو حد ساقط ہوجائے گی۔

۴۔ یعنی اس کا دامن زنا، لواطت اور اپنی بیوی کے دبر (پیچھے کے مقام) میں وطی کرنے سے پاک ہو۔

۵۔ لہٰذا مقذوف حد جاری کرنے میں مستقل نہیں۔ اگر مقذوف نے معاف کردیا حد ساقط ہوگئی اور اگر مقذوف مرگیا تو اس کا حق اس کے وارث کی طرف منتقل ہوجائے گا۔

==========

چوری کی حد

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔" **والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ**" ا۔ (اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو ان کے کیے کا بدلہ، اللہ کی طرف سے سزا۔ (کنزالایمان)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔" **لاتقطع ید سارق الا فی ربع دینار فصاعداً**" (چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ میں ہی کاٹا جائیگا) (مسلم شریف) اور فرمایا۔" **ولیس علی المختلس والمنتھب والخائن قطع**" (اچک لے جانے والے اور لوٹنے والے اور خائن کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے) (ترمذی شریف)۔ امام یا اس کے نائب پر حد میں چور کا داہنا ہاتھ، دوبارہ چوری کرنے پر بایاں

پاؤں ۲ے، تیسری مرتبہ چوری کرنے پر بایاں ہاتھ اور چوتھی مرتبہ چوری کرنے پر داہنا پاؤں کاٹنا واجب ہے۔ اور پھر اگر پانچویں مرتبہ چوری کرے تو اس کی تعزیر کی جائے گی۔

چوری کے حد کی شرطیں۔ حد مالک کے طلب کے بعد ہو، مسروق (چوری کیا ہوا مال) نصاب ہو یہ نصاب چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ ہے ۳ے، اور چور کے لیے اس میں کوئی شبہ نہ ہو ۴ے، اس کو حرز مثل سے خفیہ طور پر بغیر مالک کی اجازت سے لیا ہو اور چور مکلف مختار غیر حربی ہو۔

لہٰذا نصاب سے کم میں، اس نصاب میں جس میں دو لوگ شریک ہوں اس میں جس کو اس نے حرز مثل سے نہ لیا ہو، انتہاب (چھیننے) میں، اختلاس (اچکنے) ۵ے میں یا خیانت میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور نہ اس مال میں کاٹا جائے گا جس میں اس کے لیے کوئی شبہ ہو جیسے وقف کا مال، مشترک مال، زکوٰت کا مال، بیت المال کا مال، مسجد کی چٹائی اور اپنے اصل یا فرع کا مال۔ اور نہ ہی اس کے اپنے مال میں ہاتھ کاٹا جائے گا جس کو اس نے دوسرے کے پاس سے چرا لیا ہے۔

چوری بینہ اور چور کے خود اقرار کرنے سے ثابت ہوگی۔ قاضی کا مقر کو اپنے اقرار سے رجوع کر لینے اور گواہوں سے گواہی دینے میں توقف کرنے پر تعریض کرنا (یعنی اشارتاً کہنا مثلاً یہ کہنا ''شاید تم نے غیر حرز سے لیا ہے،،) جائز ہے (اگر اس نے صراحتاً رجوع کرنے کو کہا مثلاً یہ کہا '' تم اس سے رجوع کرلو، تو گنہگار ہوگا) جبکہ اس توقف

کرنے سے کسی حق کا یا حدِ غیرے کا ضیاع نہ ہو۔ اگر چور اپنے اقرار سے مکر جائے تو ہاتھ کا کاٹنا ساقط ہو جائے گا مگر مال ساقط نہیں ہوگا۔

==================================

۱ے۔ سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۸

۲ے۔ ہاتھ گٹے سے اور پاؤں قدم و پنڈلی کے جوڑ سے کاٹا جائے گا۔ اگر چور کے پاس داہنا ہاتھ نہ ہو تو بایاں پاؤں کاٹا جائے گا اور اگر کاٹنے سے پہلے کسی حادثہ کی وجہ سے ضائع ہو جائے تو قطع ساقط ہو جائے گا۔

۳ے۔ اگر نصاب چند لوگوں کا ہے اگر اس کا حرز مثل ایک ہے کاٹنا واجب ہے ورنہ نہیں۔ دینار ایک مثقال کا ہوتا ہے اور ایک مثقال ۴.۲۵ گرام کا ہوتا ہے لہٰذا چوری کا نصاب ۱.۰۵ گرام (1.05g)

۴ے۔ یعنی خود حقدار ہونے یا فائدہ اٹھانے کا حق ہونے کا شبہ نہ ہو۔

۵ے۔ طاقت وقوت پر اعتماد کر کے مال کا لے لینا "انتہاب"، بھاگنے پر اعتماد کر کے مال کا لے لینا" اختلاس" اور جو چیز امانت کے طور پر رکھی گئی ہے اس کا انکار کر دینا" خیانت" کہلاتا ہے۔

۶ے۔ زنا کے علاوہ تمام سزاؤں کی طرح چوری بھی دو مردوں کی گواہی سے ثابت ہوگی مگر زنا چار ہی سے ثابت ہو سکتا ہے۔

۷ے۔ جیسے کہ قذف میں۔ چار میں سے اگر ایک بھی گواہی دینے میں توقف کرے گا تو باقی تینوں پر حدِ قذف لگائی جائیگی۔

==================================

قاطع الطریق (رہزن) کی حد

جو شخص اعلانیہ طور پر مال لینے ا۔ قتل کرنے دہشت پھیلانے کے لیے راستہ پر بیٹھا رہتا ہے اور لوگوں کے لیے راستہ کو پر خوف بنا دیتا ہے وہ قاطع الطریق (رہزن) ہے امام پر اس کا طلب کرنا واجب ہے پھر اگر وہ کسی جنایت سے پہلے پکڑ لیا گیا تو جلاوطنی اور قید وغیرہ سے اس کی تعزیر کی جائے گی اگر اس نے نصاب کی مقدار میں کچھ لے لیا ہے تو اس کا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جائے گا، اور اگر کسی کو قتل کر دیا ہے تو ضرور ۲۔ قتل کیا جائیگا پھر سولی پر چڑھا کر تین دن تک اسی پر چھوڑ دیا جائے گا ۳۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **"انما جز آء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا اویصلبوا اوتقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف اوینفوا من الارض ذالک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم۔الا الذین تابوا من قبل ان تقدرواعلیھم فعلموا ان اللہ غفور رحیم"** ۴۔ (اور وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کر دیے جائیں یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے مگر جنہوں نے توبہ کر لی اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کنزالایمان)

برکاتِ شافعی		حصہ سوم

==

ا۔ یا لطف اندوزی کی خاطر عورتوں یا امردوں کو پکڑنے کے لیے۔

۲۔ اگر چہ قصاص کا مستحق معاف کر دے۔

۳۔ اگر قاطع الطریق مسلمان ہے تو سولی پر چڑھانے سے پہلے اسے غسل اور کفن دیا جائے گا۔ اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور تین دن بعد سولی سے اتار کر دفن کیا جائے گا۔

۴۔ سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۳ و ۳۴

==

شراب پینے کی حد

ہر نشہ آور مشروب وہ خمر (شراب) ہو یا کوئی اور چیز، کا بلاضرورت لینا اگر چہ لینا دوا کے طور پر ہو ا۔ یا پیاس کی وجہ سے ہو حرام ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **"انما الخمر والمیسروالانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون"** ۲۔ (شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کی فلاح پاؤ۔ کنزالایمان)۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **"کل شراب اسکر فھو حرام"** (ہر نشہ آور مشروب حرام ہے) بخاری و مسلم

جو مسلمان مکلف مختار اس کو بلاضرورت علاج کے علاوہ کے لیے پیے گا اور اسے اس کا نشہ آور ہونا اور حرام ہونا معلوم ہے پھر وہ اس کا اقرار کر لے یا دو مرد اس کی گواہی دیدیں، اس پر حد لازم ہو گی۔ لہٰذا کافر پر ۳۔، بچہ پر، پاگل پر، مکرہ (جسے زبردستی پلایا گیا ہے) پر، اس پر جسے اس کا

نشہ آور ہونا معلوم نہ ہو، اس معذور جاہل پر جیسے اس کی حرمت کا علم نہ ہو، علاج کے طور پر لینے والے پر اگر چہ اس سے علاج کرنا حرام ہے اور مضطر پر (جیسے کسی کے گلے میں لقمہ اٹک گیا ہو اور وہ اس کو نیچے اتارنے کے لیے خمر (شراب) کے علاوہ دوسری چیز نہیں پاتا) حد نہیں ہے، اور نہ جامد نشہ آور کے لینے والے پر حد ہے اگر چہ لینا حرام ہے جیسے افیم اور بھنگ کی کثیر مقدار۔ شراب پینے کی حد آزاد کے لیے چالیس جلدہ (کوڑے) اور غلام کے لیے بیس جلدہ ہے عورت کو بیٹھا کر اور مرد کو کھڑا کر کے ہاتھ، چپل، کپڑے کے کنارہ ۴؎ اور کوڑے سے حد لگائی جائے گی۔ چہرہ اور مقاتل (قتل کرنے کی جگہوں) کو چھوڑ کر الگ الگ اعضاء پر کوڑے لگائے جائیں گے۔

==========

۱؎۔ خالص شراب سے علاج کرنا حرام ہے اگر چہ علاج کے شبہ کی وجہ سے اس میں حد واجب نہیں۔ اور اگر شراب میں دوسری چیز ملی ہوئی ہو تو بقیہ نجاستوں کی طرح اس سے اس وقت علاج جائز ہے جبکہ وہی دواء کے لیے متعین ہو۔ ۲؎۔ سورہ مائدہ آیت نمبر ۹۰

۳؎۔ اگر چہ وہ کافر ذمی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ ذمہ سے صرف وہی چیزیں لازم ہوتی ہیں جن کا تعلق آدمی سے ہوتا ہے، وہ چیزیں لازم نہیں ہوتیں جن کا وہ اعتقاد ہی نہیں رکھتا۔

۴؎۔ کپڑے کو بٹنے اور کناروں کو باندھنے کے بعد۔

==========

تعزیر

تعزیر کا لغوی معنی تادیب ہے اور شرع میں اکثرا ۱؎ ایسے گناہ پر تاسزا دینا جس میں نہ کوئی حد ہے اواور نہ کفارہ، تعزیر کہلاتا ہے۔ تعزیر تدریج کی رعایت کرتے ہوئے مار

۲؎ سے جو مبرح ۳؎ نہ ہو، قید سے، سرزنش سے اور شہر بدری وغیرہ سے جسے معزِر (تعزیر کرنے والا) معزَّر (جس کی تعزیر کی جارہی ہے) اور اس کے گناہ کی حالت کے مناسب سمجھے، ہوسکتا ہے۔ چہرہ پر کالکھ لگانا اور سر مونڈانا بھی جائز ہے، لیکن ڈاڑھی مونڈنا، مال لینا اور کھانے پینے سے روک دینا جائز نہیں۔ تعزیر کو معاف کردینا اور اس میں سفارش کرنا مستحب ہے۔ معزِر کی تعزیر سے جو چیز تلف ہوگی معزر اس کا ضامن ہوگا۔ تعزیر کا اقل حد سے کم ہونا اس حدیث کی وجہ **"من بلغ حداً فی غیر حد فھو من المعتدین"** (جو شخص غیر حد کو حد تک پہونچادے وہ حد سے گزرنے والوں میں سے ہے۔ بیہقی۔) واجب ہے۔ ۴؎

امام کا کسی ایسی معصیت ۵؎ کے لیے جس میں حد اور کفارہ نہیں اور اصل ۶؎ کا صغیر، پاگل اور بیوقوف کو بری عادتوں پر زجر و توبیخ کے لیے، استاد کا شاگرد ۷؎ کی تادیب کے لیے، شوہر کا اپنے حق کے اور عورت کے نماز وغیرہ چھوڑنے کی وجہ سے اور آقا کا اپنے حق اور حق اللہ کے لیے تعزیر کرنا جائز ہے۔

اگر آقا اپنے غلام کو مبرح مار مارے یا ایسی چیز کا حکم دے جس کے کرنے کی اس کے اندر طاقت نہیں، تو امام اس کو (آقا کو) ایسا کرنے سے روکے گا پھر بھی اگر وہ باز نہ آئے تو امام ثمن مثل (بازار بھاؤ) پر غلام کو آقا کی طرف سے فروخت کردے گا۔

==========

۱؎۔ لفظ "اکثر" سے مقید کرنے کی وجہ یہ ہیکہ بسا اوقات بغیر کسی معصیت کے بھی تعزیر

مشروع ہے جیسے وہ شخص جو ایسے کھیل سے کمائی کرتا ہے جس میں گناہ نہیں، اور کہیں پر حد اور کفارہ کے ساتھ ساتھ تعزیر بھی نہیں جیسے وہ صغیرہ (گناہ) جو ایسے شخص سے صادر ہو جو شر (برائی) کو نہیں جانتا ہے اور کسی کا ایسے شخص کو قتل کر دینا جس کو اس نے اپنی بیوی کے ساتھ زنا کرتے دیکھا ہے، اور کہیں پر کفارہ کے ساتھ تعزیر ہے جیسے رمضان کے دن میں اپنی بیوی سے ہمبستری کرنے والا، اور کہیں پر حد کے ساتھ تعزیر ہے جیسے کہ اگر چور کا ہاتھ کاٹا گیا اور مزید عبرت کے لیے ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا، اور کہیں پر حد، کفارہ اور تعزیر تینوں ایک ساتھ جمع ہیں جیسے اگر کسی نے رمضان کے دن کعبہ کے اندر زنا کر لیا اس پر زنا کی وجہ سے حد، روزہ فاسد کرنے کی وجہ سے کفارہ اور بیت اللہ شریف کی بے حرمتی کرنے کی وجہ سے تعزیر ہے۔

۲؎۔ فقہانے مبرح مار کی تعریف کبھی شدید سے کی ہے اور کبھی مہلک سے کی ہے۔

۳؎۔ لہٰذا تعزیر میں اس درجہ تک نہ پہنچ جائے جس سے کم درجہ کی تعزیر اس کی رائے میں کافی ہو۔

۴؎۔ آزاد کی تعزیر مار سے چالیس ضرب سے کم اور جلا وطنی یا قید سے تعزیر ایک سال سے کم ہوگی اور غلام کی مار سے تعزیر بیس ضرب سے کم اور جلا وطنی یا قید سے تعزیر نصف سال سے کم ہوگی۔

۵؎۔ اللہ کے حق میں معصیت ہو یا آدمی کے حق میں معصیت ہو۔

۶؎۔ یعنی باپ، دادا اور ماں

۷؎۔ شاگرد اگرچہ بالغ ہو بلکہ مجور مثلاً صغیر، بیوقوف کے ولی کی اجازت سے۔

قضاء

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **"انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ولا تکن للخائنین خصیما"** ۱؎ (ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ لوگوں کے درمیان اس کے ساتھ حکم کرو جو خدا نے تمہیں دکھایا اور خیانت کرنے والوں کے لیے جھگڑا نہ کرو۔

اور ارشاد فرماتا ہے۔ **"فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ"** ۲؎ (لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرو کہ وہ تم کو اللہ کے راستہ سے ہٹا دے گی)۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ **"اذا حکم حاکم فاجتھد ثم اصاب فلہ اجران واذا حکم فاجتھد ثم اخطا فلہ اجر"** (بخاری ومسلم) (حاکم نے حکم کرنے میں کوشش کی اور ٹھیک حکم کیا اس کے لیے دو ثواب اور کوشش کر کے حکم کیا اور غلطی ہو گئی اس کو ایک ثواب ہے) ۳؎

قضاء کا لغوی معنی کسی چیز کا حکم دینا اور اس کو نافذ کرنا ہے اور اصطلاح شرع میں لوگوں کے درمیان حکم کرنے کو قضاء کہتے ہیں۔ ہر علاقہ ۴؎ میں قاضی مقرر کرنا امام پر فرض عین ہے، امام کے بعد ذی شوکت شخص پر اور پھر شہر کے اہل حل وعقد پر فرض ہے۔ منصب قضاء کو قبول کرنا فرض کفایہ ہے، ہاں اگر کوئی شخص کسی جہت سے وہی شخص متعین ہے تو قبول کرنا فرض عین ہے ۵؎۔

قاضی کی شرطیں:۔ قاضی مسلمان، مکلف، مرد، آزاد، عادل، سننے والا، انکھیارا، کافی

بولنے والا مجتہد ہو۔ اور مستحب یہ ہیکہ وہ بغیر تشدد کے سخت اور بغیر کمزوری کے نرم ہو۔ مجتہد وہ ہے جو کے احکام ۶ ے، سنت (حدیث) کے احکام ۷ ے، راویوں کی قوت وضعف کی حالت اور قیاس کے تمام اقسام کی معرفت ۸ ے رکھتا ہو اور عربی زبان کے لغت، نحو، صرف، بلاغت اور علماء صحابہ کے اقوال پھر صحابہ کے بعد کے لوگوں کے اجماع اور اختلاف کو جانتا ہوتا کہ وہ اپنے اجتہاد میں ان کے اجماع کی مخالفت نہ کرے۔

قاضی کی تقرری صرف امام یا اس کے نائب کی طرف سے صحیح ہے۔ امام یا اس کا نائب نا اہل مثلاً فاسق اور مقلد کو قاضی مقرر نہ کرے۔ اگر اس نے نا اہل کو قاضی مقرر کر دیا تو اس کا مقرر کرنا منعقد نہیں ہوگا مگر جبکہ اہل مفقود ہوں یا جسے مقرر کیا ہے وہ شان وشوکت والا شخص ہے ۹ ے ایک جگہ پر دو یا دو سے زیادہ قاضی مقرر کرنا اور دو لوگوں کا عقوبۃ اللہ کے علاوہ میں کسی مرد کو جو قضاء کی صلاحیت رکھتا ہو حکم (حکم) بنانا اگر چہ پہلے سے کوئی قاضی موجود ہو جائز ہے ۱۰ ے نائب بنانے میں امام کے لیے قاضی سے اجازت لینا مسنون ہے ۱۱ ے۔

قاضی اہلیت قضاء کے زائل ہو جانے ۱۲ ے سے معزول ہو جائے گا۔ پھر اگر اس کی اہلیت لوٹ آئے تو اس کا منصب نہیں لوٹے گا۔ قاضی خود سے معزول ہو سکتا ہے۔ جب قاضی کے اندر کوئی خلل نہ ہو یا اس سے بہتر کوئی شخص موجود نہ ہو یا کوئی مصلحت درپیش نہ ہو تو امام پر کے قاضی کو معزول کرنا حرام ہے، مگر حرام ہونے کے باوجود اس کا معزول کرنا نافذ ہو جائیگا۔ یہ سب (یعنی معزول ہونا یا امام کا معزول کرنا) اس صورت میں ہے جبکہ وہی متعین نہ ہو ورنہ (جبکہ وہی متعین ہو) اس کا معزول ہونا حرام ہے اور اس کا معزول ہونا خواہ خود سے ہو یا امام کی طرف سے ہو نافذ نہیں ہوگا۔

قاضی اپنے خارج عمل میں نہ حکمہ دے اور نہ نائب بنائے ۱۳ ے۔ مقدمہ والے اور غیر مقدمہ والے کا نہ ہدیہ قبول کرے ۱۴ ے اور نہ ضیافت قبول کرے ہاں اگر غیر مقدمہ والا قاضی بننے سے پہلے اس طرح کا ہدیہ دیا کرتا تھا تو قبول کر سکتا ہے۔

نہ وہ خود کے لیے حکمہ کرے اور نہ اپنے والد کے لیے، نہ اپنی اولاد کے لیے اور نہ اپنے شریک کے کے لیے حکمہ کرے ۱۵ ے غصہ بھوک پیاس یا مرض وغیرہ سے فطری حالت بدل جانے کے وقت حکمہ کرنا اور خود خرید وفروخت کا معاملہ کرنا مکروہ ہے۔ خصمین کو تعظیم و تکریم میں برابر رکھنا اور بالترتیب پہلے، دوسرے...... کو مقدم کرنا واجب ہے اگر سب برابر ہیں تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کرے۔ علماء سے مشورہ کرنا اور پہلے قیدیوں کا مقدمہ دیکھنا پھر اہل وصیت کا مقدمہ دیکھنا مندوب ہے۔

==

۱ ے سورہ نساء آیت نمبر ۱۰۵، ۲ ے سورہ ص آیت نمبر ۲۶

۳ ے امام نووی شرح مسلم میں فرمایا کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ (اجر کا پانا) عالم مجتہد حاکم میں ہے اور دوسرا (جو عالم مجتہد نہ ہو) اپنے تمام فیصلوں میں گنہگار رہوگا اگر چہ اس نے درست فیصلہ دیا ہو، اور اس کے تمام فیصلے رد کر دیے جائیں گے کیونکہ اس کا درست فیصلہ دینا اتفاقی امر ہے۔

۴ ے یوں کہ مسافت عدوی کسی قاضی سے خالی نہ ہو۔ مسافت عدوی وہ مسافت ہے جہاں سے کوئی صبح سویرے حاکم شہر کے پاس جائے تو اسی دن مقدمہ کے بعد واپس چلا آئے۔

۵ ے اگر وہی متعین نہ ہو اور وہ دوسروں سے افضل ہے تو قبول کرنا مستحب ہے اور اگر

دوسرا اس سے افضل موجود ہے اور وہ افضل انکار بھی نہیں کر رہا ہے تو قبول کرنا مکروہ ہے اور کسی صالح کو معزول کر کے، اگرچہ وہ معزول مفضول ہی کیوں نہ ہو قبول کرنا حرام ہے۔

٦ ۔ عام، خاص، مجمل، مبین، مطلق، مقید، نص، ظاہر، ناسخ، منسوخ، محکم اور متشابہ۔

٧ ۔ متواتر، آحاد، مرفوع، موقوف اور مرسل۔

٨ ۔ قیاس جلی، مساوی اور ادون۔

٩ ۔ یعنی اگر اہل مفقود ہوں تو غیر اہل کی تقرری مطلقا نافذ ہوگی جبکہ جسے مقرر کیا گیا ہے ذی شوکت شخص ہو۔ مگر مقرر کرنے والا اور جسے مقرر کیا گیا ہے اگر نا اہل ہو تو دونوں گنہگار ہوں گے۔

١٠ ۔ اور حکم کا فیصلہ نافذ ہوگا جبکہ فیصلہ دینے سے پہلے دونوں میں سے کسی نے رجوع نہ کر لیا ہو۔

١١ ۔ نائب کے لئے بھی وہی شرطیں ہیں جو قاضی کے لئے شرطیں ہیں۔ ہاں اگر کسی خاص چیز میں نائب بنا رہا ہے تو اس خاص چیز کے متعلق اس کا علم کافی ہے۔

١٢ ۔ مرتد، پاگل، اندھا، بہرا، گونگا، فاسق ہوجانے سے، فہم یا اجتہاد میں خلل ہوجانے سے۔

١٣ ۔ اگر اس نے ایسا کیا تو نافذ نہیں ہوگا۔

١٤ ۔ اگر اس نے ہدیہ قبول کر لیا تو حرام کام کیا اور اس کا مالک نہیں ہوگا لہذا اگر مالک مل جائے تو اسے لوٹا دے ورنہ بیت المال میں جمع کر دے۔

١٥ ۔ اگر ان میں سے کسی کے لئے فیصلہ کرے گا تو نافذ نہیں ہوگا۔

==

شہادات

گواہ بننا اور گواہی دینا فرض کفایہ ہے پھر اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا گواہ بننے کا اہل نہ ہو تو گواہ بننا اور گواہی دینا فرض عین ہے۔ شہادت کا لغوی معنی خبر دینا اور معائنہ کرنا اور شرع میں ایک خاص لفظ سے کسی چیز کے بارے میں خبر دینا شہادت (گواہی دینا) کہلاتا ہے۔

شہادت کے ارکان:۔ شہادت کے پانچ ارکان ہیں۔ ١) گواہ۔ ٢) مشہود لہ (جس کے لئے گواہی دے جائے)۔ ٣) مشہود علیہ (جس کے خلاف گواہی دی جائے)۔ ٤) مشہود بہ (جس چیز کی گواہی دی جائے)۔ ٥) صیغہ۔ صیغہ مشہور ترین لفظ ہی ہو دوسرا لفظ نہ ہو۔

شاہد کی شرطیں:۔ شاہد میں شرط ہے کہ وہ مسلمان، آزاد، مکلف، عادل، گویا، رشید، بیدار مغز[١]، ظاہر المروۃ، تہمت سے بری، دیکھی جانے والی چیز میں بینا اور سنی جانے والی چیز میں سننے والا ہو[٢]۔

مروت:۔ عرف میں معیوب چیز، جیسے بازار میں کھانا پینا بازار میں ننگے سر پھرنا، لوگوں کے سامنے اپنے بیوی کو بوسہ دینا، زیادہ ہنسنا اور گانا، کو ترک کر دینا[٣]۔

عدالت:۔ گناہ کبیرہ سے بچنا اور صغیرہ پر اصرار نہ کرنا[٤]۔ کبیرہ ایسا جرم جو اپنے مرتکب کے بارے میں دین سے بے توجہی کا پتا دیتا ہے۔

تہمت:۔ نفع کا حصول یا ضرر کا دفع کرنا۔ لہذا اپنی اولاد اور اپنے والد کے حق میں اور اپنے دشمن کے خلاف گواہی مقبول نہیں، اور نہ اپنے محل تصرف میں[٥] گواہی قبول کی جائے گی، اور نہ اس شخص کی گواہی قبول کی جائے گی جو گواہی طلب کرنے سے پہلے ہی گواہی دینے میں سبقت کرے[٦]۔ فاسق، دشمن، اور مروت کی پرواہ نہ کرنے والے کی گواہی ان کے توبہ کرنے اور ایک سال تک استبراء کے بعد مقبول ہے اور ایسے مبتدع کی گواہی مقبول ہے جس کی اس کی بدعت کی وجہ تکفیر نہ کی گئی ہو[٧]۔

رمضان کی شہادت میں ایک مرد، زنا کی شہادت میں چار مرد، مال اور جس سے مال مقصود ہوتا ہے ۸؎ جیسے بیع اور رہن کی شہادت میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں یا ایک مرد اور یمین، عقوبت جیسے قصاص اور زنا کے حد کی شہادت میں اور جس میں اکثر مردوں کا غلبہ ہے مثلاً نکاح اور طلاق کی شہادت میں دو مرد اور جس میں اکثر عورتوں کا غلبہ ہے مثلاً پیدائش اور حیض کی شہادت میں چار عورتیں یا دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں کافی ہیں۔

عقوبۃ اللہ ۹؎ کے علاوہ میں شہادت علی الشہادۃ (گواہی پر گواہی) چار شرطوں کے ساتھ قبول کی جائے گی۔ ۱) اصل کا گواہی دینا دشوار ہو۔ ۲) اصل کی اجازت ہو یا جو اجازت کے قائم مقام ہو ۱۰؎۔ ۳) فرع گواہ بننے کے طریقہ کو بیان کرے ۱۱؎ یا حاکم کو فرع کے علم پر بھروسہ ہو۔ ۴) فرع اصل کے نام کا ذکر کرے تاکہ وہ متمیز ہو جائے اور اس کی عدالت کے بارے میں معلوم ہو جائے۔

==

۱؎۔ بیدار مغزی میں سے یہ بھی ہے کہ وہ مشہود علیہ کے الفاظ حرف بحرف بغیر کسی زیادتی یا کمی کے یاد رکھے۔

۲؎۔ شاہد میں ان شرطوں کا اعتبار نکاح میں گواہ بننے اور گواہی دینے دونوں وقت ہے اور نکاح کے علاوہ میں ان شرطوں کا اعتبار صرف گواہی دینے کے وقت ہے۔

اس لیے جائز ہے کہ وہ گواہ بننے کے وقت کامل نہ ہو اور گواہی دیتے وقت کامل ہو جائے۔ لہٰذا کافر، غلام، بچہ، پاگل، فاسق، گونگا، جسے بیوقوفی کی وجہ سے تصرف کرنے سے روک دیا گیا ہو، مغفل (جس کی غلطی اور بھول زیادہ ہو) مروت کی پرواہ نہ کرنے والے اور متہم کی

برکاتِ شافعی حصہ سوم

گواہی مقبول نہیں۔ یونہی دیکھی جانے والی چیز میں اندھے کی اور سنی جانے والی چیز میں بہرے کی گواہی مقبول نہیں۔

۳؎۔ جیسا کہ المنہج ص ۷ ۱۴۳ میں ہے یا اپنے زمانے اور اپنے علاقہ کے اپنے مثل لوگوں کے عادات واطوار کو اپنے اندر پیدا کرنا، جیسا کہ المنہاج ص ۱۴۰ میں ہے یا ایسی چیزوں کو ترک کر دینا جس کے کرنے والے کو عرف میں قابل نفرت گردانا جاتا ہے جیسا کہ البغیہ ص ۲۸۲ میں۔ اور ہر ایک مرجع ایک ہی معنی ہے۔

۴؎۔ جو شخص گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے وہ مطلقاً فاسق ہے یوں ہی جو صغیر گناہ کا ارتکاب کرے جبکہ اس کی طاعت اس کے صغائر پر غالب نہ ہو۔

۵؎۔ جیسے کہ وہ شخص وکیل ہے یا وصی (وصی اس شخص کو کہتے ہیں جس کو وصیت کرنے والا اپنی پوری کرنے کے لیے مقرر کرے) ہے یا اس کا نگراں ہے۔

۶؎۔ مگر شہادت حسبہ میں قبول ہے۔ شہادت حسبہ وہ شہادت ہے جس سے مقصود اللہ کی رضا ہو۔ اس میں شہادت طلب کرنے سے پہلے شہادت مقبول ہے شہادت حسبہ کا طریقہ یہ ہیکہ گواہان قاضی کے پاس آئیں اور کہیں کہ ہم فلاں کے خلاف اس چیز کی گواہی دیتے ہیں۔ لہذا آپ اس کو حاضر کریں تاکہ ہم اس کے خلاف گواہی دیں۔ اور اگر انہوں نے ابتداء ہی میں یہ کہا کہ فلاں نے زنا کیا تو وہ سب قاذف (تہمت لگانے والے) ہیں۔ اھ المغنی

۷؎۔ عادل کے مقابل میں جو فاسق ہے اس سے مراد وہاں وہ فاسق ہے جو ایسی معصیت کا ارتکاب کرے جو ایسی بدعت اعتقادی نہ ہو جس کی وجہ سے تکفیر کی جاتی ہو۔

۸؎۔ اس سے شرکت، قرض اور کفالت مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان میں دو مردوں کی گواہی

ضروری ہے۔

۹۔عقوبتہ اللہ جیسے زنا، شراب پینے اور چوری کرنے کی حد۔

۱۰۔کسی کا یہ کہنا کہ" میں اس چیز کا گواہ ہوں اور تجھے اپنی گواہی پر گواہ بناتا ہوں" اجازت ہے اور کسی کا اصل کو قاضی یا حکم کے پاس گواہی دیتے ہوئے سننا یا حق کے واجب ہونے کا سبب بیان کرتے ہوئے سننا اجازت کے قائم مقام ہے جیسے یہ کہنا کہ" میں گواہی دیتا ہوں کی فلاں کا فلاں پر اسقدر مبیع کا ثمن (یا قرض) ہے۔فرع کا اصل کی طرف سے گواہ بننے کے یہی تین طریقے ہیں پہلا اجازت (گواہی دینے کے لیے کہنا) دوسرا اور تیسرا جو اجازت کے قائم مقام ہے۔

۱۱۔اوپر مذکور طریقوں میں سے کوئی طریقہ۔

==

خصومت اور دعوی

خصومت (مقدمہ) کا مدار پانچ چیزوں پر ہے (۱) دعوی (۲) بینہ (۳) جواب (۴) یمین (۵) نکول (انکار) ۱۔

دعوی۔حاکم کے پاس ۲۔کسی غیر کے ذمہ اپنے لیے کسی حق کے واجب ہونے کی خبر دینا دعوی کہلاتا ہے۔

بینہ یعنی گواہان اور یمین یعنی حلف (قسم)۔ انکار یعنی حلف لینے سے باز رہنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **"لو یعطی الناس بدعواهم لادعی ناس**

دماء رجال واموالهم ولکن البینة علی المدعی والیمین علی من انکر"(اگر لوگوں کو محض دعوی کی وجہ سے دیدیا جایا کرے تو کتنے لوگ خون اور مال کا دعوی کر ڈالیں گے لیکن مدعی کے ذمہ بینہ (گواہ) ہے اور منکر پر قسم (بیہقی) لہٰذا اگر مدعی علیہ انکار کرے اور مدعی کے پاس بینہ (گواہ) نہ ہو تو مدعی علیہ کی بات قسم کے ساتھ مان لی جائے گی۔اور اگر مدعی علیہ قسم سے انکار کرے تو قسم مدعی پر لوٹا دی جائے گی، پھر اگر مدعی حلف لیلے مستحق ہوجائیگا اور اگر انکار کرے تو کچھ بھی کسی کے لیے ثابت نہیں ہوگا ۳۔

دعوی اگر کسی آدمی کے لیے کسی عقوبت یا عقد یا فسخ کا ہے تو اسے حاکم کے پاس پہنچانا واجب ہے۔ مستحق کو خود سے وصول کر لینا جائز نہیں ۴۔اور اگر دعوی مال (عین یا قرض) کا ہے تو مستحق فتنہ سے امن کے وقت بذات خود لے سکتا ہے۔ہاں اگر قرض دار قرض ادا کرنے سے انکار نہیں کر رہا ہے تو قرض خواہ کو بغیر مطالبہ کیے اس کا مال لینا جائز نہیں۔اور وہ عقوبت جو اللہ کے لیے ہے جیسے زنا اور چوری کی حد، اس میں دعوی مسموع نہیں کیوں کہ اس میں مدعی کا کوئی حق نہیں۔اس کے اثبات کا راستہ شہادت حسبہ ہے ۵۔

====================================

۱۔پہلی دو چیزیں مدعی کی طرف سے ہوں گی اور آخر کے تین مدعیٰ علیہ کی طرف ہے۔

۲۔یا حکم کے پاس یا ایسے شان وشوکت والے کے پاس جو اپنے محلے میں معاملات کا

نبٹارا کرتا ہے۔

۳۔اور خصومت ساقط ہوجائے گی کیوں کہ حق صرف اقرار، بینہ یا یمین ہی سے ثابت ہوسکتا ہے اوران دونوں کے ساتھ اس میں سے کچھ بھی نہیں۔

۴۔عقد اور فسخ میں جائز نہ ہونا ظاہر کے اعتبار سے ہے اور باطن میں دیانتاً اس کے لیے جائز ہے۔لہٰذا اگر کسی عورت کے بارے میں بیوی ہونے کا دعوی کیا تو ظاہر میں اس کے ثبوت کے لیے حاکم تک لے جانا ضروری ہے لیکن اگر وہ سچا ہے اور اس کے ساتھ بیوی کا سا معاملہ کرے تو اس کے اور اللہ کے درمیان یہ معاملہ جائز ہے۔

۵۔شہادت حسبہ وہ شہادت ہے جس سے مقصود اللہ کی رضا ہو۔اس میں شہادت طلب کرنے سے پہلے بغیر دعوی کے شہادت مقبول ہے

شہادت حسبہ کا طریقہ یہ ہیکہ گواہان قاضی کے پاس آئیں اور کہیں کہ ہم فلاں کے خلاف اس کی گواہی دیتے ہیں لہٰذا آپ اس کو حاضر کریں تا کہ ہم اس کے خلاف شہادت دیں۔اور اگر انہوں نے ابتداء ہی میں یہ کہا کہ فلاں نے زنا کیا تو وہ سب قاذف (تہمت لگانے والے) ہیں۔دیکھئے المغنی

===

دعوی کے شرائط

دعوی میں چھ چیزوں کی شرط ہے ا۔

ا۔دعوی کا مفصل معلوم ہونا جیسے نقد اور قرض میں جنس،نوع اور مقدار کا بیان کرنا،

عین میں صفت کا بیان کرنا،غیر منقولہ جائیداد میں سمت،جگہ اور حدود کا بیان کرنا،نکاح میں صحت کا تفصیل سے بیان کرنا،اور عقد مالی میں صحت کا اجمالاً بیان کرنا۔

۲۔معین ہونا۔لہٰذا غیر معین پر دعوی مسموع نہیں ہوگا۔جیسے کہ اگر کسی نے یہ کہا" ان لوگوں میں سے ایک نے اس کو قتل کیا ہے" اور نہ غیر معین کی طرف سے دعوی مسموع ہے جیسے کہ بہت سے لوگوں میں سے کسی ایک نے کہا''ہم دعوی کرتے ہیں کہ اس نے فلاں کو قتل کیا ہے،،۔

۳۔دعوی کا لازم کرنے والا ہونا۲۔لہٰذا ایسی چیز میں دعوا نہیں سنا جائے گا جس سے لازم کرنے کا تعلق فوراً نہ ہو۔جیسے دین موجل (میعادی قرض) اور وہ ہبہ جس پر قبضہ نہ کیا گیا ہو۔

۴۔دعوی سے پہلے اس کے مناقض (مخالف) دوسرا دعوی نہ کیا گیا ہو جیسے کہ اگر کسی نے کہا کہ" اس کو زید نے تنہا قتل کیا ہے" اور پھر کہا کہ" اس کو عمر نے تنہا قتل کیا ہے" تو دوسرا دعوی مسموع نہیں ہوگا۔

۵۔مدعی اور مدعی علیہ دونوں کا مکلف ہونا۔لہٰذا بچہ اور پاگل کی طرف سے دعوی مسموع نہیں ہوگا اور نہ ان کے خلاف دعوی مسموع ہوگا۔

۶۔ہر ایک کا ہمارے احکام کا پابند ہونا۔لہٰذا حربی کی طرف سے اور حربی کے خلاف دعوی مسموع نہیں ہوگا۳۔

===

ا۔ تا کہ دعوی مسموع ہو۔

۲۔ مدعی علیہ پر کسی چیز کا لازم کرنے والا ہونا۔

۳۔ یہ طلب جواب اور حلف دلانے کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے، ورنہ ان کے خلاف بینہ قائم کرنے کے لیے ان کے اوپر دعوی مسموع ہے۔

فروض کفایہ

فرض کفایہ بہت ہیں ان میں سے چند کا بیان آرہا ہے۔

۱۔ دینی دلیلیں قائم کرنا اور دینی مشکلات کو حل کرنا تاکہ شبہات دور ہوں اور اعتقاد صاف ستھرے ہوں۔

۲۔ شرعی علوم اور اس سے متعلق چیزوں کا انتظام کرنا تاکہ قضاء اور افتاء کا کام انجام دیا جاسکے۔

۳۔ بھوک، پیاس، سردی اور مرض وغیرہ سے ضرر کو ہر معصوم مسلمان، ذمی یا مستامن سے دفع کرنا (دور کرنا)۔

۴۔ بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **"ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون"** ۱؎ (اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ **"من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ**

فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان"۔ (تم میں جو شخص بری بات دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے بدل دے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے (یعنی دل سے برا جانے) اور یہ کمزور ایمان والا ہے) صرف گمان کی بنیاد پر تحقیق وتجسس کرنا اور گھروں میں گھس جانا کسی کے لیے جائز نہیں ہاں اگر کسی معتبر نے ایسے شخص کے بارے میں خبر دی جو چھپ کر ایسی برائی کرتا ہے جس کا تدارک نہیں کیا جاسکتا جیسے قتل، زنا تو اس وقت تحقیق وتجسس کرنا اور گھروں میں گھس جانا جائز ہے۔

۵۔ گواہ بننا اور یونہی اگر نصاب سے زیادہ ہوں تو گواہی دینا ورنہ (یعنی اگر نصاب سے زیادہ نہ ہوں تو) گواہ پر گواہی دینا فرض عین ہے۔

۶۔ حج اور عمرہ سے ہر سال کعبہ شریف کا احیاء۔

۷۔ جنازوں کو غسل اور کفن دینا، نماز جنازہ پڑھنا اور دفن کرنا۔

۸۔ علم طب (Medicale Science) کی تعلیم حاصل کرنا۔

۹۔ صنعت وحرفت وغیرہ کا انتظام کرنا جس سے زندگی گزاری جاسکے۔ جیسے تجارت وکھیتی

۱۰۔ جہاد کرنا۔ جہاد کے احکام عنقریب آرہے ہیں۔

۱۱۔ مجمع کو سلام کا جواب دینا۔ اس کی تفصیل عنقریب آرہی ہے۔

======================================

۱؎۔ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۰۴، ۲؎۔ مسلم نے روایت کی ہے۔

جہاد کے احکام

نیک کاموں میں سب سے افضل کام اور عبادتوں میں سب سے محبوب عبادت جہاد ہے۔ جہاد کی وہ فضیلتیں جو اس کے متعلق وارد ہیں اتنی مشہور ہیں کہ ان کو بیان کرنے کی حاجت نہیں اور اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔ **"ان اللّٰہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بأن لھم الجنة یقاتلون فی سبیل اللّٰہ فیقتلون ویقتلون "** ۱؎۔ بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **"اغزوا فی سبیل اللّٰہ من قاتل فی سبیل اللّٰہ فواق** ۲؎ **ناقة وجبت له الجنة"** ۳؎۔ اللہ کی راہ میں جنگ کرو، جس نے اللہ کی راہ میں اتنی مدت تک جنگ کی جتنی مدت اونٹنی کو دو دفعہ دوہنے کے درمیان ہوتی ہے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ جہاد کا سب سے اہم مقصد لوگوں کی ہدایت ہے لہٰذا اگر بغیر جہاد کے دلیل قائم کر کے ہدایت ممکن ہو تو یہی بہتر ہے۔

جب تک کفار مسلمانوں کے شہروں میں موجود رہیں ہر مسلمان مکلف مرد، آزاد مستطیع ۴؎ پر جہاد کرنا فرض کفایہ ہے۔ جہاد کا حصول یا تو سرحدوں پر مورچہ بندی کر کے ۵؎ قلعوں کو مضبوط کر کے اور امراء کی تقلید کر کے ہوگا یا کافروں کے ملک میں

برکاتِ شافعی حصہ سوم

ہماری افواج کے داخل ہونے سے ہوگا ۶؎۔ اگر کافر ہمارے شہر میں داخل ہو جائیں تو اہل شہر اور شہر کے قریب والوں پر جہاد کرنا فرض عین ہے ۷؎۔ لہٰذا ہر شخص پر یہاں تک کہ فقیروں، عورتوں اور بچوں پر حتی المقدور ان کو دفع کرنا واجب ہے اور ہتھیار ڈالنا حرام ہے ہاں قتل سے بچ جانے کی توقع ہو تو بلا فائدہ جنگ سے ہتھیار ڈال دینا ہی بہتر ہے ۸؎۔ کسی جنگی مصلحت یا کسی جماعت سے مدد حاصل کرنے کی غرض کے علاوہ میدان جنگ سے فرار ہونا حرام ہے۔

اگر کسی مسلمان کو کافروں نے قید کر لیا اور اس کے خلاصی کی امید ہو تو ہر قادر شخص پر اس کی رہائی کے لئے اٹھ کھڑا ہونا واجب ہے۔ مسلمان ماں باپ کی اجازت کے بغیر بچہ کا جہاد کرنا اور قرض خواہ کی اجازت کے بغیر ۹؎ جہاد کے لئے سفر کرنا حرام ہے۔ اور کافروں میں سے بچہ، پاگل یا عورت قید ہو تو قید ہونے سے ہی وہ غلام ہو جائیں گے، اور بالغ مرد قید ہو تو امام قتل کرنے، غلام بنانے، احسان کرنے، فدیہ لینے میں سے جس میں مصلحت ہو اختیار کرے۔ اگر وہ بالغ قیدی ایمان لاوے تو قتل ساقط ہو جائے گا، اور امام کو باقی صرف تین کا اختیار ہوگا ۱۰؎۔

۱؎۔ سورہ توبہ آیت نمبر ۱۱۱۔ ۲؎۔ الفواق: دو مرتبہ دوہنے کے درمیان کا وقت۔
۳؎۔ ترمذی نے روایت کی ہے۔ ۴؎۔ یعنی صحیح ہو، اس کے پاس خرچ اور ہتھیار ہو۔
۵؎۔ کافروں کے ہم پلہ فوج لگا کر۔ ۶؎۔ سال میں ایک بار امام یا اس کے نائب کی

اجازت سے۔ اگر ایک بار سے زیادہ ہوتو اور بہتر ہے۔

۷۔ اس شہر والوں کے ساتھ ان لوگوں پر جو اس شہر سے مسافت قصر سے کم دوری پر ہوں جہاد فرض عین ہے اور جو مسافت قصر کی دوری پر ہوں ان پر فرض کفایہ ہے۔ اور جو حکم کافروں کا ہمارے شہروں میں داخل ہونے پر ہے وہی حکم ان کا ذمیوں کے شہروں میں داخل ہونے پر ہے۔ لہٰذا ذمیوں کا دفاع کرنا ہم پر واجب ہے۔

۸۔ اگر ہتھیار ڈالتے وقت زنا وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو۔

۹۔ جب کہ قرض خواہ تنگ دست نہ ہو اور قرض کی ادائیگی فوری ہو۔

۱۰۔ اگر بالغ قید ہونے سے پہلے ہی ایمان لادے تو اس کا خون بہائے جانے، اس کا مال لوٹے جانے اور اس کی اولاد قیدی ہونے سے محفوظ ہو جائیں گے۔

==

سلام کے احکام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "**لاتدخلوا الجنة حتى تؤمنوا ولا تؤمنوا حتى تحابوا اولا ادلكم على شئ اذا فعلتموه تحاببتم افشوا السلام بينكم**" (**مسلم شریف**)۔ جنت میں تم نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم مؤمن نہیں ہو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام پھیلاؤ۔

آنے کے وقت اور واپس جاتے وقت مسلمان کو سلام کرنا ایک شخص کے لئے سنت

عین اور جماعت کے لئے سنت کفایہ ہے۔ اور سلام کا جواب دینا ایک شخص پر واجب عین اور جماعت پر واجب کفایہ ہے۔ سلام کی ابتداء کرنے اور جواب دینے میں "**السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ومغفرته**" افضل ہے۔ بہرے کو سلام کا جواب دینے میں لفظ اور اشارہ کا جمع کرنا واجب ہے (یعنی زبان سے بھی جواب دے اور اشارہ سے بھی جواب دے)۔ اگر دو ملاقاتی ایک دوسرے کو سلام کریں تو ہر ایک پر جواب دینا واجب ہے۔

غائب کے لئے قاصد سے یا خط کے ذریعہ سلام بھیجنا مسنون ہے اور پہلی صورت میں (یعنی قاصد سے سلام بھیجنے کی صورت میں) لفظ میں جواب دینا اور دوسری صورت میں (یعنی خط کے ذریعہ سلام بھیجنے کی صورت میں) لفظ میں یا لکھ کر جواب دینا فوراً

لازم ہے۔

سلام پہنچانے والے کو بھی جواب دینا مستحب ہے لہٰذا جواب میں یہ کہے "**عليك وعليه السلام**"۔ جو شخص خالی جگہ میں داخل ہوا سے "**السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين**" کہنا مستحب ہے۔ ایک دوسرے سے ملاقات کے وقت چھوٹے کا بڑے کو پیدل چلنے والے کا کھڑے شخص کو، سوار کا غیر سوار کو اور کم لوگوں کا زیادہ لوگوں کو سلام کرنا سنت ہے۔ اور آنے والا مطلقا اس کو سلام کرے جس کے پاس وہ آیا ہے اھ۔

تنہا مشتہات عورت کا اجنبی مرد کو سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا حرام ہے، اور اجنبی

مرد کا تنہا مشتہات عورت کو سلام کرنا، اور سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔ فاسق، بدعتی ۲ ؎،
قضاء حاجت کرنے والے، جماع کرنے والے، استنجاء کرنے والے، خطبہ پڑھنے، خطبہ
سننے والے، تلبیہ (**لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک۔ ان الحمد و النعمة لک**
و الملک۔ لا شریک لک) پڑھنے والے، جس کے منہ میں کھانے کا لقمہ ہو، جس کے منھ
میں پانی کا گھونٹ ہو، جو غسل خانہ میں ہو، نمازی، مؤذن اور اقامت کہنے والا کو سلام کرنا
مستحب نہیں ۳ ؎۔ پیٹھ یا سر کا جھکانا اور کسی شخص کو دنیا کی وجہ سے بوسہ دینا مکروہ ہے۔
دین کی وجہ سے یا لمبے سفر کی وجہ سے بوسہ دینا سنت ہے اور صالح ہونے کی وجہ سے، یا
علم کی وجہ سے یا ولایت کی وجہ سے یا ولادت کی وجہ سے جب کہ فاسق یا ظالم نہ ہو قیام
کرنا (کھڑا ہونا) مستحب ہے۔

===================================

ا ؎۔ خواہ بڑا ہو یا چھوٹا، کم ہوں یا زیادہ۔

۲ ؎۔ ہاں کسی عذر یا کسی مفسدہ کے خوف سے (سلام کر سکتا ہے) سلام سے اللہ کے نام
کی نیت کرے اس وقت معنی ہوگا **اللہ علیکم رقیب** (اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے)۔

۳ ؎۔ خطبہ سننے والے کے علاوہ پر سلام کا جواب دینا واجب نہیں ۔ ؎۔ خطبہ سننے
والے پر سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ اور تلبیہ پڑھنے والے کے لئے، کھانے والے کے
لئے، پینے والے کے لئے اور جو غسل خانہ میں ہو اس کے لئے لفظ میں جواب دینا سنت ہے۔
اور نمازی، مؤذن اور اقامت کہنے والے کے لئے اشارہ سے جواب دینا پھر فراغت کے بعد

لفظ میں جواب دینا سنت ہے۔

===================================

اعتاق

اعتاق کا لغوی معنی آگے بڑھنا اور آزاد کرنا ہے اور اصطلاح شرع میں آدمی سے
غلامی کو دور کردینے کو اعتاق کہا جاتا ہے۔ اعتاق ایسی قربت (ثواب کا کام) ہے
ا ؎ کہ اللہ نے اس کا بدلہ اپنی جنت اور رضا قرار دیا اور بعض گناہوں کا کفارہ اور
مصارف زکات میں سے ایک مصرف بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**من**
اعتق رقبة مسلمة اعتق اللہ بکل عضو منه عضوا منه من النار حتی فرجه
بفرجه"۔ جس نے کسی مسلم گردن کو آزاد کیا اللہ اس کے (جسے آزاد کیا گیا ہے) ہر عضو
کے بدلے میں اس کا (جس نے آزاد کیا ہے) ایک عضو یہاں تک کہ شرمگاہ کے بدلے
میں شرمگاہ دوزخ سے آزاد فرمائے گا۔

کثرت سے اعتاق مستحب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترسٹھ کو، حضرت عائشہ نے
انہتر کو، حضرت ابوبکر نے بہتوں کو، حضرت عباس نے ستر کو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
نے محاصرہ کی حالت میں بیس کو، حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک ہزار کو اور حضرت عبد
الرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہم اجمعین) نے تیس ہزار لوگوں کو آزاد کیا۔

مطلق التصرف کا عتق کے صیغہ مثلا **اعتقتک** (میں نے تجھے آزاد کیا) یا
حررتک (میں نے تجھے آزاد کیا) سے اگر چہ کسی عوض کے بدلے میں ۲ ؎ ہو عتق صحیح

ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے اصل یا فرع کا مالک ہوا گرچہ وہ دور ہی کا کیوں نہ ہو، وہ اصل یا فرع اس شخص پر آزاد ہو جائے گا ۳۔

اگر کسی نے اپنے غلام سے کہا "میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے" تو وہ غلام مدبر کہلائے گا اور آقا کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائے گا ۴۔ اور اگر اپنے غلام کی آزادی کو قسط وار مال کے بدلے میں معلق کیا تو وہ غلام مکاتب کہلائے گا ۵۔ ایجاب وقبول کے ساتھ کتابت صحیح ہے۔ جب امانت دار، کمانے والا غلام کتابت کو طلب کرے تو کتابت کرنا سنت ہے اور اس کے آقا کو کچھ مال کم کردینا لازم ہے ۶۔ مکاتب کے لیے ایسا تصرف کرنا جائز ہے جس میں مال بڑھتا ہو جیسے بیچنا، کرایہ پر دینا اور ایسا تصرف جائز نہیں جس میں مال ہلاک ہوتا ہو جیسے ہبہ کرنا، ہدیہ کرنا اور نہ ہی ایسا تصرف جائز ہے جس میں نقصان کا خطرہ ہو۔ جیسے ادھار دینا۔

اگر کسی نے اپنی باندی کو حاملہ کردیا تو وہ باندی مستولدہ کہلائے گی اور آقا کی موت پر آزاد ہو جائے گی ۷۔ آقا مستولدہ سے لطف اندوز ہوسکتا ہے، خدمت لے سکتا ہے اور شادی کرسکتا ہے مگر اس کی ملکیت منتقل نہیں کرسکتا۔ پھر مستولدہ آقا سے جو جنے گی وہ آزاد ہوگا اور استیلاد کے بعد (یعنی آقا کے حاملہ کرنے کے بعد) آقا کے علاوہ سے جو جنے گی وہ اپنی ماں کی طرح آقا کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائے گا۔

اللہ ہمیں جہنم سے آزاد کرے اور سید ابرار کے جوار میں والدین اور اولاد کے ساتھ دار قرار جنت فردوس میں ٹھکانا بنائے

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

وصلی اللہ علی خیر خلقہ وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

==

۱۔ اگر آزاد کرنا فوری اور قولی ہو، برخلاف اس معلق کے جس سے اصل مقصد آزاد کرنا نہیں ہوتا جیسے یہ کہنا" جو میں نے کہا ہے اگر حق نہیں ہے تو میرا غلام آزاد ہے اور برخلاف فعلی کے جیسے استیلاد۔ کیونکہ یہ خواہش کی تکمیل ہے جبکہ اس سے مقصود آزادی یا اولاد کا حصول نہ ہو۔

۲۔ یعنی عوض کے بدل میں آزاد کرتے وقت عتق صحیح ہونے کے لئے غلام کا فوراً قبول کرلینے کا شرط لگائی جائے گی۔

۳۔ خواہ دین متحد ہو یا مختلف ہو۔

۴۔ تہائی مال سے آزاد ہوگا۔ تدبیر امدبر بنانا اس چیز سے باطل ہو جاتی ہے جس سے ملکیت زائل ہو جاتی ہے مثلاً بیچنا، لفظ میں رجوع کرنے سے تدبیر باطل نہیں ہوتی۔

۵۔ جیسے یہ کہنا" میں نے تجھ سے قسط وار ایک ہزار پر کتابت کیا جب تم اسے ادا کردو گے آزاد ہو جاؤ گے۔

۶۔ چوتھائی یا ساتواں حصہ کم کرنا بہتر ہے۔

۷۔ راس مال (اصل مال) سے آزاد ہوگی۔

☆☆☆